11-66

خذوا عنی مناسککم
لعلی لا اراکم بعد عامی ھذا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیسے ادا فرمایا؟



محقق العصر حضرت مولانا
مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

خذوا عنی مناسککم لعلی لا اراکم بعد عامی ھذا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیسے ادا فرمایا؟

نام کتاب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیسے ادا فرمایا؟

تصنیف: مفتی محمد خان قادری

اہتمام: محمد فاروق قادری

ناشر: کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

طباعت سوم: ۲۰۰۹ء

قیمت: Rs 280

ملنے کے پتے

☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی
☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی ☆ مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی
☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی ☆ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ ☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ لاہور
☆ مکتبہ دار العلوم دربار مارکیٹ لاہور ☆ روحانی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ کرمانوالہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ قادری رضوی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ نبویہ دربار مارکیٹ لاہور

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

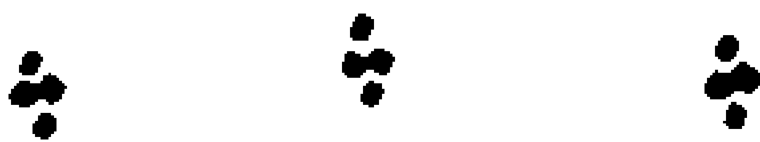
جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

042,35300353 .. 0300,4407048

اھداء

حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جدِّ امجد
حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام
کی خدمتِ اقدس میں

- جن کے سبب اللہ تعالیٰ نے وادیِ غیر ذی ذرع کو مرجعِ خلائق بنا دیا۔
- جنہوں نے اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہمراہ کعبۃ اللہ کی تعمیرِ نو کی۔
- جنہوں نے محسنِ انسانیت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مبارک آمد کے لیے اللہ ربّ العزت سے دُعائیں کیں۔
- جنہیں یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء علیہم السلام انہی کی اولاد میں سے ہیں۔



فہرست

فضیلتِ کعبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و لُطف سے متعدد بار حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی۔ مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ لوگوں نے عبادتِ حج کو بہت مشکل بنا دیا ہے۔ مثلاً ایک دفعہ ہم مقام ابراہیم پر طواف کے نفل ادا کر رہے تھے تو ایک خاتون دوسری سے کہہ رہی تھی مَیں پیاس سے مری جا رہی ہوں جلدی نفل پڑھو تاکہ صفا و مروہ کی سعی کر کے پانی پیئیں، حالانکہ طواف کے بعد زمزم پی کر سعی کرنا سُنّت ہے۔

ایسے معاملات دیکھ کر احساس ہوا کیوں نہ اس موضوع پر کام کیا جائے تاکہ لوگ آسانی سے حج کر سکیں۔ دوستوں نے یہ رائے بھی دی کہ اپنا سفر نامہ لکھا جائے اور اس میں مسائل اور ہدایات بھی دی جائیں، لیکن میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ بجائے اپنا سفر نامہ لکھنے کے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سفرِ حج لکھ دیتے ہیں تاکہ حجاج اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس سال مبارک سفر میں میرے ساتھ درج ذیل رفقاء بھی تھے۔ الحاج شوکت علی، الحاج خواجہ عبدالجلیل، الحاج عبدالسلام بٹ، الحاج محمّد اسلم، الحاج غلام محی الدّین، الحاج سہیل اقبال، الحاج ثابت آفتاب۔

بحمداللہ آج اس مقدس کام کی تکمیل ہو رہی ہے۔ مَیں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں سراپا شکر گزار ہوں کہ دیگر اچھے موضوعات کے ساتھ ساتھ اس مبارک سفر کی روئیداد لکھنے کی توفیق بھی ملی، حرمین شریفین جانے والے لوگ اس کا اچھی طرح مطالعہ کریں بلکہ ساتھ رکھیں، یہاں تک ممکن ہو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے طریقہ کے مطابق حج وعمرہ کی سعادت حاصل کریں تاکہ صحیح معنوں میں اس سفر سے لطف اندوز ہوا جاسکے۔

آخر میں عزیز محترم الحاج سہیل اقبال اور الحاج ثاقب آفتاب کےلیے دعاگو ہوں جو اس کتاب کی اشاعت کا ذریعہ بنے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ ان کے لیے اور دیگر بے اولاد لوگوں کے لیے اولاد کی دُعا کریں۔ یہاں حرمین شریفین میں عالم اسلام، مُلک اور قوم کےلیے دُعا کریں وہاں مجھ جیسے گنہ گار، میرے والدین اور میرے رفقاء کار کےلیے بھی دُعا فرمائیں۔

اے اللہ جل مجدہٗ اس کتاب کو قبول فرما کر اُمتِ مُسلمہ کےلیے مفید بنا اور آخرت میں ذریعۂ نجات بنا کر حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جھنڈے تلے جگہ عطا فرما۔ آمین بجاھك وبجاه سید المرسلین۔

اسلام کا ادنیٰ خادم
محمد خان قادری

۵ر فروری ۹۹ء
بعد نماز مغرب جامعہ رحمانیہ شادمان لاہور

ماہِ حج کی فضیلت

ذوالحجہ اسلامی سال کا آخری مہینہ ہوتا ہے۔ احترام و فضیلت والے چار ماہ میں یہ سب سے محترم و افضل ہے۔ اسی ماہ میں اللہ تعالیٰ نے حج جیسی اہم عبادت فرض فرمائی۔ بارگاہِ الٰہی میں تمام اُمتِ مسلمہ قربانی بھی اسی ماہ پیش کرتے ہیں اور یہی وہ مبارک ماہ ہے جس میں دینِ اسلام کی تکمیل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی قسم

اس ماہ کے پہلے عشرے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم سے عزت بخشتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ۔

صبح کی قسم اور دس راتوں کی اور جفت وطاق کی قسم۔

(سورۃ الفجر، ۱-۳)

امام المفسرین شیخ ابنِ جریر طبری حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ ان راتوں سے مراد

هن الليالى الاول من ذى الحجة (جامع البیان، ۱۵: ۲۱۱)

ماہ ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

اور انہی سے مروی ہے کہ جفت سے عید قربانی کا دن اور طاق سے عرفہ کا دن مراد ہے۔

سب سے افضل دن

ان دنوں اطرافِ عالم سے خدا کے مہمان مکۃ المکرمہ میں حج و طواف کے لیے جمع ہو کر عبادت و دُعا میں مشغول ہوتے ہیں اور یہ دن تمام دنوں سے افضل ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے

ما من ایام افضل من عشر ذی الحجۃ۔ عشرہ ذی الحجہ سے افضل کوئی دن نہیں۔

(ماثبت بالسنۃ، شہر ذی الحجہ)

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری اور ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں سے افضل کون ہے؟ تو اس کے جواب میں احادیث کی روشنی میں اہلِ علم نے فرمایا شب قدر کی وجہ سے رمضان کے آخری عشرہ کی راتیں افضل ہیں اور حج اور قربانی کی وجہ سے ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے دن افضل ہیں۔

شب قدر کے برابر

بلکہ بعض روایات میں ان دنوں و راتوں میں جو عبادت کی فضیلت

بیان ہوئی ہے ان میں سے ہے کہ ان دنوں کا روزہ ایک سال کے برابر اور

قیام کل لیلۃ منھا بقیام لیلۃ القدر۔

اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر ہوتا ہے۔

(الترمذی، باب الصوم)

ان دنوں کثرتِ ذکر کے حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ۔

ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لیں۔

(سورۃ الحج، ۱۸)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:

الویل لمن حرم خیر ایام العشر۔

(تنبیہ الغافلین)

اس شخص کے لیے تباہی ہے جو ان دس دنوں کی برکت سے محروم رہا۔

لہٰذا ان دنوں میں حجاج کے علاوہ دیگر لوگوں کو بھی کثرتِ ذکر اور صدقہ و خیرات کرنا چاہیے۔

٭ ٭ ٭

تاریخ
بیت اللہ

اب تک کعبہ شریف کی تعمیر گیارہ دفعہ ہوئی ہے۔

۱۔ فرشتوں کی تعمیر

سب سے پہلی تعمیر اللہ تعالےٰ کے حکم پر فرشتوں نے کی حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے پوچھا بیت اللہ کا طواف کب سے ہو رہا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو زمین پر اپنا خلیفہ بنانے کے بارے میں اطلاع دی تو انہوں نے عرض کیا ہم آپ کی تسبیح و تقدیس کرنے والے ہیں اور آپ ہمارے ایسے غیر کو خلیفہ بنا رہے ہیں جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا اللہ تعالےٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے فرشتوں کو اپنی عرض پر نہایت ہی شرمندگی ہوئی، انہوں نے حالت زاری اور تفرع میں عرش الٰہی کا تین دفعہ طواف کیا، اللہ تعالےٰ نے ان پر خصوصی رحمت کرتے ہوئے عرش کے نیچے "بیت المعمور" بنا کر فرمایا تم اس کا طواف کیا کرو، اس کا ہر روز ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں ایک دفعہ طواف کرنے والے دوبارہ نہیں آتے، اس کے بعد فرشتوں سے فرمایا اب تم زمین پر جاؤ۔

ابنوا لی بیتاً فی الارض   اسی کی مثل و مقدار کے مطابق

بمثالہ و قدرہ — زمین پر میرا گھر بناؤ۔

جب گھر بن گیا تو اللہ تعالےٰ نے زمین پر رہنے والی مخلوق کو حکم دیا۔

ان یطوفوا بھذا البیت کما یطوف اھل السماء بالبیت المعمور — اس گھر کا تم بھی اسی طرح طواف کرو جیسے آسمان والے بیت المعمور کا کرتے ہیں

(اخبار مکہ لازرقی، ۱: ۳۳)

۲۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی تعمیر

سیدنا آدم اور حضرت حوا علیہما السلام جب زمین پر آئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ وہ لذت و سرور ہمیں یہاں نہیں آ رہا جو فرشتوں کے ساتھ بیت المعمور کے طواف میں آیا کرتا تھا کاش ہمیں پھر وہاں لوٹا دیا جائے تو اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا اے آدم

ابن لی بیتا بحذاء بیتی الذی فی السماء تتعبد فیہ انت و ولدک کما تتعبد ملائکتی حول عرشی — تم اسی آسمانی گھر (بیت المعمور) کے مقابل زمین پر میرا گھر بناؤ اور اس میں تم اور تمہاری اولاد اسی طرح عبادت کرو جیسے ملائکہ میرے عرش کے ارد گرد کرتے ہیں۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔

فطف بہ وا ذکرنی حولہ کما رأیت الملائکۃ تصنع حول عرشی	اس کا طواف کرو اور اس کے ارد گرد میرا ذکر کرو جیسا کہ تم نے ملائکہ میرے عرش کے ارد گرد کرتے دیکھا ہوا ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ نے جبریل امین کے ذریعے اس کی نشاندہی فرمائی، فرشتوں نے اس کی بنیادوں کو پانی تک کھود کر مختلف پتھروں سے بھر دیا۔

(سبل الہدیٰ، ۱: ۱۴۷)

۳ ۔ حضرت شیث علیہ السلام کی تعمیر

حضرت آدم علیہ السلام کے وصال تک محض اس کی بنیادیں ہی تھیں بعد میں ان کے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام نے پتھر اور مٹی سے اسے مکان کی شکل دی جو طوفانِ نوح تک باقی رہی امام سہیلی اس تعمیر کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

ان الذی بناہ شیث بن آدم علیہما السلام (الروض الانف)	یہ تعمیر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام نے کروائی تھی۔

۴ ۔ سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی تعمیر

اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے کی عمر میں اولاد عطا فرمائی، جب انکے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر دو سال ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے انہیں حکم دیا اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور بیٹے حضرت

اسماعیل علیہما السلام کو سرزمین مکہ پر آباد کرو، حضرت جبریل امین کی رہنمائی میں آپ ملک شام سے مکہ پہنچے، اپنی ذریت کو وہاں چھوڑا اور یہ دُعا کی۔

رَبَّنَا اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ	اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد
ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ	ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں
زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ	ہوتی تیرے رحمت والے گھر کے پاس
رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ	اے میرے رب اس لیے کہ وہ نماز قائم
اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ	رکھیں تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف
تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ	مائل کردے اور کچھ پھل کھانے کو دے
مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ	شاید وہ احسان مانیں۔
یَشْکُرُوْنَ	(ابراہیم: ۳۷)

آپ کی اہلیہ محترمہ نے اللہ تعالے کے بھروسہ پر وہاں ڈیرہ جما لیا، جو پانی اور کھجور پاس تھی اسے استعمال کیا، ختم ہونے پر پانی کی تلاش میں صفا و مروہ پر سات دفعہ گھومیں، ساتویں دفعہ آواز آئی تو دیکھا حضرت اسماعیل کے پاس پانی کا چشمہ جاری ہو گیا بعض روایات میں ہے کہ حضرت جبریل امین نے وہاں پاؤں مارا جس سے چشمہ جاری ہوا، حضرت ہاجرہ نے اس سے مشکیزہ بھرنا شروع کر دیا اور اس کے ارد گرد پتھر وغیرہ رکھ دیئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالےٰ حضرت اسماعیل کی والدہ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔

لو ترکت زمزم کانت	اگر وہ زمزم کو اپنے حال پر
زمزم عیناً معینا	چھوڑ دیتیں تو وہ جاری چشمہ

بن جاتا۔ (سبل الہدیٰ، ۱: ۱۵۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں ملنے آیا کرتے تھے جب حضرت اسماعیل نوجوان ہو گئے تو اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا، والد نے بیٹے کو بھی اس سے آگاہ فرمایا اور دونوں نے بیت اللہ کی تعمیر کی اس تعمیر کا ذکر قرآن مجید میں یوں آیا ہے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖیمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرہ،)	اور جب اٹھاتا تھا ابراہیمؑ اس گھر کی بنیادیں اور اسمٰعیلؑ یہ کہتے ہوئے اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما یقیناً تو ہی سُنتا جانتا ہے۔

ان دونوں حضرات نے حضرت جبریل امین کی رہنمائی میں انہی بنیادوں پر کعبہ کی دیواریں استوار کیں جو سیدنا آدم علیہ السلام نے قائم فرمائی تھیں۔

اس تعمیر کی خصوصیات

اس تعمیر میں انہوں نے بیت اللہ کی صرف دیواریں بنائیں اس پر چھت نہیں ڈالا تھا اس کے دو دروازے رکھے ایک جانب شرقی میں اور دوسرا جانب غربی۔ اس کے ایک دروازے کے سامنے بیت اللہ کے لیے کنوئیں کی شکل میں خزانہ بنایا۔ وہ تعمیر گولائی میں تھی اس کے فقط دو ہی گوشے رکن اسود اور رکن یمانی تھے، اس کے

چار گوشے تعمیر قریش میں بنائے گئے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔
اس کی بلندی سات ہاتھ، رکن اسود سے رکن شامی تک چوڑائی تیس ہاتھ اور رکن شامی اور غربی کے درمیان بائیس ہاتھ تھی۔

سیدنا ابراہیم اور اعلان حج

جب آپ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا اب تم لوگوں کو حج کی دعوت دو عرض کیا رب اکرم میری آواز کون سنے گا فرمایا۔

اذن وعلی البلاغ	تم آواز دو اس کا پہنچانا ہمارا کام ہے۔

آپ نے پتھر (مقام ابراہیم) پر چڑھ کر آواز دی لوگو

کتب علیکم الحج الی البیت فاجیبوا ربکم عزوجل	تم پر بیت اللہ کا حج لازم ہے اپنے رب بزرگ و برتر کا حکم مانو۔

آپ کی آواز کائنات کے گوشے گوشے میں گونجی، سمندروں کی تہوں، مردوں کی پشتوں، ماؤں کے رحموں الغرض زمین وآسمان کے تمام بسنے والوں نے وہ سنی تا قیامت جن لوگوں نے بیت اللہ کی زیارت کا شرف پانا تھا انہوں نے آپ کی آواز سُن کر لبیک کہا
شیخ محمد بن اسحاق فاکھی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا جب آپ نے آواز دی تو

فاستمع من فی اصلاب	مردوں کی پشتوں اور خواتین

الرجال وارحام النساء	کے رحموں میں ٹھہرنے والوں
فاجابہ من کان	نے سُنا اور جس نے اللہ کی
سبق فی علم اللہ ان	توفیق سے قیامت تک حج
یحج الی یوم القیامۃ	کرنا تھا اس نے جوابًا لبیک
لبیک	بھی کہا۔

امام ابن ابی حاتم نے انہی سے یہ الفاظ نقل کیئے ہیں۔

فما من حاج یحج من	جس نے بھی اس دن سے قیامت
یومئذٍ الی ان تقوم الساعۃ	تک حج کرنا تھا اس نے سیدنا
الا من کان اجاب یومئذٍ	ابراہیم علیہ السلام کے اعلان کو
ابراھیم	قبول کیا۔

حجر اسود کی تنصیب

دورانِ تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کوئی بڑا پتھر لاؤ جسے میں اس جگہ بطور علامت رکھ دوں تاکہ لوگ وہاں سے طواف شروع کر دیں حضرت اسماعیل ابھی پتھر لے کر واپس نہیں آئے تھے کہ جبریل امین ایک پتھر لے کر حاضر ہوتے اور کہا اللہ تعالے نے طوفان نوح کے وقت اسے محفوظ فرما لیا تھا اب آپ کے لیے اسے بھیجا ہے جب اسے نصب کیا گیا تو اس کے نور کی شعاعیں حدود حرم تک پہنچیں۔

(اخبار مکہ، ۱ : ۶۵)

سیدنا ابراہیم کی دو اہم دعائیں

آپ نے تعمیر بیت اللہ کے مبارک موقعہ پر جو متعدد دعائیں کیں ان میں سے دو نہایت ہی اہم ہیں۔

۱۔ ایک دُعا تو یہ تھی اے اللہ ہم دونوں کو ہمیشہ اپنا فرمانبردار رکھنا ہماری اولاد میں سے ایسی امت پیدا فرما جو تیری فرمانبردار ہو ــــــ اور ہمیں اس گھر کے آداب سے آگاہ فرما تو اللہ تعالےٰ نے حضرت جبریل امین کو بھیج کر انہیں طواف سعی صفا و مروہ، حدود حرم، منیٰ، عرفات مزدلفہ، رمی جمار اور قربانی جیسے تمام مناسک سے آگاہ کر دیا۔

۲۔ دوسری دُعا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ	اے ہمارے رب ان میں سے
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ	رسول کو مبعوث فرما دے

(البقرہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ فرمایا کرتے تھے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں۔

۵۔ قبیلہ جرہم کی تعمیر

شیخ ازرقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ عمارت سیلاب کی وجہ سے گر گئی تو قبیلہ جرہم نے کعبہ کی تعمیر انہی بنیادوں پر کر دی مسعودی نے مروج الذہب میں ذکر کیا ہے کہ جس شخص کی سربراہی میں یہ تعمیر مکمل ہوئی اس کا نام

حارث بن اعضاض الاصغر تھا۔ (اعلام العلماء الاعلام، ۴۶)

۶۔ عمالقہ کی تعمیر

چھٹی تعمیر قوم عمالقہ نے کی، اس کے برعکس بھی مروی ہے کہ پانچویں تعمیر عمالقہ نے اور چھٹی جرہم نے کی، امام ابن ابی شیبہ، اسحاق بن راہویہ اور ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم کی تعمیر کردہ عمارت گر گئی۔

فبنته العمالقة ثم انهدم فبنته جرهم — تو اسے عمالقہ نے بنایا پھر گرنے پر اس کی تعمیر جرہم نے کی

(سبل الهدیٰ، ۱: ۱۶۳)

۷۔ حضرت قصی بن کلاب کی تعمیر

قاضی مکہ زبیر بن بکار اپنی کتاب "نسب قریش" میں لکھتے ہیں جب قصی بن کلاب کعبہ کے متولی بنے تو انہوں نے اس کی ایسی تعمیر کروائی

لم يبنه احد ممن بناها قبله مثله — کہ اس سے پہلے ایسی تعمیر کسی نے نہیں کروائی

(اعلام العلماء، ۴۷)

یاد رہے یہ شخصیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہے۔

۸۔ خاندان قریش کی تعمیر

قریش نے جب محسوس کیا کہ عمارتِ کعبہ سیلاب اور جل جانے

کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہے تو انہوں نے اس کی نئی تعمیر کا فیصلہ کر کے اعلان کیا کہ اس فنڈ میں حرام کمائی کو شامل نہ کیا جائے ساحل جدہ سے ایک کشتی کی لکڑی حاصل کر کے اس سے کعبہ کی چھت بنائی۔ تھوڑی رقم جمع ہونے کی وجہ سے کچھ حصہ (حطیم) تعمیر سے باہر رہنے دیا اس کی بلندی پہلے سے دوگنی کر دی پہلے نو ہاتھ تھی اب اٹھارہ ہاتھ کر دی، پہلے دروازہ زمین پر تھا اسے اونچا کر دیا تاکہ ہر کوئی داخل نہ ہو سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت

۳۵
اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف تقریباً پینتیس سال تھی، آپ نے بھی کعبہ کی تعمیر میں بڑھ کر حصہ لیا۔ بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب کعبہ کی تعمیر کی جا رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے (البخاری ، ۱۵۸۲)

حجر اسود کی تنصیب

جب دیواریں حجر اسود کے مقام تک پہنچیں تو اس کے رکھنے میں قریش کا اختلاف ہو گیا ہر کوئی کہتا یہ کام ہم کریں گے اس پر اختلاف اسقدر بڑھا کہ آپس میں لڑائی پر حلف اٹھا لیے گئے، چار دن تک تعمیر رُک گئی پھر انہیں قوم کے بوڑھے لوگوں نے مشورہ دیا تم ایسے کر لو۔

اول من یدخل من باب	جو شخص کل اس دروازہ سے
ھذا المسجد یقضی بینکم	سب سے پہلے مسجد حرام میں داخل

ہو وہ تمہارا فیصل ہوگا۔

ہوا یہ۔

فکان اول داخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	سب سے پہلے داخل ہونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے کہا۔

ھذا الامین محمد رضینا ھذا محمد	یہ تو امین محمد ہیں ہم ان پر راضی و مطمئن ہیں اور یہ محمد ہیں

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تک پہنچے اور آپ کو اطلاع دی گئی تو فرمایا ایک چادر لاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک ہاتھوں سے حجر اسود کو اٹھا کر اس میں رکھا اور فرمایا ہر قبیلہ کا سردار اس کی جانب پکڑ لے، انہوں نے ایسا ہی کیا جب حجر اسود اپنے مقام تک پہنچا تو پھر آپ نے۔

وضعہ بیدہ صلی اللہ علیہ وسلم	اپنے مبارک ہاتھوں سے اٹھا کر اسے نصب فرمایا۔

(سبل الہدی ۲، ۱۷۱)

اللہ تعالے نے یہ عظمت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا فرمائی، اس کا بوسہ لیتے وقت امتی کا یہ تصور بھی ہونا چاہیئے کہ اسے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں نصب فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو آپ نے بڑھا قریش نے حصہ حطیم

کو اس تعمیر میں کعبہ سے خارج کر دیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہمیشہ افسوس کا اظہار فرمایا کرتے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تم نے دیکھا لوگوں نے کعبہ کی تعمیر تو کی ہے مگر اسے حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر مکمل نہیں کیا، اگر لوگ نئے نئے کفر چھوڑ کر مسلمان نہ ہو رہے ہوتے تو میں

لنقضت الکعبۃ واعدتھا علی بناء ابراھیم	کعبہ کو دوبارہ حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر تعمیر کروا دیتا۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

فادخلت ماخرج منہ والزقتہ بالارض وجعلت لہ بابین بابا شرقیا وبابا غربیا فبلغت بہ (البخاری، کتاب الحج)	جسے خارج کیا گیا ہے میں اسے داخل کر دیتا، اس کے دروازہ کو زمین پر اس کے مشرق ومغرب کی طرف دو دروازے رکھتا تاکہ یہ حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر ہو جاتا۔

یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

فجعلت لھا بابین بابا یدخل الناس وبابا یخرجون۔ (البخاری، ۱۲۶)	میں اس کے دو دروازے بنا دیتا ایک سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے نکل جاتے۔

مگر میں نہیں چاہتا لوگوں میں کسی قسم کا انتشار و فتنہ پیدا ہو، رہا معاملہ طواف کا تو اس کے بارے میں امت کو یہ تعلیم دی، طواف حطیم کے باہر سے کیا جائے نہ کہ اندر سے، اس میں ہم سب کے لئے یہ تعلیم ہے کہ امت کو انتشار

اور فتنہ سے محفوظ رکھنا اہم فریضہ ہے۔

۹۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر

خلفاء راشدین کے دور میں مسجد حرام میں توسیع تو ہوئی مگر بیت اللہ قریش کی تعمیر کے مطابق ہی رہا تا آنکہ ۶۰ھ ہجری میں یزید حکمران بنا، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا، یزید نے حصین بن نمیر کی قیادت میں ان پر حملہ کے لئے لشکر روانہ کیا، حضرت ابن زبیر نے حرم کعبہ میں پناہ لی۔

فنصب علیہ المناجیق	تو لشکر والوں نے منجیق سے
واصاب بعض حجارتہا	پتھر پھینکے جس کی وجہ سے کعبہ
الکعبۃ تہدم بعض	کی بعض دیواریں گریں اور اس
جدرانہا واحترق بعض	کی چھت و غلاف جل گئے۔
اخشابہا وکسوتہا	

(اعلام العلماء، ۶۹)

ادھر سے یزید کی موت کی خبر آنے پر لشکر واپس ہو گیا، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تمام کعبہ کی تعمیر نئے سرے سے کروائی چونکہ ارشاد نبوی ان کے ذہن میں تھا اس لئے انہوں نے اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کروایا یعنی حطیم کو شامل کر دیا، دروازہ زمین پر رکھا اور مشرق و مغرب کی جانب دو دروازے بنا دیئے حضرت یزید بن رومان سے منقول ہے اس موقعہ پر میں موجود تھا۔

فادخل فيه من الحجر وقد رأيت اساس ابراهيم حجارة كاسنمة الابل (سبل الهدى ۱: ۱۶۵)

تو حطیم کو پھر شامل کر دیا گیا اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رکھی ہوئی بنیاد کے پتھروں کو دیکھا وہ اونٹ کی کہان کی طرح تھے۔

۱۰۔ حجاج بن یوسف کی تبدیلی

جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو چہتر ہجری میں حجاج نے عبدالملک بن مروان کو کعبہ کی اس تعمیر کے بارے میں لکھا اور کہا اس تعمیر کو اہل مکہ پسند نہیں کرتے تو اس نے یہ آرڈر جاری کیا۔

اما ما زاده في طوله فاقره واما ما زاد فيه من الحجر فرده الى بنائه وسد الباب الذي فتحه فنقضه واعاده الى بنائه

ابن زبیر نے جو لمبائی میں اضافہ کیا اسے قائم رکھا جائے اور جو حطیم والا حصہ شامل کیا ہے اسے خارج کر دیا جائے اور جو دوسرا غربی دروازہ بنایا اسے بھی بند کر دیا جائے لہذا حجاج نے دوبارہ اسے قریش کی تعمیر کے مطابق ہی کر دیا۔

عبدالملک کا افسوس

عبدالملک جب حج کے موقعہ پر مکہ آیا تو حضرت حارث بن عبداللہ مخزومی نے اسے آگاہ کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو تعمیر کروائی تھی وہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کے مطابق تھی آپ نے فرمایا تھا اگر انتشار کا خوف نہ ہوتا تو میں کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر کرتا کہنے لگا۔

انت سمعته منها؛ — کیا یہ ارشاد نبوی تم نے حضرت عائشہ سے خود سنا ہے۔

فرمایا ہاں میں نے خود سنا ہے۔

فجعل ینکت بقضیب کان فی یدہ فی الارض ساعۃ ثم قال وددت انی کنت ترکتہ وما تحمل — کچھ دیر چھڑی سے زمین کھرچنے لگا اور پھر کہا کاش میں اسے اسی طریقہ پر رہنے دیتا اور اسے نہ اکھاڑتا۔

۱۱۔ سلطان مراد خاں عثمانی کی تعمیر

اس تعمیر کے ۹۶۶ سال بعد سیلاب سے کعبہ شریف منہدم ہوا تو ۱۰۴۰ ہجری میں سلطان مراد خان عثمانی نے اسے تعمیر کیا اور اسے حجاج کی تبدیلی پر ہی قائم رکھا۔ (تاریخ القدیم، ۳: ۳۰۱)

علامہ سید سلیمان اشرف بہاری رقمطراز ہیں۔

علامہ ابوالکرم کے رسالہ مفردہ، علامہ حسن صاحب امداد الفتاح اپنے رسالہ میں، ابن علان البکری اور علامہ عبداللہ بن سالم بصری کی تحقیق یہ ہے کہ موجودہ تعمیر سلطان مراد خان کی ہے (الحج، ۳)

اس کے بعد کعبہ کی تعمیر نہیں ہوئی البتہ اس میں اصلاحات اور مرمت کا کام ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔

فضیلت کعبہ

اس مقدس اور مبارک گھر کا دیدار نہ صرف تسکین و طمانیت قلبی اور روحانیت کی غذا ہے بلکہ ایمان کی جلا، قرب الٰہی کا سبب اور مغفرت و بخشش کا نہایت اہم ذریعہ ہے، کتاب و سنت میں اس کے متعدد فضائل و مناقب کا تذکرہ ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔گناہوں سے پاکیزگی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بیت اللہ شریف کی زیارت کی پھر یہاں کسی سے جھگڑا بدزبانی اور فساد نہ کیا تو

رجع کما ولدته امه — وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک پیدا ہوا تھا۔ (المسلم)

۲۔ایک سو بیس رحمتیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰے دن رات میں کعبہ شریف پر ایک سو بیس رحمتوں کا نزول فرماتا ہے ان میں ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے

وعشرون للناظرین (اخبار مکہ، ۲ : ۸) | اور بیس ان لوگوں کے لئے جو کعبہ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور کر رہے ہوتے ہیں۔

۳۔ کعبہ کو دیکھنا عبادت

حضرت جعفر بن محمد اپنے دادا کے حوالے سے نقل کرتے ہیں رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

النظر الی البیت الحرام عبادۃ (مثیر الغرام) | اس عزت والے گھر کو دیکھنا ہی عبادت ہے۔

ایک سال کی عبادت

مشہور تابعی حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

النظر الی البیت یعدل عبادۃ سنۃ (القریٰ، ۳۴۱) | بیت اللہ کو ایک مرتبہ دیکھنا سال کی عبادت کے برابر ہے

۴۔ اللہ تعالےٰ کی ذمہ داری

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا

ھذا البیت دعامۃ الاسلام | یہ گھر اسلام کا ستون ہے

جو شخص اس کی زیارت کے ارادہ سے نکلا خواہ وہ حج کی نیت کرنے والا

ہو یا عمرہ کی تو وہ اللہ تعالےٰ کی ذمہ داری میں ہے اگر وہ فوت ہو گیا تو اسے جنت میں داخلہ نصیب ہو گا۔ (اخبار مکہ، ۲ : ۳)

مومن کا احترام

آپ نے بیت اللہ کی عظمت و فضیلت پڑھی یہاں مومن کے احترام و اکرام کے بارے میں بھی کچھ پڑھ لیجئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف دیکھا اور فرمایا اے بیت اللہ اللہ تعالےٰ نے تجھے بہت ہی شرف، برکت و حرمت عطا فرمائی ہے لیکن

والمومن اعظم حرمة عند الله منك	مومن کا احترام و عزت اللہ تعالیٰ کے ہاں تجھ سے بہت زیادہ اور عظیم ہے۔
(اخبار مکہ، ۲، ۲۱۱)	

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کو دیکھا اور اسے مخاطب ہو کر فرمایا۔

ما اعظم حرمتك عند الله والمومن اعظم منك	اللہ تعالےٰ کے ہاں تیری بڑی حرمت ہے لیکن مومن کی حرمت و عزت تجھ سے زیادہ ہے۔
(القریٰ، ۳۳۶)	

سوچیئے ہم کعبہ کا احترام تو کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہیئے مگر مسلمان کی جان و مال اور خون سے ہاتھ رنگنے سے بھی باز نہیں آتے۔

طواف، عمرہ سے افضل ہے

یہ تصریح بھی ملتی ہے کہ آدمی کثیر عمروں کے بجائے بیت اللہ کے طواف

میں کثرت کرے کیونکہ غیر ملکی لوگوں کے لئے طواف، عمرہ سے افضل عمل ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا۔

الطواف للغرباء افضل ام العمرة ؟	کیا غیر ملکی لوگوں کے لیے طواف افضل ہے یا عمرہ ؟
توانہوں نے فرمایا۔	
بل الطواف	طواف افضل ہے۔

(اخبار مکہ ۲:۴)

باقی اس سے مراد واحد طواف نہیں بلکہ بار بار طواف ہے ورنہ عمرہ میں بھی طواف لازماً ہوتا ہے شیخ محب الدین طبری حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

ومراد انس ان تکرارہ الطواف افضل من العمرة ولا یرید طواف اسبوع واحد فانہ موجود فی العمرة	حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ کثرت طواف عمرہ سے افضل ہے ان کی مراد واحد طواف نہیں کیونکہ وہ تو عمرہ میں بھی موجود ہے۔

آگے ان لوگوں کا جو یہ کہتے ہیں کہ عمرہ کثرت طواف سے افضل ہے۔ رد کرتے ہیں۔

وذلك خطأ ظاهر واول دلیل علی خطئہ مخالفة السلف الصالح فی ذلك	یہ واضح طور پر غلط ہے اور اس پر سب سے اہم دلیل یہ ہے کہ سلف صالح اس کے قولاً

قولاً وفعلاً اذ لم ينقل تكرارها والاكثار منها عن النبي صلى الله عليه وسلم ولا عن احد من الصحابة والتابعين	اور فعلاً خلاف ہیں کیونکہ عمرہ میں تکرار اور کثرت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ اور تابعین میں سے کسی سے منقول نہیں

(القریٰ لقاصد ام القری ۶۳۲)

نفلی نماز سے طواف افضل

حضرت موسیٰ الجہنی سے ہے میں نے حضرت مجاہد سے پوچھا کیا طواف افضل ہے یا کثرتِ نوافل، فرمایا طواف افضل ہے حضرت سعید بن جبیر کا فرمان ہے۔

الطواف هنالك احب الى من الصلاة	مجھے بیت اللہ کے پاس کثرت نوافل سے طواف زیادہ محبوب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے اہلِ مکہ کے لئے وہاں نفل نماز افضل ہے۔

اما اهل الاقطار فالطواف (القریٰ ۶۳۱)	مگر دور سے آنے والوں کے لئے طواف افضل ہے۔

حجرِ اسود کا مقام

حجرِ اسود جنتی پتھر ہے، اسے چومنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہے، اس پتھر کی بہت سی فضیلتیں ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ اللہ تعالےٰ کا دایاں ہاتھ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجرِ اسود کے بارے میں فرمایا۔

الحجر یمین اللہ تعالےٰ فی الارض — یہ زمین میں اللہ تعالےٰ کا دایاں ہاتھ ہے۔

(الکامل لابن عدی، ۱:۳۴۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا حجرِ اسود زمین میں اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے۔

یصافح بھا عبادہ (سبل الہدیٰ، ۱:۱۸۰) — اس سے وہ اپنے بندوں کو مصافحہ کا شرف عطا فرماتا ہے

گویا حجرِ اسود کو چومنا اللہ تعالےٰ کے دائیں ہاتھ کو بوسہ دینے کا شرف پانا ہے۔

۲۔ حجرِ اسود کی شفاعت

امام دارمی، ابن خزیمہ، ابنِ حبان اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا روزِ قیامت اللہ تعالےٰ حجرِ اسود کو اس حال میں اٹھائے گا۔

لہ عینان یبصر بہما	اس کی دیکھنے والی دو آنکھیں
ولسان ینطق بہ یشھد	اور بولنے والی زبان ہوگی جس
لمن استلمہ بحق	سے یہ اپنے چومنے والے
(الدارمی، ۲ : ۴۲)	کے بارے میں گواہی دے گا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ کعبہ کا طواف کیا انہوں نے حجرِ اسود سے مخاطب ہو کر کہا میں جانتا ہوں تو نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا میں تجھے کبھی نہ چومتا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین۔

انہ یضرو ینفع	یہ نقصان بھی دیتا ہے اور نفع بھی۔

کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا حجرِ اسود کو روزِ قیامت اس حال میں لایا جائے گا

لہ لسان ذلق یشھد لمن	اس کی زبان ہوگی جس سے یہ
یستلمہ بالتوحید	بول کر اپنے استلام کرنے والے

کی توحید پر گواہی دے گا۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔

اعوذ باللہ ان اعیش فی قوم لست فیھم یا ابا الحسن	میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس قوم میں رہنے سے جس میں اسے ابوالحسن (حضرت علی) تم نہ ہوں

(شعب الایمان، ۳: ۴۵۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا۔

ان لھذا الحجر لسانا و شفتین یشھد لمن استلمہ یوم القیامۃ بحق (شب الایمان، ۳: ۴۵۰)	اس پتھر کو زبان اور ہونٹ دیئے جائیں گے اور یہ ہر اس شخص کی روز قیامت شفاعت کرے گا جس نے اس کا استلام کیا ہوگا۔

ان گنت فرشتے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے جب کوئی طواف کرنے والا دعا کرتے ہوئے رکن یمانی کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ فرشتے اس کی دُعا پر آمین کہتے ہیں لیکن جب وہ آگے بڑھتا ہے تو

وان علی الحجر الاسود مالا یحصی	حجر اسود پر ان گنت فرشتے (امین) کہتے ہیں۔

(اخبار مکہ، ۱: ۳۴۱)

نوٹ: جب حجرِ اسود کی یہ شان ہے کہ وہ گویا اللہ تعالیٰ کے

دائیں ہاتھ کا مقام رکھتا ہے تو اس کا ادب بھی اسی قدر لازم ہے لہٰذا سگریٹ، حُقّہ یا نسوار وغیرہ استعمال کرنے والے حضرات منہ کو خوب صاف اور بدبو کو دُور کرنے کے بعد بیت اللہ کے پاس جائیں۔

رکن یمانی کا مقام

کعبہ شریف کے چار کونے ہیں مشرقی کونہ حجر اسود، شمال مشرقی کونہ رکن عراقی، شمال مغربی کونہ رکن شامی اور جنوب مغربی کونہ رکن یمانی کہلاتا ہے، حجر اسود اور رکن یمانی دونوں کونے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر ہیں اور ان دونوں کو رکن یمانی بھی کہا جاتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔

لم ار النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستلم من البیت الا الرکنین الیمانیین (البخاری، ۱۶۰۹)	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کے صرف دو کونوں رکن یمانی اور رکن اسود کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

لم ار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمس الا الیمانیین (البخاری، ۱۶۶)	میں نے ان دو گوشوں یمانی اور اسود کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مس کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام چاروں کونوں کو مس فرمایا کرتے لیکن قریش نے تعمیر میں دو کونوں کو تو انہی بنیادوں پر بنایا مگر دو کونے شامی اور عراقی ان بنیادوں پر نہ بنائے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف دو کو مس فرماتے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کبھی ترک نہ فرمایا لیکن رکن شامی اور عراقی، چونکہ قواعد ابراہیم کے مطابق نہیں ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا استلام نہیں فرمایا۔

بخاری میں ہے۔

ما اری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک استلام الرکنین الذین یلیان الحجر الا ان البیت لم یتمم علی قواعد ابراھیم	میں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دو گوشوں یمانی اور اسود کے استلام کو ترک کرتے ہوئے نہیں دیکھا وہ اس لیے کہ کعبہ اب سیدنا ابراہیم کی بنیادوں پر نہیں۔
(البخاری ۱۵۸۴)	

ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے چاروں گوشوں کو مس فرماتے۔

حضرت جبریل امین کی دعا

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جب بھی رکن یمانی کے پاس سے گزرا

وجدت جبریل علیہ قائما	میں نے جبریل کو وہاں کھڑے پایا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب بھی یہاں سے گزر ہوا جبریل امین کو اس حال میں کھڑے دیکھا۔

یستغفر لمن استلمہ (اخبار مکہ، ۱:۳۲۸) کہ وہ اسے استلام کرنے والے کے لئے بخشش کی دعا کر رہے ہیں۔

گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مسح الحجر والرکن الیمانی یحط الخطایا (القریٰ ۲۸۷ بحوالہ ابن حبان) حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کو چھونا گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے۔

ستر فرشتوں کی دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن یمانی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا

وکل بہ سبعون ملکا فمن قال اللھم..... قالوا امین (ابن ماجہ) وہاں ستر فرشتے مقرر ہیں جب کوئی وہاں دعا کرتا ہے تو وہ آمین کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رکن یمانی پر

وکان موکلان یؤمنان على دعاء من مر بهما (اخبار مکہ، ۱: ۱۴۱۳)

دو فرشتے مقرر ہیں جو وہاں سے گزرتے ہوئے دعا کرنے والے کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

حطیم کی فضیلت

حطیم، کعبہ کا حصہ ہے یہی وجہ ہے طواف میں اسے شامل کیا جاتا ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حطیم کے بارے میں پوچھا۔

أمن البيت هو؟ قال — کیا یہ بیت اللہ کا حصہ ہے؟

نعم — فرمایا ہاں یہ حصہ ہے۔

فرماتی ہیں نے عرض کیا۔

فلم لم يدخلوه في البيت؟ — پھر اسے تعمیر کرنے والوں نے بیت اللہ میں شامل کیوں نہ کیا؟

فرمایا کیا تمہیں علم نہیں

قومك قصرت بهم النفقة؟ — ان لوگوں کے پاس فنڈ ختم ہو گیا تھا۔

میں نے عرض کیا۔

فما شان بابه مرتفعاً؟ — بیت اللہ کا دروازہ بلند کیوں ہے؟

فرمایا یہ بھی قریش نے ہی کیا۔

ليدخلوا من شاؤا ويمنعوا — تاکہ جنہیں وہ چاہیں داخل ہوں

من شاؤا — اور جنہیں چاہیں داخلہ سے روک دیں۔

پھر فرمایا اگر دور جاہلیت قریب نہ ہوتا

ان ادخل الجدر فی البیت، وان الصق بابه بالارض (البخاری ۱۵۸۴) — تو میں حطیم کو کعبہ کی چھت کے نیچے کر دیتا اور اس کے دروازہ کو زمین پر کر دیتا۔

کعبہ میں داخلہ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے ہی مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بھی تمہارا دل کعبہ میں داخل ہونے کا ہو تو

ادخلی الحجر فانہ من البیت — حطیم میں داخل ہو جایا کرو کیونکہ یہ بیت اللہ کا حصہ ہی ہے۔

(نسائی، ۲: ۴۷)

کعبہ کے اندر نماز

انہی سے مروی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا میرا جی چاہتا ہے میں کعبہ کے اندر نماز پڑھوں تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں لے گئے اور فرمایا یہاں نماز پڑھو

صلی فی الحجر اذا اردت — اور جب بھی تیرا دل کعبہ میں نماز پڑھنے

دخول البیت، فانما ھو قطعة من البیت (ابوداؤد، باب فی الحجر)

کا ہو تو حطیم میں داخل ہو کر نماز پڑھ لیا کر دیہ کعبہ کا حصہ ہے لیکن قریش نے اسے فنڈ کی کمی کی وجہ سے اس سے باہر نکال دیا۔

نوٹ:۔ ان تمام روایات نے واضح کر دیا کہ بلاشبہ حطیم، کعبہ کا حصہ ہے، اس کے اندر جانا، کعبہ کے ہی اندر جانا ہے وہاں نماز پڑھنا کعبہ کے اندر نماز ادا کرنا ہے، کچھ لوگ علم نہ ہونے کی وجہ سے یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ کعبہ کے اندر جانا ہماری قسمت میں کہاں؛ حالانکہ تا قیامت امت مسلمہ پر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا کرم ہے کہ حطیم میں ہر کوئی جا سکتا ہے بلکہ دوسرے حصہ کے لئے دروازہ کھلوانا پڑھتا ہے اس کے لیے ایسی کوئی پابندی نہیں بلکہ ہر وقت درِ رحمت کھلا رہتا ہے جو اپنا نصیب بیدار کرنا چاہے اس میں داخل ہو جائے۔

حطیم میں دو رکعت نوافل کا درجہ

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے رسول کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا حطیم کے دروازہ پر ایک فرشتہ یہ اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ جو آدمی حطیم میں دو رکعت نفل پڑھے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اسی طرح حطیم کے دوسرے دروازہ پر بھی ایک فرشتہ یہ اعلان کر رہا ہوتا ہے

خرج مرحوما ان کنت

جو امتِ محمدیہ کا متقی شخص اس

من امة محمد تقيًّا (الجامع اللطيف، ۸۹) | میں نفل پڑھ کر نکلے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

میزاب رحمت

یہ بیت اللہ کے پرنالہ کا نام ہے اس کا تذکرہ قریش کی تعمیر میں ملتا ہے اس کے ذریعہ کعبہ کی مبارک چھت کا پانی حطیم میں گرتا ہے پہلے یہ لکڑی کا تھا، ولید بن عبدالملک نے اس کی لکڑی پر سونا چڑھایا، ۱۲۷۶ ہجری میں سلطان عبدالمجید خاں نے قسطنطنیہ سے سونے کا میزاب بنوا کر بھیجا یا وہی آج تک نصب ہے۔ (دائرۃ المعارف، ۸ : ۱۴۴)

مقبولیت دعا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میزاب رحمت کے نیچے جو دعا کی جائے وہ قبول ہو کر رہتی ہے۔ (جامع اللطیف، ۸۹)

مسجد حرام

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مسجد حرام کا تذکرہ فرمایا ہے خصوصًا تبدیلی قبلہ کی آیات میں ارشاد ہے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ | اپنا چہرہ مسجد حرام کے کسی حصّہ کی طرف پھیر دو

آگے اہلِ ایمان کو حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ،

تم جہاں بھی ہوں اپنے چہرے اس کے ایک حصہ کی طرف پھیر لو۔

اس مسجد کو اللہ تعالیٰ کے گھر کے ارد گرد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

سب سے پہلی مسجد

اسے سب سے پہلی مسجد ہونے کا بھی شرف حاصل ہے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ زمین پر سب سے پہلی مسجد کونسی بنائی گئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلی مسجد

المسجد الحرام

مسجد حرام ہے۔

لاکھ نماز کا ثواب

یہی وجہ ہے اس میں ایک نماز کا ثواب لاکھ نماز کے برابر ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری مسجد میں نماز کا ثواب ہزار نماز کے برابر ہے۔

فضل المسجد الحرام علی مسجدی مائة صلاة (اخبار مکہ، ۲: ۶۱)

اور مسجد حرام میں نماز کا ثواب میری مسجد کی سو نمازوں کے برابر ہے۔

تین مساجد کی طرف سفر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی واضح فرما دیا کہ اگر کسی نے ثواب کی خاطر کسی مسجد کی طرف سفر کرنا ہو تو صرف تین مساجد کی طرف سفر کرے باقی تمام مساجد ثواب میں برابر ہیں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تشد الرحال الی ثلاثۃ مساجد المسجد الحرام و مسجدی ھذا و المسجد الاقصٰی	سفر تین مساجد مسجد حرام میری مسجد اور مسجد اقصٰی کی طرف کیا جائے۔

(اخبار مکہ، ۲: ۶۳)

علامہ سید سلیمان اشرف بہاریؒ اس کی تعمیر و توسیع کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

کعبہ کے گرداگرد جو مطاف کا دائرہ ہے (جو اَب کافی کشادہ کر لیا گیا) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت بلکہ عہد صدیق اکبر تک بس اسی قدر مسجد حرام کی زمین تھی، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد حرم سے باہر رہا کرتی تھی وہ کعبہ کے پاس مکان بنانا یا سکونت اختیار کرنا ادب کے منافی جانتے تھے قصی بن کلاب جب کعبہ کے متولی بنے تو انہوں نے قریش کو مشورہ دیا کہ کعبہ کے قریب گھر بنا کر رہیں، اس قرب کے فوائد ایسے موثر پیرایہ میں بیان

گئے کہ اس قدر حصہ جو مسجد حرام کی زمین تھی اسے چھوڑ کر کعبہ کے گرد اگرد، مکانات بننے شروع ہو گئے سب سے پہلے حرم کعبہ میں توسیع کرنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، قریش کے مکانات خرید کر مسجد حرام میں داخل کیئے اور اس کے گرداگرد قدآدم سے بھی چھوٹی دیوار بنائی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وسعت دی پھر حضرت عبداللہ بن زبیر نے پھر ولید بن عبدالملک نے پھر خلیفہ محمد مہدی نے پھر سلطان مراد خاں نے اسے خوب توسیع دی اس کی توسیع و تعمیر میں ترک سلاطین شاہ فیصل اور شاہ فہد کی خدمات بھی نہایت ہی قابلِ تحسین ہیں۔ (الحج، ۳)

چشمہ زمزم

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کے حکم پر یہاں چھوڑ کر گئے، ہاجرہ کا پانی ختم ہو گیا، اس وقت حضرت اسمائیل کی تشنگی اور پیاس سے بے تاب ہو کر اس خیال سے کہ کوئی قافلہ نظر آئے صفا پر چڑھیں وہاں سے جب کچھ نظر نہ آیا تو مروہ پر گئیں ان دونوں کے درمیان پست جگہ تھی یہاں سے حضرت اسمائیل نظر نہ آتے، شفقت مادری کی وجہ سے اس وادی کو دوڑ کر طے فرماتیں اسی جستجو میں سات چکر کاٹے تو حضرت اسمائیل کے قدموں کے نیچے سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا، آپ کے لیئے یہ لمحہ واقعتہً مسرت بخش تھا اس پانی کے ارد گرد ریتی باندھتے ہوئے کہہ رہی

ہیں ماءِ زمم ماءِ زمم (پانی بہت ہے پانی بہت ہے) اسی لئے اس چشمہ کا نام "زمزم" ہے۔

کنواں گم ہو گیا

ایک عرصہ کے بعد یہ کنواں لوگوں کی نگاہوں سے گم ہو گیا اہلِ مکہ اسے بھول چکے تھے جب حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اس کی برکت سے آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو خواب میں اس کنویں کی نشاندہی کر دی گئی، جب آپ نے اسے کھودنے کا ارادہ کیا تو قریش رکاوٹ بنے مگر عبدالمطلب کامیاب ہوئے اس دن سے لے کر تاقیامت یہ کنواں لوگوں کو سیراب کرتا رہے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پانی سے بہت پیار تھا اپنے بچپن میں اسے بطورِ غذا استعمال فرمایا کرتے، حج وغیرہ کے موقعہ پر ساتھ لے جاتے، مکہ سے منگوایا بھی کرتے یاد رہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی تبرک ہے جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے۔

برکاتِ زمزم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی برکات بیان فرمائی ہیں ان میں چند یہ ہیں۔

جس کی خاطر پیا جائے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔

ماء زمزم لما شرب له — جس خاطر زمزم پیا جائے وہی کام ہو جاتا ہے۔

(ابن ماجہ)

یہ غذا و شفا ہے

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا سلام عرض کیا فرمایا تم کہاں سے ہو عرض کیا خاندان غفار سے فرمایا یہاں آئے ہوئے کتنے دن ہوئے عرض کیا تین دن اور تین راتیں فرمایا، تمہاری مہمان نوازی کون کرتا رہا؛ عرض کیا کوئی نہیں۔

ما کان لی طعام الا ماء زمزم — میں زمزم پر گزارہ کرتا رہا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

انها مبارکة انها طعام طعم و شفاء سقم — زمزم بابرکت، غذا اور بیماری کے لئے شفا ہے۔

(المسلم، نسائی ابی ذر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

خیر ماء علی وجه الارض زمزم فیه طعام و شفاء سقم (المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۱: ۹۸) — زمین پر سب سے اچھا پانی زمزم ہے اس میں غذائیت بھی ہے اور شفا بھی۔

اسے دیکھنا بھی عبادت ہے

حضرت مکحول سے مرسلاً مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

النظر فی زمزم عبادة وھی تحط الخطایا

زمزم کو دیکھنا عبادت ہے اور اس سے گناہ جھڑتے ہیں۔

(سبل الہدیٰ، ۱:۱۸۴ بحوالہ اخبار مکہ)

حضرت ابوحمزہ کا بیان ہے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ پانی پلانے میں تعاون کیا کرتا تھا کچھ دن بخار کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا انہوں نے مجھ سے نہ آنے کی وجہ پوچھی میں نے بخار کا بتایا تو فرمانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الحمی من فیح جھنم فابردوھا بماء زمزم

بخار جہنم کی گرمی سے ہے اسے زمزم کے ساتھ ٹھنڈا کرو

(مسند احمد)

سیر ہو کر پیا جائے

زمزم خوب سیر ہو کر پینا چاہیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور منافقین کے درمیان یہ بھی فرق ہے۔

انھم لا یتضلعون من ماء زمزم (ابن ماجہ)

وہ زمزم خوب سیر ہو کر نہیں پیتے،

ایک روایت میں فرمایا۔

التضلع من ماء زمزم براءۃ من النفاق — سیر ہو کر زمزم پینے سے نفاق دُور ہو جاتا ہے۔

(اخبار مکہ، ۲: ۵۲)

حضرت عبداللہ بن عباس کی دُعا

اوپر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گزرا زمزم جس حاجت کے لئے پیا جائے اللہ تعالےٰ وہ پوری فرما دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے زمزم پیتے وقت یہ دُعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ (سنن دارقطنی) — اے اللہ میں آپ سے علم نافع، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں۔

مقام ابراہیم

اللہ تعالےٰ نے قرآن میں اپنے گھر کا تعارف اور عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

فِیْهِ آیَاتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا — اس میں کھلی نشانیاں ہیں مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوا امن پا گیا۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالٰے ہے

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى	مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔

اللہ رب العزت نے مقام ابراہیم کا ذکر قرآن مجید میں بڑے اہتمام سے فرمایا ہے یہ سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کا ایک زندہ جاوید معجزہ ہے جس کے ساتھ اسلام اور تاریخ کی حسین و جمیل یادیں وابستہ ہیں، تاریخ اسلامی کا یہ شاہکار اپنی نرالی شان کے ساتھ کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے گیارہ میٹر کے فاصلہ پر جلوہ نما اور مرجع خلائق ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

الركن والمقام ياقوتتان من يواقيت الجنة طمس الله نورهما ولولا ذالك لاضاءتا ما بين المشرق والمغرب	حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں جنتی یاقوتی پتھر ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی بجھادی ورنہ مشرق و مغرب کو یہ روشن کر دیتے۔

(السنن الکبریٰ، ۵: ۷۵)

اسی پتھر پہ کھڑے ہوکر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی بخاری میں ہے جب کعبہ کی دیواریں بلند ہوگئیں تو حضرت اسماعیل علیہ السلام

جاء بهذا الحجر فوضعه له فقام عليه وهو يبني	یہ پتھر لائے اور اپنے والد کے قدموں میں رکھا انہوں نے

(البخاری، ۱: ۴۷۶) — اس پر کھڑے ہو کر بقیہ حصّہ تعمیر کیا۔

امام فخر الدین رازی مقام ابراہیم کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

انه موضع الحجر الذی قام علیه ابراهیم علیه السلام — یہ وہ پتھر ہے جس پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قیام فرمایا تھا۔

(مفاتیح الغیب، ۴: ۴۵)

شیخ محمد عبد المعبود لکھتے ہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب کعبہ تعمیر فرما رہے تھے تو یہ پتھر حکمِ ربی سے خود بخود اوپر نیچے ہوتا اور آگے بڑھتا تھا۔

(تاریخ مکہ، ۲: ۳۶۴)

روایات کے مطابق اسی پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو حج کے لیے آنے کی دعوت دی تھی۔ آپ کی آواز تا قیامت حج کی سعادت پانے والوں نے سُنی اور جواباً لبیک کہا۔

آگے آپ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پڑھیں گے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طواف سے فارغ ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس مقام کی طرف تشریف لاتے اور یہ الفاظ قرآنی تلاوت فرماتے وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

پتھر پر قدموں کے نشان

یہ بھی ایک قدرت کا اظہار ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس پتھر پر قدم رکھے تو وہ نرم ہو گیا اور اس میں آج تک واضح

طور پر قدموں کے نشان ہیں، زیارت کرتے وقت صرف نشان ہی نہیں بلکہ یہ تصور بھی اُجاگر ہوتا ہے کہ جس مبارک ہستی کے قدموں کے نشان اتنے خوبصورت ہیں وہ قدم کسقدر خوبصورت ہوں گے، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے خوب فرمایا پتھر کی چٹان پر قدموں کے نشانات اور چٹان کا اس طرح نرم ہو جانا کہ ٹخنوں تک پاؤں کا اس میں سما جانا اور اس اثر و نشان کا اتنے عرصہ تک قائم رہنا، کروڑوں دشمنوں کے باوجود اس کا محفوظ رہنا کعبہ شریف کے قبلہ ہونے کا بین ثبوت ہے

(المظہری، ۲: ۳۰۱)

نشانِ قدمِ حبیب

جس طرح اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشان ہیں اس طرح کچھ پتھر ایسے بھی ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کے نشان ہیں امام زرقانی اس بارے میں رقمطراز ہیں۔

وقد اشتھر فی المدائح قدیمًا وحدیثًا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا مشی علی الصخر غاضت قدماہ فیہ واثرت (زرقانی)	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرنے والے متقدمین ومتاخرین میں یہ مشہور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پتھر پر قدم رکھتے تو وہ کبھی کبھی نرم ہو جاتے اور اس میں قدم مبارک کے نشانات نظر آنے لگتے۔

علامہ خفاجی لکھتے ہیں بیت المقدس اور مصر میں ایسے پتھر اب

بھی موجود ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدموں کے نشان ہیں۔

والناس تتبرك به و تزوره و تعظمه (نسیم الریاض)

اور لوگ ان سے برکت حاصل کرتے ہیں اور انکی زیارت وتعظیم بجالاتے ہیں۔

حبیب و خلیل کے قدم

ایک دفعہ قریش نے اکٹھے ہوکر اپنے معروف نجومی سے کہا ہم میں سے ہر ایک کا پاؤں دیکھ کر بتاؤ، کس کا پاؤں مقام ابراہیم کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے ان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل تھے نجومی نے کہا زمین کو اچھی طرح صاف کرو تاکہ اس پر کوئی نشان نہ رہے اس کے بعد تم سب باری باری میرے سامنے اس پر چلو تاکہ میں فیصلہ دے سکوں تمام لوگ گزرے لیکن اس نے کہا کسی کی بھی مشابہت ثابت نہیں ہوتی لیکن جب حضور علیہ السلام گزرے

فابصر اثر محمد فقال هذا اقرب شبها به (حجۃ اللہ علی العالمین، ۶۸۹)

اور اس نے حضور کے نشان دیکھے تو پکار اٹھا ان کا قدم مقام ابراہیم کے بہت ہی زیادہ مشابہ ہے۔

قبولیتِ دُعا کے مقامات

اہلِ علم وفضل نے دُعا کی مقبولیت کے درج ذیل مقامات بیان فرمائے ہیں۔

زیارتِ خانہ کعبہ کے وقت دورانِ طواف، مقام ملتزم پر، میزابِ رحمت کے نیچے، خانہ کعبہ کے اندر، چشمہ زمزم پر، حجرِ اسود کے پاس، صفا پر، مروہ پر، اور دورانِ سعی، مقامِ ابراہیم پر، عرفات، مزدلفہ، منیٰ، تینوں جمرات کے پاس، مولد النبی، تمام آثارِ رسول کے پاس مثلاً روضہ نبوی، منبر نبوی مصلیٰ نبوی، مسجدِ نبوی، ریاض الجنہ میں ستونوں کے پاس، جنت البقیع اور جنت المعلیٰ میں، احد، مسجد قبا اور دیگر مقاماتِ مقدسہ میں۔

امام جزری مختلف مقاماتِ دعا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وان لم یجب الدعاء عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم ففی ای موضع یستجاب (الحصن الحسین)	اگر روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دعا قبول نہیں تو کہاں مقبول ہوگی؟

بعض اہل علم نے ان مقامات کی تعداد ترپن[۵۳] لکھی ہے شیخ تہروانی المتوفی ۹۹۰ لکھتے ہیں۔

وقال غیرہ مواضعا اخریٰ فبلغت ۵۳ موضعًا (کتاب الاعلام، ۲۹۲)	امام حسن بصری کے علاوہ دیگر علما نے ان مقامات کی تعداد ترپن بیان کی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ وہاں کا ہر مقام اور گوشہ ہمارے لئے محترم اور قابلِ زیارت ہے، اللہ تعالےٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور کعبہ کے اندر کتنی دفعہ داخل ہوئے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے اندر کتنی دفعہ تشریف لے گئے؟

ہجرت سے پہلے کی تعداد معلوم نہیں لیکن ہجرت کے بعد چار دفعہ ایسا ہوا۔

۱۔ فتح مکہ کے موقعہ پر۔ ۲۔ ثانی الفتح ۳۔ عمرہ قضیہ میں۔

۴۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر۔ (شفاء الغرام)

مقام ملتزم

حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کی درمیانی تقریباً چھ فٹ جگہ کو ملتزم کہا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

الملتزم مابین الحجر والباب — حجر اسود اور دروازہ کے درمیان کا حصہ ملتزم کہلاتا ہے۔

(اخبار مکہ ۱: ۳۴۷)

مشہور تابعی حضرت مجاہد کے الفاظ ہیں۔

مابین الرکن والباب یدعی الملتزم — ملتزم رکن اسود اور باب کعبہ کا درمیانی حصہ ہے۔

(القریٰ، ۳۱۶)

ملتزم کہنے کی وجہ

التزام کا معنی کسی کے ساتھ چمٹ جانے کے ہیں ملتزم کا معنی ہوگا چمٹنے کی جگہ چونکہ اس مقام کے ساتھ چمٹ کر دعا کی جاتی ہے اس لئے اسے ملتزم کہا جاتا ہے علامہ یاقوت حموی لکھتے ہیں۔

سمی بذلك لالتزامه	وہاں دعا اور تعوذ کے لئے چمٹا
بالدعاء والتعوذ	جانے کی وجہ سے اس کا یہ
(معجم البلدان، ۹: ۱۴۶)	نام رکھا گیا ہے۔

اس کی فضیلت

اس مقام کی کیا یہ فضیلت کم ہے کہ اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمٹ کر دعا فرمایا کرتے اس کے ساتھ ساتھ یہ فضیلت بھی احادیث میں آئی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ملتزم ایسا مقام ہے جہاں دعا قبول کی جاتی ہے۔

وما دعا عبد الله تعالے	بندہ جو دعا اللہ تعالے سے
فيه دعوة الا استجابها	اس مقام پر کرے اللہ تعالے
(القریٰ، ۳۱۵)	اسے درجہ قبولیت عطا فرماتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

فوالله ما دعوت الله	اللہ کی قسم میں نے اس مقام
عزوجل قط الا اجابني	پر جب بھی دعا مانگی اللہ تعالے
(القریٰ، ۳۱۵)	نے اسے قبول فرمایا

یاد رہے اس سے چمٹ کر دعا کرنا قدیم ہے سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے آپ نے طواف کیا پھر دو رکعت نوافل ادا کیے۔

ثم اتی الملتزم	پھر مقام ملتزم پر تشریف لائے
(القریٰ، ۳۱۶)	

جبریل امین لپٹے ہوئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں جب چاہتا ہوں کہ جبریل امین کو دیکھوں تو میں انہیں ملتزم سے لپٹے ہوئے یہ دعا پڑھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

یا واحد یا ماجد لا تزل عنی نعمۃ انعمتہا علی (الحج، ۳۷)	اے بزرگ و برتر مجھ سے ان نعمتوں کو زائل نہ فرما جو تُو نے مجھے عطا فرما رکھی ہیں۔

ملتزم پر حضور کی دُعا

بعض روایات میں ایک دعا بھی منقول ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ملتزم پر مانگی تھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے مقام ملتزم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی۔

اللھم انی اسئالک ثواب الشاکرین ونزل المقربین ویقین الصادقین وصلۃ المتقین یا ارحم الراحمین (القریٰ، ۳۱۷)	اے اللہ میں آپ سے شکر گزار لوگوں کا ثواب مقربین کی طرح قرب، صادقین کا یقین صاحبِ تقویٰ کا انعام مانگتا ہوں اور آپ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ہیں۔

غلافِ کعبہ کی تاریخ

ظہورِ اسلام سے پہلے کعبہ پر غلاف چڑھانے والے تین افراد ہیں، سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام، پھر حضرت عدنان اور پھر تبع حمیری کا نام آتا ہے لیکن ظہورِ اسلام کے بعد سب سے پہلے فتح مکہ کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کا بنا ہوا سیاہ رنگ کا غلاف کعبہ کو پہنایا (تاریخ المکۃ المکرمہ، ۲ : ۱۴۸)

۱۳۴۷ ہجری سے غلاف کعبہ کی تیاری مکۃ المکرمہ میں ہی ہوتی ہے ہر سال جب حجاج منیٰ روانہ ہو جاتے ہیں تو کعبہ کا غلاف تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

عظمت حرمین شریفین

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
وہی قبلہ اب تک تیری اُمت کا رہا ہے

جس شہر نے پائی تیری ہجرت سے سعادت
کعبے سے کشش اس کی ہر دل میں سوا ہے

مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں اس کائنات میں افضل ترین مقامات ہیں، دونوں کو اللہ تعالےٰ نے بڑی شانیں اور عظمتیں عطا کر رکھیں ہیں، ان شہروں کی حاضری اللہ تعالےٰ کا خصوصی عطیہ ہے، دونوں حرم ہے، ان کی حرمت کا ذکر اپنے نہایت ہی برگزیدہ دو انبیاء سے کروایا ان میں سے ایک اب الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام جبکہ دوسرے خاتم الانبیاء علیہ السلام ہیں، اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں شہر سب سے زیادہ محبوب ہیں، ان میں سے ایک شہر کو اللہ تعالیٰ نے حضور کی جائے ولادت، اور اعلانِ نبوت کا مقام بنایا اور دوسرے کو آپ کی ہجرت گاہ اور آرام گاہ بنایا، اگر پہلے میں سب سے پہلا گھر بنایا تو دوسرے میں مساجد انبیاء کی آخری مسجد بنائی، پہلے کو اپنے گھر اور دوسرے کو مسجد حبیب کے لیے منتخب فرمایا۔ پہلے کی طرف حج لازم قرار دیا جبکہ دوسرے کی طرف ہجرت لازم قرار دی جو آپ کی ظاہری حیات میں فتح مکہ سے پہلے لازم تھی اور بعد میں مستحب ٹھہری، پہلے کے لیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی جبکہ دوسرے کے لئے ان کی اولاد میں سے سب سے افضل ذات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، ان کی دعاؤں کی برکت سے دونوں کی طرف دلوں میں کشش پیدا فرما دی، دونوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے نیچے پہاڑ خوشی سے جھوم اُٹھے، ایک میں اگر کھجور کا تنا ہجر و فراق میں رو پڑا

تو دوسرے میں حجر و شجر اور پہاڑوں نے آپ کو سلام عرض کیا، دونوں میں نماز کا کئی گنا ثواب ہے، دونوں کی طرف سفر، سعادت ہے، پہلے کے پانی میں اور دوسرے کی مٹی اور کھجور میں شفا ہے، دونوں کا کچھ حصہ جنتی ہے دونوں میں شیطان اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا دونوں میں کفار اور دجال کا داخلہ ممنوع قرار دیدیا، دونوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرف بخشا ایک سے دوسرے کی طرف ہجرت فرمائی، پھر اس کی طرف فاتح ہو کر لوٹے، دونوں سراپا رحمت ہیں یہی وجہ دونوں میں موت امن پانے کا سبب ہے ان دونوں کے باشندے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے اٹھائے جائیں گے اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت پائیں گے، دونوں حرم اور امن والے شہر ہیں، یہاں شکار کرنا، درخت کاٹنا قتال کے لیئے ہتھیار اٹھانا منع ہے، ایک کے باشندے اہل اللہ جبکہ دوسرے کے مصطفیٰ کے پڑوسی ہیں اور امت پر دونوں کا احترام لازم ہے آیئے ان دونوں کی شانوں کا تذکرہ کتاب وسنت کی روشنی میں پڑھیں۔

دونوں حرم ہیں

اللہ تعالےٰ نے ان دونوں شہروں کو حرم کا درجہ عطا فرما دیا ہے مکۃ المکرمہ کے بارے میں ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَىْءٍ (سورۃ النمل ۹۱)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اس شہر کے رب کی جس نے اسے حرم بنایا ہے اور ہر شئی اسی کی ہے۔

دونوں کے حرم ہونے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اللھم انی احرم مابین جبلیھا مثل ما حرم بہ ابراھیم مکۃ	اے اللہ میں تمام شہر مدینہ کو اسی طرح حرم قرار دے رہا ہوں جیسے ابراہیم نے مکہ کو حرم قرار دیا۔
(البخاری، کتاب الجہاد)	

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ فجعلھا حرما وانی حرمت المدینۃ حراما ما بین مأزمیھا	اے اللہ ابراہیم نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں تمام مدینہ کو حرم قرار دے رہا ہوں۔
(المسلم، کتاب الحج)	

مسلم میں ہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی منقول ہے۔

ان ابراھیم حرم مکۃ وانی حرمت المدینۃ ما بین لابتیھا	یقیناً ابراہیم نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں شہر مدینہ کو حرم بنا رہا ہوں۔
(المسلم، باب فضل المدینۃ)	

دونوں امن والے حرم

اللہ تعالےٰ نے ان دونوں کو امن والا حرم قرار دیا ہے ایک کے بارے میں ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ
(سورۃ العنکبوت، ۶۷)

کیا وہ نہیں جانتے ہم نے حرم کو امن والا بنایا اور اس کے ارد گرد کے لوگوں کو اچک لیا جاتا ہے، کیا وہ باطل کے ساتھ ایمان لا رہے ہیں اور اللہ کی نعمت کے ساتھ کفر کر رہے ہیں۔

دوسرے کے بارے میں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہر مدینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

انہا حرم آمن
(المسلم، کتاب الحج)

یہ امن والا حرم ہے۔

یہ اللہ ہی کا حرم قرار دینا ہے

واضح رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرم قرار دینا اللہ تعالےٰ کا ہی حرم قرار دینا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

حرم ما بلین لا بتی المدینۃ

شہر مدینہ کو میری زبان سے حرم

علی لسانی	قرار دیا ہے۔

(البخاری، باب حرم المدینۃ)

امام احمد، ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے اوسط میں بخاری کی سند سے یہ روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

ان اللہ حرم علی لسانی ما بین لابتی المدینۃ	اللہ تعالیٰ نے شہر مدینہ کو میری زبان سے حرم بنایا ہے۔

(مسند احمد، ۲:۲۸۶)

دونوں مقام صدق میں

اللہ تعالیٰ نے مکہ کو مخرج صدق اور مدینہ کو مدخل صدق قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

وَقُل رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا	اور دعا کیجیے اے میرے رب جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ اور مجھے عطا فرما اپنی جناب سے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہو۔

(سورۃ الاسراء، ۸۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تھے پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا تو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ (الترمذی، کتاب تفسیر القرآن)

مکہ جائے ولادت اور مدینہ جائے ہجرت اور آرام گاہ ہے

ان دونوں شہروں کو جو فضیلتیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں ان میں سے مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت اور جائے نشوونما اور اعلانِ نبوت کا مقام بننے کا شرف حاصل ہے اور شہر مدینہ آپ کی جائے ہجرت جائے سکون اور جائے آرام ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی قرآنی کا آغاز ہوا تو اس وقت آپ کی عمر شریف چالیس برس تھی اس کے بعد آپ مکہ میں تیرہ سال رہے پھر مدینہ چلے گئے اور وہاں ظاہری حیات کے دس سال بسر فرمائے۔

(البخاری، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

مکہ میں انبیاء کی پہلی مسجد اور مدینہ میں آخری

سب سے پہلی مسجد مکہ میں ہے اور آخری نبی کی مسجد شہر مدینہ میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا سب سے پہلی مسجد کونسی ہے فرمایا مسجد حرام۔

(البخاری، کتاب احادیث الانبیاء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی اور مسجد حرام کی فضیلت بیان فرمائی اور فرمایا۔

فانی آخر الانبیاء وان	میں آخری نبی ہوں اور میری
مسجدی آخر المساجد	مسجد آخری نبی کی مسجد ہے

(البخاری، باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکہ والمدینہ)

حرمین شریفین کو یہ کس قدر شان حاصل ہے کہ انبیاء کی پہلی مسجد بھی انہی میں ہے اور آخری بھی۔

مکہ کی طرف حج اور مدینہ کی طرف ہجرت

اللہ تعالےٰ نے مکہ کو یہ شان بخشی کہ اس کے مقامات کی طرف حج کے لئے جانا فرض قرار دیا اور فتح مکہ سے پہلے شہر مدینہ کی طرف ہجرت کو فرض و لازم اور فتح کے بعد یہ عمل مستحب رہا، حج کے بارے میں فرمایا۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا — اللہ کی رضا کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض بشرطیکہ وہ وہاں تک جانے کی طاقت رکھتے ہوں۔

(سورۃ آلِ عمران ۹۸)

شہر مدینہ کی طرف اسقدر ہجرت کو لازم فرمایا کہ جو لوگ طاقت کے باوجود ہجرت نہ کریں ان کے بارے میں فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا — جو لوگ ایمان لائے لیکن انہوں نے ہجرت کی تمہارے لیے ان کی وراثت سے کوئی چیز یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں۔

(سورۃ الانفال، ۷۲)

دونوں کی طرف سفر

جن تین مساجد کی طرف سفر پر تلقین ہے ان میں سے دو مسجد حرام اور مسجد نبوی ان دونوں میں ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فقط تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے

مسجدی ھذا و مسجد الحرام	یہ میری مسجد، مسجد حرام اور
و مسجد الاقصیٰ	مسجد اقصیٰ۔

(المسلم، کتاب الحج)

مسند احمد اور مسند ابو یعلی میں یہ روایت ان الفاظ میں ہے۔

لا ینبغی للمطی ان تشد	کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے
رحالہ الی مسجد ینبغی	ماسوائے مسجد حرام، مسجد اقصیٰ
فیہ الصلاۃ غیر المسجد	اور یہ میری مسجد
الحرام والمسجد الاقصیٰ و	
مسجدی ھذا	

(مسند احمد، ۳: ۶۴ (مسند ابو یعلی، ۲: ۴۸۹)

دونوں میں نماز پر کئی گنا اجر

دونوں شہروں میں ایک ایک ایسی مسجد ہے جس میں دیگر مساجد میں نماز کے لحاظ سے کئی گنا بڑھ کر اجر نصیب ہوتا ہے مسجد نبوی میں ہر نماز پر ایک ہزار سے زائد جبکہ مسجد حرام میں ایک لاکھ نماز کا ثواب ہے۔

دونوں میں جنتی مقامات

ان دونوں شہروں کے کچھ حصص اور مقامات جنتی ہیں مکہ میں حجر اسود اور مقام ابراہیم جنتی ہیں جبکہ شہر مدینہ میں زمین کا ٹکڑا جنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا۔

الرکن والمقام یاقوتتان	حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں
من یاقوت الجنۃ طمس	جنت کے یاقوتی پتھر ہیں،
اللہ نورھما ولولا ذلک	اللہ تعالےٰ نے ان کی روشنی کو
لاضاءتا ما بین المشرق	بجھا دیا ورنہ مشرق و مغرب ان
والمغرب	سے روشن ہو جاتے۔

(الترمذی باب فی فضل الحج)

حضرت عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما بین بیتی ومنبری	میرے گھر اور منبر کے درمیان
روضۃ من ریاض الجنۃ	تمام جگہ جنت کا ایک باغ ہے

(بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے۔

ومنبری علی حوضی	اور میرا منبر میرے حوض (کوثر)
(بخاری ومسلم)	پر ہے۔

اللہ اور حضور کے محبوب شہر

دونوں ہی شہر اللہ تعالےٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر مکہ کے بارے میں فرمایا۔

ما اطیبک بلد واحبک الی ولولا ان قومی اخرجونی منک ما سکنت غیرک (الترمذی، کتاب المناقب)

تو کس قدر محترم ومقدس ہے مجھے تو سب سے محبوب ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو تیرے سوا کہیں سکونت پذیر نہ ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے مقام حزورہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے

واللہ انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ ولولا انی اخرجت منک ما خرجت (مسند احمد، ۴: ۳۰۵)

اللہ کی قسم اللہ کی زمین پر تو سب سے افضل اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے نکلنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو یہاں سے نہ نکلتا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہجرت کے بارے میں مروی روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد (البخاری، مناقب الانصار)

اے اللہ ہمیں مکہ کی طرح یا اس سے زیادہ مدینہ کے ساتھ محبت عطا فرما۔

ایمان کا ان کی طرف کھچنا

انہیں یہ بھی شان حاصل ہے کہ ان کی طرف ایمان اس طرح کھچا چلا آیا آئے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف آتا ہے، شہر مدینہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الایمان یأرز الی المدینۃ کما تارز الی جحرھا	ایمان شہر مدینہ کی طرف اس طرح کھچتا ہے جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے ایمان اجنبی کے طور پر شروع ہوا تھا پھر یہ اجنبی ہو جائے گا، اس موقعہ پر اسے قبول کرنے والوں کو مبارک ہو جب لوگ برباد ہو جائیں گے قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں ابو القاسم کی جان ہے۔

لیأرزن الایمان الی بین ھذین المسجدین کما تارز الحیۃ الی جحرھا (مجمع الزوائد، ۷: ۲۷۷)	ایمان ان دونوں مساجد کے درمیان اسی طرح کھینچتا ہے جیسے سانپ اپنے بل کی طرف۔

مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی الفاظ میں ہے، اسلام بطور اجنبی شروع ہوا پھر یہ ابتدائی دور کی طرح اجنبی ہو جائے گا۔

وھو یأرز بین المسجدین کما تأرز الحیۃ فی جحرھا (المسلم، کتاب الایمان)	اور اسلام ان مساجد کی طرف اس طرح کھچا چلا آئے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف

مقام ابراہیم اور منبر نبوی

مکۃ المکرمہ میں مقام ابراہیم ہے تو مدینہ طیبہ میں منبر نبوی ہے اور یہ دونوں جنتی ہیں پیچھے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے بارے میں گزر چکا۔

یاقوتتان من یاقوت الجنۃ	یہ جنت کے یاقوتی پتھر ہیں۔

رہا منبر نبوی تو اس کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان تمام جگہ جنت کا باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے
(بخاری، باب فضل ما بین القبر والمنبر)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان قوائم منبری ھذا رواتب فی الجنۃ	میرے منبر کے پائے جنتی درجات ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق، ۳: ۱۸۲)

حطیم اور ریاض الجنہ میں نماز

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کعبہ کے اندر نماز ادا کرنا چاہتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اخذ بیدی فادخلنی فی الحجر فقال صل فی الحجر اذا اردت دخول البیت فانما ھو قطعۃ من البیت	میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حطیم داخل کیا اور فرمایا جب تمہارا دل بیت اللہ میں نماز کو چاہے تو اس میں ادا کر لیا کرو کیونکہ کعبہ کا ہی حصہ ہے۔

(ابوداؤد، باب فی الحجر)

ادھر ریاض الجنت میں نماز، جنت ہی میں نماز ادا کرنا ہے کیونکہ وہ حصہ جنت ہی کا ایک ٹکڑا ہے۔

مکہ میں زمزم اور مدینہ کی مٹی اور کھجور شفا ہے

ان دونوں شہروں کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ ایک کے زمزم میں جبکہ دوسرے کی مٹی اور کھجور میں شفا ہے۔ زمزم کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

زمزم طعام طعم وشفاء سقم — زمزم غذا اور بیمار کے لیے شفا ہے۔

(مجمع الزوائد، ۳: ۲۸۶)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا وہ زخمی ہوجاتا یا کوئی پھوڑا نکل آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر شہادت کی انگلی رکھتے اور پھر یہ کہتے ہوئے اٹھاتے

باسم اللہ تربة ارضنا بریقة بعضنا لیشفی به سقیمنا باذن ربنا — اللہ کے نام سے ہمارے شہر کی مٹی ہم میں سے کسی کے لعاب کے ساتھ اللہ کے حکم سے ہمارے بیماروں کے لئے شفا کا ذریعہ ہے۔

(المسلم، باب استحباب الرقیہ)

انہی سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان فی عجوة العالیة شفاء — مدینہ کی عجوہ کھجور میں شفا ہے۔

(المسلم، باب فضل تمر المدینة)

دونوں میں موت، عذاب سے امن

ان دونوں شہروں میں موت بڑے نصیب وکرم کی بات ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من مات فی احد الحرمین، بعث امنا یوم القیامۃ (شعب الایمان، ۸ : ۸۹)	جو حرمین میں سے کسی میں فوت ہوا وہ روز قیامت عذاب سے امن والا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے شہر مدینہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بہا فانی اشفع لمن یموت بہا۔ (الترمذی، باب فی فضل المدینہ)	جو مدینہ میں فوت ہونے تک طاقت رکھتا ہے وہ اسی میں فوت ہو کیونکہ اس میں فوت ہونے والوں کی میں شفاعت کروں گا۔

جنت المعلی اور جنت البقیع

ان میں سے ایک شہر میں جنت المعلی ہے تو دوسرے میں جنت البقیع ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معلی کے قبرستان میں تشریف لائے اور فرمایا۔

نعم المقبرۃ ھذہ (مسند احمد، ۱ : ۳۶۹)	یہ قبرستان بہت ہی خوب ہے

ام المومنین سیدہ عائشہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے آخری حصہ میں بقیع تشریف لے گئے اور فرمایا۔

السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ما توعدون غدا موجلون وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اللھم اغفر لاھل بقیع الغرقد	اے اہل ایمان تم پر سلامتی ہو اور تمہیں حسب وعدہ موت آئی اور انشاء اللہ ہم بھی تمہارے بعد آنے والے ہیں اے اللہ بقیع غرقد میں مدفون لوگوں کی مغفرت فرما۔

(المسلم، کتاب الجنائز)

دوسری روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل امین نے آکر پیغام دیا ہے۔

ان ربك يأمرك ان تأتى اهل البقيع فتستغفر لهم	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ تم بقیع کے مدفون لوگوں کے پاس جا کر ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو۔

(المسلم، کتاب الجنائز)

تنا کا رونا اور حجر و شجر کا سلام

ان میں سے اگر ایک میں کھجور کا تنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں رویا تو دوسرے میں حجر، شجر اور پہاڑوں نے آپ کی خدمتِ اقدس میں سلام عرض کرنے کا شرف پایا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

انی لاعرف حجرا بمکۃ کان یسلم علی قبل ان ابعث انی لاعرفہ الان
(المسلم، باب فضل نسب النبی)

میں مکہ میں اس پتھر کو اب بھی جانتا ہوں جو مجھے اعلان نبوت سے پہلے سلام کہا کرتا تھا۔

امام ترمذی کے الفاظ ہیں۔

ان بمکۃ حجراً کان یسلم علی لیالی بعثت انی لاعرفہ الان
(الترمذی، کتاب المناقب)

مکہ میں ایک پتھر ہے جو اعلانِ نبوت کے دنوں مجھے سلام کہتا تھا اور اسے میں اب بھی جانتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے ہم مکہ کے اطراف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔

فما استقبلہ شجر ولا جبل الا قال السلام علیک یا رسول اللہ
(الترمذی، کتاب المناقب)

جو درخت اور پہاڑ سامنے آتا وہ یوں کہتا السلام علیک یا رسول اللہ

مسجد نبوی میں کھجور کے تنا کا آپ کے فراق میں رونا معروف و مشہور ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے جمعہ کے دن جب تنے کے پاس سے گزر کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔

خار الجذع کخوار الثور — تو تنا اس گائے کی طرح رویا

حتی ارتج المسجد حزناً	جو اپنے بچھڑنے پر روتی ہے
علی رسول اللہ صلی اللہ	حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم فنزل الیہ	وسلم کے فراق میں تمام مسجد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	گونج اٹھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم من المنبر فالتزمہ	نے منبر سے نیچے اتر کر اسے
وھو یخور فلما التزمہ	گلے لگا لیا، گلے لگانے کے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	بعد وہ سسکیاں لیتا ہوا خاموش
سکن ثم قال اما والذی	ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نفس محمد بیدہ لو لم	نے فرمایا قسم مجھے اس ذات اقدس
التزمہ لما زال ھکذا	کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان
الی یوم القیامۃ حزناً علی	ہے اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	یہ قیامت تک اللہ کے رسول صلی
وسلم (دارمی، صحیح ابن حبان)	اللہ علیہ وسلم کے فراق میں روتا
	رہتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ منقول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لو لم احتضنہ لحن الی	اگر میں اسے دلاسا نہ دیتا تو یہ
یوم القیامۃ	قیامت تک روتا رہتا۔
(مسند احمد، دارمی)	

اس درخت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو کیا چاہتا ہے؟ دنیاوی عزت چاہتا ہے یا اخروی اس نے عرض کیا میں جنتی بننا چاہتا ہوں۔

احد، حرا اور ثبیر کا جھوم اُٹھنا

ان دونوں شہروں میں ایسے پہاڑ ہیں جن پر جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو وہ خوشی سے جھوم اٹھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد پر تشریف فرما ہوئے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے وہ خوشی سے جھوم اُٹھا۔

فضربه برجله وقال	آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے
اثبت احد فما عليك	اسے ایڑی لگائی اور فرمایا اُحد خاموش
الا نبي او صديق اوشهيدان	ہو جا تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔
(البخاری، کتاب فضائل الصحابۃ)	

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرا پر تشریف فرما ہوئے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم تھے پہاڑ نے حرکت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اهدأ فما عليك الا نبي	خاموش ہو جا تجھ پر، نبی، صدیق اور
او صديق او شهيد	شہید ہے۔
(المسلم، فضائل الصحابۃ)	

جبل ثبیر کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور

میں ثبیر مکہ پر تھے، پہاڑ لرز اٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایڑی مار کر فرمایا۔

اسکن ثبیر فانما علیک	ثبیر خاموش ہو جا تجھ پر نبی، صدیق
نبی و صدیق و شہیدان	اور دو شہید ہیں۔

(الترمذی، کتاب المناقب)

یہی وجہ ہے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضرت عطاء سے منقول ہے۔

کنت انی عائشۃ انا	میں اور عبید بن عمیر سیدہ عائشہ
و عبید بن عمیر و ھی	کے پاس تھے اور آپ ثبیر کی غار
مجاورۃ فی جوف ثبیر	میں معتکف تھیں۔

(البخاری، کتاب الحج)

یعنی آپ وہاں اعتکاف فرمایا کرتیں تھیں۔

دونوں کی افضلیت

۱۔ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ یہ دونوں شہر باقی تمام شہروں اور مقامات سے افضل ہیں۔

۲۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اطہر جس جگہ تشریف فرما ہے وہ بھی تمام مقامات سے حتیٰ کہ بیت اللہ سے بھی افضل ہے اس پر سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے

حرمۃ المؤمن اعظم	اللہ تعالٰی کے ہاں مومن کی حرمت
عند اللہ تعالٰی من حرمۃ	و عزت کعبہ سے زیادہ ہے تو اس

الكعبة فكيف بحرمة النبي صلى الله عليه وسلم

کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وحرمت کا عالم کیا ہوگا۔

۳۔ اس پر بھی اتفاق ہے اس کے بعد تمام سے حتیٰ کہ باقی شہر مدینہ سے کعبہ افضل ہے۔

۴۔ اس کے بعد باقی شہر مکہ اور شہر مدینہ میں اختلاف ہے کہ ان میں سے کون افضل ہے۔

۱۔ حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن عمر اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم، بہت سے تابعین، امام احمد بن حنبل، امام مالک اور اہل بصرہ کا قول یہ ہے کہ شہر مدینہ افضل ہے۔

۲۔ جمہور فقہاء جن میں امام ابوحنیفہ، اور امام شافعی بھی ہیں ان کا موقف یہ ہے کہ مکۃ المکرمہ افضل ہے۔

ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر نے خوب کہا

فهما عينان في رأس اما المحبة وميل القلب فلا يملكها احد من البشر
(مکانۃ الحرمین، ۳۹)

دونوں ہمارے سر کی آنکھیں ہیں رہا معاملہ محبت اور دل کے میلان کا تو کوئی بندہ اس پر کنٹرول نہیں کر سکتا۔

امام اہل محبت کہتے ہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے۔

سب سے پہلا
حج

سب سے پہلے اللہ تعالےٰ کے گھر کا حج فرشتوں نے کیا، امام
طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔

اول من طاف بالبیت الملائکۃ	سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف فرشتوں نے کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب حضرت آدم علیہ
السلام طواف سے فارغ ہوئے تو فرشتوں سے ملاقات ہوئی انہوں نے
آپ کو حج کی مبارک باد دیتے ہوئے عرض کیا۔

قد حججنا ھذا البیت قبلک بالفی عام	ہم نے دو ہزار سال پہلے آپ سے اس کا حج کیا۔

فرمایا تم دوران طواف کیا پڑھتے ہو عرض کیا ہم یہ کلمات پڑھتے
ہیں۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر (اخبار مکہ، ۴۴)	اللہ کی ذات پاک ہے، تمام ثناء تعریف اللہ کے لئے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بزرگ و برتر ہے

حضرت وہب بن منبہ کہتے ہیں میں نے سابقہ کتب میں پڑھا ہے
جس فرشتے کو بھی اللہ تعالےٰ زمین پر بھیجتا ہے اسے بیت اللہ کی زیارت
کا حکم دیتا ہے۔

فیلقی من عند العرش	تو وہ عرش سے احرام باندھے

محرما ملبیًا حتی یستلم الحجر ثم یطوف البیت ویصلی فی جوفہ رکعتین	اور تلبیہ کہتے ہوئے آتا ہے حتیٰ کہ وہ حجر اسود تک پہنچ جاتا ہے پھر طواف کرکے کعبہ کے درمیان دو رکعات ادا کرتا ہے۔

حجر اسود پر فرشتوں کا اژدحام

شیخ ازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ایک مرتبہ جبریل امین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے تو ان پر غبار تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ غبار کیسی ہے؟ عرض کیا میں بیت اللہ کی زیارت کرکے آرہا ہوں۔

فازدحمت الملائکۃ علی الرکن فھذا الغبار الذی تری مما تثیر باجنحتھا	حجر اسود کے پاس ان کا اژدحام تھا یہ وہ غبار ہے جو ان کے پروں کی وجہ سے اڑی۔

(اخبار مکہ، ۳۵)

حضرت آدم علیہ السلام کا حج

انسانوں میں سب سے پہلے حج کرنے والے سیدنا آدم علیہ السلام ہیں، امام ابوالشیخ اور ابن خزیمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام نے تمام حج پیدل فرمائے، ان کے حج کی تعداد تین صد اور عمروں کی سات صد ہے پہلے حج کے موقعہ پر عرفات میں جبریل امین سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے

کہا اے آدم آپ کا حج مقبول ہو، ہم نے تمہاری ولادت سے پچاس ہزار سال پہلے اس گھر کا طواف کیا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ، ۲۷۹۲)

ہر نبی نے حج کیا

ہر نبی نے اس مبارک گھر کا حج کیا کسی نے ایک دفعہ کسی نے متعدد دفعہ بلکہ ان میں بہت سے ایسے ہیں جو امت کے تباہ ہونے کے بعد حرم کعبہ میں چلے گئے اور وہاں ہی ان کا وصال ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب انبیاء میں سے کسی نبی کی امت کو ہلاک کر دیا جاتا۔

لحق بمکۃ فیعبد اللہ تعالیٰ فیھا ومن معہ حتی یموت فمات فیھا نوح وھود وصالح وشعیب وقبورھم بین زمزم والحجر (اخبار مکہ، ۱: ۶۸)	تو وہ نبی اور ان کے محفوظ رہنے والے امتی مکہ چلے جاتے تو مدت تک وہاں ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام کا وہاں ہی وصال ہوا اور ان کے مزارات زمزم اور حطیم کے درمیان ہیں۔

حضور نے کتنے حج فرمائے؟

اس بات پر اتفاق ہے کہ ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک حج دس ہجری میں ادا فرمایا اسی کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے رہا ہجرت سے پہلے حج کا معاملہ تو اس میں درج ذیل آراء ہیں

۱۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے دو حج ادا فرمائے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے تین حج فرمائے یاد رہے یہ وفودِ انصار کی ملاقات کے حوالے سے ہے یہی وجہ ہے امام قسطلانی نے اس قول کے بعد کہا

وھذا لا یقتضی نفی الحج قبل ذلک	یہ بات اس سے پہلے ادائیگی حج کے منافی نہیں۔

امام زرقانی اس پر نوٹ دیتے ہیں۔

فھذا بعد النبوۃ وقبلھا لا یعلمھا الا اللہ (شرح زرقانی، ۱۱: ۳۲۸)	یہ تو اعلانِ نبوت کے بعد کی بات ہے رہا معاملہ بعثت سے پہلے کا تو اسے اللہ تعالے ہی جانتا ہے۔

۳۔ امام حاکم نے سند صحیح سے حضرت سفیان ثوری سے نقل کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

حج قبل ان یھاجر حججاً	ہجرت سے پہلے متعدد حج فرمائے۔

۴۔ امام ابن جوزی رقمطراز ہیں کہ ہجرت سے پہلے

حج حججا لا یعلم عددھا	جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا فرمائے ان کی تعداد معلوم نہیں

۵۔ حافظ ابن اثیر کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

یحج کل سنۃ قبل ان یھاجر	ہجرت سے پہلے ہر سال حج ادا فرمایا

اسی بات کی تائید حافظ ابن حجر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

انہ صلی اللہ علیہ وسلم	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
یحج کل سنۃ قبل ان	ہجرت سے پہلے ہر سال حج فرمایا
یہاجر لم یترک الحج	جب تک آپ مکہ میں رہے کبھی
وھو بمکۃ قط	حج ترک نہیں فرمایا۔

اور اس پر دلیل یہ دی کہ قریش نے جاہلیت میں بھی حج کبھی ترک نہیں کیا۔ صرف اس کا حج رہ جاتا تھا جو مکہ میں موجود نہ ہوتا یا بیمار ہو جاتا جب یہ ان لوگوں کا حال ہے جو دین پر نہ تھے وہ ادائیگی حج پر حریص ہیں اور اسکی وجہ سے دوسروں سے ممتاز ہونے پر فخر کرتے ہیں۔

فکیف یظن بالنبی صلی	تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے
اللہ علیہ وسلم انہ یترکہ	میں یہ کیسے مان لیا جائے کہ آپ
وقد ثبت حدیث جبیر	نے حج ترک فرمایا ہو جبکہ حدیث
بن مطعم انہ راہ فی	حضرت جبیر بن مطعم سے ثابت
الجاھلیۃ واقفا بعرفۃ	ہے کہ انہوں نے دور جاہلیت میں
	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات
	میں وقوف کرتے ہوئے دیکھا

سب سے پہلے عمرہ کس نے کیا؟

مشہور یہی ہے کہ سب سے پہلے طواف کے ساتھ صفا و مروہ کی سعی (عمرہ) سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسمٰعیل علیہما السلام نے کی، حضرت عثمان بن ساج کہتے ہیں، مجھے محمد بن اسحاق نے بیان کیا حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

نے بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہو کر دعا کی اے اللہ ہمیں اپنے گھر کے اداب ومناسک سے آگاہ فرما تو حضرت جبریل امین آئے اور کہا اس کے ارد گرد سات چکر لگاؤ یہ طواف ہوگا جب انہوں نے طواف مکمل کر لیا تو کہا مقام ابراہیم کے پاس دو نفل ادا کرو اس کے بعد حضرت جبریل امین نے بقیہ مناسک کی تعلیم دیتے ہوئے صفا و مروہ میں سعی کی بھی تعلیم دی۔ (اخبار مکہ، ۱: ۶۷)

حضرت مجاہد سے مروی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

ثم اری الصفا والمروۃ و قیل ھذا من شعائر اللہ۔	حضرت جبریل امین نے انہیں صفا و مروہ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا یہ اللہ تعالٰی کی نشانیاں ہیں۔

اس کے بعد انہیں جبریل امین منی، عرفات اور مزدلفہ لے گئے۔

(اخبار مکہ، ۱: ۶۹)

حضرت آدم علیہ السلام کی سعی

لیکن بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے سعی حضرت آدم علیہ السلام نے کی ہے، سنن سعید بن منصور میں حضرت عطا بن ابی رباح سے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے۔

انہ حج ھذا البیت و طاف بین الصفا والمروۃ و قضی مناسک الحج	تو انہوں نے بیت اللہ کا حج کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور دیگر مناسکِ حج ادا کیئے

(القریٰ لقاصد ام القریٰ، ۳۷۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے ادا فرمائے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد کل چار دفعہ عمرہ ادا فرمایا اور ان تمام کا احرام ذوالقعدہ میں باندھا تین کی ادائیگی بھی ذوالقعدہ میں ہوئی ماسوائے ایک عمرہ کے (جو حج کے ساتھ ادا فرمایا) اس کی ادائیگی ذوالحج کے مہینہ میں فرمائی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اعتمر اربع عمر کلھن	چار عمرے ادا فرمائے اور وہ
فی ذی القعدۃ الا	تمام ماہ ذوالقعدہ میں تھے
التی فی حجتہ	ماسوائے اس عمرہ کے جو حج کے
(البخاری، کتاب العمرۃ)	ساتھ ادا فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تفصیل کرتے ہوئے فرمایا۔

اعتمر رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علیہ وسلم اربع عمرۃ	چار عمرے ادا فرمائے پہلا
عمرۃ الحدیبیۃ وعمرۃ	عمرہ حدیبیہ، دوسرا عمرہ قضا
القضا والثالثۃ من	تیسرا مقام جعرانہ سے اور
الجعرانۃ والرابعۃ	چوتھا حج کے ساتھ
التی مع حجتہ	

(مسند احمد، ۱ : ۳۲۱)

۱۔ عمرہ حدیبیہ سن چھ ہجری میں کیا، اس سے روک دیا گیا معاہدہ کے بعد

دہاں سے واپس لوٹ آئے، مقام حدیبیہ پر ہی قربانی کی، حلق کروایا اور احرام کھول دیا۔

۲۔ سن سات ہجری میں دوسرا عمرہ کیا جسے عمرۃ القضا کہا جاتا ہے اس عمرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب معاہدہ مکۃ المکرمہ میں تین دن قیام پذیر رہے۔

۳۔ سن آٹھ ہجری میں مقام جعرانہ سے تیسرا عمرہ ادا فرمایا۔ جعرانہ سے رات کو احرام باندھ کر مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ ادا فرما کر اسی رات جعرانہ واپس تشریف لے آئے۔

حضرت محرش کعبی سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لخرج ليلاً معتمرا فدخل	رات کو عمرہ کے لئے نکلے رات
مكة ليلاً فقضى عمرته ثم	کو ہی مکہ داخل ہوتے ادائیگی
خرج من ليلته فاصبح	عمرہ کے بعد رات ہی واپس جعرانہ
بالجعرانة كبائت	تشریف لے گئے یوں محسوس
(الترمذی)	ہوا جیسے رات جعرانہ ہی بسر
	فرمائی ہے۔

اسی لیئے بعض صحابہ سے یہ عمرہ مخفی رہا اور انہوں نے یہ قول کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین عمرے ادا فرمائے ہیں نہ کہ چار۔

۴۔ سن دس ہجری میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر ادا فرمایا اس کا احرام ذوالقعدہ میں باندھا اور ادائیگی ذوالحجہ میں ہوئی اس کا تفصیلی تذکرہ سفر حج میں بھی آرہا ہے۔

نوٹ:۔ جیسا کہ آپ نے پڑھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام عمرے ذوالقعدہ اور

ذوالحج میں ادا فرمائے رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ ادا نہیں فرمایا ہاں اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حج سے واپس تشریف لائے تو ام سنان انصاریہ سے فرمایا تم نے حج کیوں نہیں کیا؟ عرض کیا سواری نہ تھی فرمایا رمضان میں عمرہ کر لو۔

فان عمرۃ فی رمضان	کیونکہ رمضان کا عمرہ میرے
تقضی حجۃ معی	ساتھ حج کے برابر ہے۔

(البخاری، ۱۸۶۳)

باقی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے مہینوں میں ہی عمرے ادا فرمائے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے شیخ ابن قیم کہتے ہیں

مخالفۃ لھدی المشرکین	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین
فانھم کانوا یکرھون العمرۃ	کی مخالفت فرمائی کیونکہ وہ حج
فی اشھر الحج و یقولون	کے مہینوں میں عمرہ کی ادائیگی
ھی افجر الفجور	کو بہت بڑا گناہ تصور کیا
(زاد المعاد، ۱: ۱۷۳)	کرتے تھے۔

مکہ کی طرف پانچ دفعہ روانگی

مذکورہ گفتگو سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ دفعہ مکہ تشریف آوری ہوئی، چار دفعہ حالت احرام میں اور ایک مرتبہ بغیر احرام کے تھے۔

۱۔ پہلی دفعہ احرام میں تھے جب حدیبیہ سے واپس جانا پڑا۔

۲۔ دوسری دفعہ عمرہ قضا کیا اور تین دن تک مکہ میں قیام کیا۔
۳۔ رمضان المبارک میں فتح مکہ کے موقعہ پر بغیر احرام داخل ہوئے وہاں سے حنین تشریف لے گئے۔
۴۔ مقام جعرانہ سے احرام باندھ کر مکہ تشریف لائے۔
۵۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر

حضور نے حرم کعبہ میں کہاں کہاں نماز ادا فرمائی

اہل سیر نے حرم کعبہ میں ان مقامات کی بھی نشاندہی کی ہے جہاں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی وہ تقریباً نو ہیں۔

۱۔ مقام ابراہیم

طواف کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس اس طرح نوافل ادا فرماتے کہ یہ آپ اور کعبہ کے درمیان ہوتا۔

۲۔ باب کعبہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

امنی جبریل عند باب الکعبۃ مرتین

باب کعبہ کے پاس جبریل امین نے دو دفعہ میری امامت کی

(اخبار مکہ، ۱: ۳۵۰)

۳۔ رُکنِ شمالی

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت ابن عباس کی بینائی ختم ہو جانے کے بعد میں انہیں لیے چلتا تھا، ایک دن میں انہیں رکن شمالی کے پاس لے گیا تو فرمایا مجھے بتایا گیا کہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی میں نے کہا ہاں۔

فیقوم فیصلی	پھر کھڑے ہو گئے اور نماز ادا کی۔
(ابو داؤد)	

۴۔ حجرِ اسود کی جانب مطاف کا کنارہ

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طواف فرمایا۔

جاء حاشیۃ المطاف فصلی رکعتین	پھر مطاف کے کنارے آکر دو رکعتین نماز ادا فرمائی۔
(النسائی،)	

ابن حبان کی روایت میں ہے۔

یصلی حذوا لرکن الاسود والرجال والنساء یمرون بین یدیہ ما بینھم و بینہ سترۃ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے سامنے نماز ادا کی حالانکہ مرد اور خواتین آپ کے آگے سے گزر رہے تھے اور ان کے اور آپ کے درمیان کوئی سترہ نہ تھا۔
(القریٰ لقاصد ام القریٰ، ۳۴۸)	

۵۔ مقام ابراہیم اور کعبہ کے درمیان

حضرت ابن سائب رضی اللہ عنہ سے ہے۔

صلی یوم الفتح فی وجه الکعبة ثم رفع یدیه (اخبار مکہ، ۱: ۳۵۱)

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کے سامنے نماز ادا فرمائی اور پھر مبارک ہاتھ بلند فرمائے۔

۶۔ رکن غربی کی طرف

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رکن غربی کے پاس اس طرح نماز ادا فرماتے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت باب عمرہ کی طرف تھی امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان سے روایت کیا۔

انه رأى النبی یصلی مما یلی باب بنی سهم والناس یمرون بین یدیه ولیس بینهما ستره

باب بنی سہم کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا فرماتے دیکھا، لوگ آگے سے گزر رہے تھے حالانکہ آپ کے سامنے سترہ نہ تھا۔

شیخ ازرقی باب بنی سہم کے بارے میں کہتے ہیں۔

هو الذی یقال له الیوم باب العمرة

اس دروازے کا نام اب باب عمرہ ہے۔

۷۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان

ابن اسحاق نے اس مقام پر نماز کے بارے میں لکھا ہے۔

انہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کان یصلی بینہما	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کے درمیان نماز ادا فرمائی۔

ہجرت سے پہلے اکثر یہاں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرمایا کرتے۔

۸۔ حطیم کعبہ

حضرت عروہ بن زبیر سے ہے میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ہے کوئی ابتدا اسلام کا واقعہ سناؤ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یصلی فی حجر الکعبۃ	حطیم کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے۔

تو عقبہ بن ابی معیط نے آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر سخت کھینچا، حضرت ابوبکر نے آکر آپ کا دفاع کیا اور کہا۔

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ	کیا تم اس شخصیت کے قتل کا ارادہ رکھتے ہو جو کہتی ہے میرا رب اللہ ہے۔

حدیث صحیح سے یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ عائشہ کا ہاتھ پکڑ کر اس میں داخل کیا۔

وامرھا ان تصلی فیہ	اور اس میں نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

ممکن ہے یہ نماز میزابِ رحمت کے نیچے ہو کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اخیار کی جائے نماز پر نماز پڑھو اور ابرار کے پانی سے پیو عرض کیا گیا۔

ما مصلی الاخیار ؟ اخیار کے مصلی سے کونسی جگہ مراد ہے ؟

فرمایا۔

تحت المیزاب میزابِ رحمت کے نیچے۔

عرض کیا ابرار کے پانی سے کیا مراد ہے فرمایا آبِ زمزم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سید الاخیار ہیں

۹۔ عمارتِ کعبہ کے اندر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز ادا فرمائی اس وقت کعبہ کے چھ ستون تھے نماز کے وقت دو بائیں، ایک دائیں اور تین پیچھے تھے حضرت نافع کا بیان ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ طواف کرتے۔ اور پھر

فصلی رکعتین فی البیت بیت اللہ کے اندر دو رکعتیں ادا کرتے۔

الغرض یہ نو مقامات ہیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز ادا فرمانا منقول ہے۔

حج کب فرض ہوا؟

حج نو ہجری میں فرض ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اسی سال امیر حج مقرر فرما کر مکہ روانہ فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ سورۂ برأت پڑھ کر سناؤ اور یہ اعلانات کردو۔

۱۔ لا یحج بعد العام مشرک — آئندہ سال سے کسی مشرک کو حج کی اجازت نہیں ہوگی۔

۲۔ لا یطوف بالبیت عریان — کسی ننگے کو بیت اللہ کے طواف کی اجازت نہ ہوگی۔

یاد رہے مشرکین کعبہ کا ننگے طواف کرتے اور تلبیہ میں شرکیہ کلمات کہا کرتے تھے۔

تاخیر کیوں فرمائی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس ہجری میں حج فرمایا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاخیر کیوں فرمائی؟ اس کی مختلف حکمتیں اہلِ علم نے بیان کی ہیں۔

۱۔ آیت مبارکہ جس میں حج کی فرضیت کا حکم دیا گیا تھا وہ نویں سال (عام الوفود) کے آخر میں نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آئندہ سال حج کا ارادہ فرمالیا۔

۲۔ فرضیت کا حکم ہی دس ہجری کا تھا، سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کو حج

کے لیے نہیں بلکہ محض اعلانات کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ شیخ ابن الحاج مالکی لکھتے ہیں۔

ان حج ابی بکر و علی وغیر هما تلك السنة انما كان تبررا كحجه صلى الله عليه وآله وسلم قبل الهجرة	سیدنا ابوبکر اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اس سال حج اس طرح بطور نیکی تھا جیسے آپ کا ہجرت سے پہلے حج ہوا کرتا تھا۔

(حاشیۃ الایضاح، ص۱۱۲)

شیخ ابن قیم نو ہجری میں حج کی فرضیت پر دلائل دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

ونزول هذه الآيات و المناداة بها انما كان فی سنة تسع و بعث الصديق يؤذن بذلك فی مكة فی مواسم الحج	ان آیات کا نزول اور ان کی منادی سن نو ہجری میں ہوئی اس سال آپ نے صدیق اکبر کو موسم حج میں اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

(زاد المعاد، ۱ : ۱۷۵)

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم تھا کہ ادائیگی حج سے پہلے وصال نہ ہوگا امام ابن ہمام لکھتے ہیں حضور علیہ السلام کو قبل از حج وصال کا کوئی خطرہ نہ تھا۔

لانه كان يعلم انه يعيش حتى يحج و يعلم الناس	کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات سے آگاہ تھے کہ حج

مناسکھم تکمیلاً للتبلیغ (فتح القدیر، کتاب الحج)	کروں گا اس میں احکام الٰہی پہچانے کی تکمیل کرتے ہوئے لوگوں کو اس کے مناسک کی تعلیم بھی دوں گا۔

شیخ عبدالفتاح حسین مکی کہتے ہیں۔

اجیب باحتمال ان اللہ تعالٰی اطلع نبیہ علی انہ لایموت حتی یحج فیکون علی یقین من الادراک (الافصاح علی مسائل الایضاح، ۹۳)	یہ احتمال ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کو اس بات پر مطلع کر دیا ہو کہ آپ کا وصال حج کی ادائیگی کے بغیر نہ ہو گا لہذا آپ کو حج کے پا لینے کا یقین تھا۔

۴۔ ایک اہم حکمت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ دس ہجری سے پہلے حج کی ادائیگی اپنے وقت پر نہ تھی، مشرکین مکہ نے ایام حج کو بدل ڈالا تھا۔

انھم ینقلونہ عن حساب الشھور الشمسیۃ ویؤخرونہ فی کل سنۃ احد عشر یوما (سبل الہدیٰ، ۸: ۴۴۳)	مشرکین نے حج کو شمسی مہینوں کے مطابق کر دیا تھا اور وہ اسے ہر سال پندرہ دن موخر کر دیتے تھے۔

یہی وجہ ہے حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منٰی میں جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں یہ کلمات بھی تھے

ان الزمان قد استدار کھیئۃ یوم خلق اللہ	وقت لوٹ کر اسی حالت پر آگیا ہے جس پر اللہ تعالٰی نے

السمٰوات والارض   آسمان وزمین کو پیدا فرمایا تھا۔

(المواہب اللدنیہ، النوع السادس)

الغرض جب حج صحیح اپنے وقت پر آیا اور شرکیہ تمام رسومات مثلاً ننگے طواف کرنا وغیرہ ختم ہوگئیں تو اللہ تعالےٰ نے فرضیتِ حج کا حکم فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال حج ادا فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

حج

کیلئے روانگی

حج کے تین مہینے ہیں شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحج کے دس دن یعنی اس مدت میں آدمی حج کا احرام باندھ سکتا ہے ہر علاقہ کے لوگ اپنی اپنی سہولت کے مطابق کر سکتے ہیں تاکہ آسانی سے حج ادا کر سکیں،

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوقعدہ میں حج کا ارادہ فرمایا اور اس کا اعلان بھی کروا دیا تاکہ جو لوگ اس مبارک سفر میں شریک ہونا چاہیں تیاری کر سکیں،

نسائی اور مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سن دس ہجری میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاج ھذا العام (النسائی،)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سال حج ادا فرمائیں گے

امام صالحی لکھتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ حج فرمایا تو۔

اذن فی الناس انہ حاج فی ھذہ السنۃ (سبل الہدی، ۸: ۵م)	لوگوں میں اعلان کروایا کہ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج پر روانہ ہوں گے

ماہِ ذوقعدہ میں تیاری

ابن اسحاق لکھتے ہیں جب دس ہجری میں ذوقعدہ کا مہینہ آیا

تجہز للحج وامر الناس بالجھاز لہ (السیرۃ النبویہ، ۴: ۳۳)	تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کی تیاری فرمائی اور لوگوں کو بھی اس کی تیاری کا حکم دیا

مدینہ طیبہ لوگوں کی آمد

جیسے ہی اہل ایمان نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دنوں حج کے لیئے روانہ ہو رہے ہیں تو جہاں جہاں تک اطلاع پہنچی وہاں سے جوق در جوق قافلے شہر مدینہ پہنچنے شروع ہو گئے اس قدر کثیر لوگ آئے کہ

فلم یبق احد یقدر ان یاتی راکبا او راجلا الا قدم (النسائی،)	کوئی باقی نہ رہا، کوئی سوار ہو کر آ گیا اور کوئی پیدل۔

اور جو شہر مکہ کے راستہ میں لوگ تھے وہ وہاں پہنچنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلہ میں شریک ہوتے گئے۔

ان تمام کے آنے کا مقصد یہ تھا۔

کلھم یلتمس ان یأتم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویعمل مثل عملہ	تاکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا کر سکیں اور اسی طرح عمل کریں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں گے

روانگی سے پہلے خطبہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں ہمیں میقات کی بھی نشاندہی فرمائی۔

مهل اهل المدينة من ذی الحليفة — اہل مدینہ مقام ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں۔

(ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے مسجد نبوی میں ایک آدمی نے عرض کیا۔

من این تأمرنا ان نهل — ہم احرام کہاں سے باندھیں

تو فرمایا اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں (البخاری)

اسی موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر اطراف سے آنے والوں کے میقات کی بھی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے ذات عرق نجد کی طرف سے آتے والوں کے لیئے قرن اور یمن کی طرف سے آنے والوں کے لئے یلملم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خطاب مسجد نبوی میں جمعہ کے روز ہوا کیونکہ الگ حج کے لئے اجتماع اور خطاب کا تذکرہ روایات میں نہیں ملتا۔

شیخ ابن قیم مدینہ طیبہ سے ہفتہ کے روز روانگی پر دلائل دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

يدل عليه ان النبي صلى الله — اس پر یہ شاہد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

عليه وسلم ذكر لهم في
خطبة شأن الاحرام
وما يلبس المحرم بالمدينة
على منبره والظاهر ان
هذا كان يوم الجمعة
وقد شهد ابن عمر
هذه الخطبة بالمدينة
على منبره وكان من
عادته صلى الله عليه وسلم
ان يعلم في كل وقت ما
يحتاجون اليه اذا حضر
فعله فاولى الاوقات به
الجمعة التي تلي خروجه
والظاهر انه لم يكن ليدع
الجمعة وبينه وبينها
بعض يوم من غير ضرورة
وقد اجتمع اليه الخلق
وهو احرص الناس على
تعليم الدين وقد حضر
ذلك الجمع العظيم
(زاد المعاد ، ۱ : ۱۷۶)

علیہ وسلم نے منبر نبوی پر مدینہ طیبہ
میں صحابہ کو شانِ احرام اور محرم کیا
پہنے کے بارے میں بتایا تو ظاہر
یہی ہے کہ یہ جمعہ کا دن تھا اور حضرت
عبداللہ بن عمر شہر مدینہ میں اس خطبہ
میں موجود تھے اور آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کا معمول یہ تھا جب بھی
کسی کام کا وقت آتا تو اس کے
بارے میں صحابہ کو تعلیم دیتے
اور اس کے لئے سب سے اعلیٰ
وقت جمعہ ہی تھا جس کے بعد آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی ہوتا
تھی اور ظاہر یہی ہے کہ اس کے
بعد مدینہ میں جمعہ نہیں آنا تھا اور
خلقِ خدا بھی جمع تھی اور آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کی
تعلیم پھیلانے کے متمنی بھی تھے
اور اس جمعہ کے اجتماع میں
تو بہت لوگ تھے۔

میقات یلملم

یاد رہے اہل پاکستان کا میقات یلملم ہے یہ جدہ کے جنوب میں ۴۰ میل دور ایک پہاڑ کا نام ہے حج یا عمرہ کی نیت سے جانے والے شخص پر یہاں سے پہلے پہلے احرام باندھنا لازم ہے یعنی جدہ پہنچ کر احرام باندھنا درست نہیں ہاں اگر کسی کا پہلے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ ہے تو وہ مدینہ سے واپسی پر ذوالحلیفہ سے احرام باندھ لے۔

روانگی سے پہلے تیاری

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روانگی سے پہلے حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ ساعدی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا امیر مقرر کیا اور غسل فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ سے روانگی سے پہلے تیاری کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

ترجل وادھن ولبس	کنگھی فرمائی، تیل لگایا اور تہبند
ازارہ ورداہ ولم ینہ	اور چادر اوڑھی اور صحابہ کو کسی
عن شئ من الاردیۃ	بھی کپڑا اوڑھنے سے منع نہ فرمایا
ولاالأزرالاالمزعفرۃ	فقط زعفرانی کپڑے سے منع
التی تردع	فرمایا۔

(البدایہ والنہایہ، حجۃ الوداع)

شہر مدینہ سے روانگی

:- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہر مدینہ سے روانگی

۲۵ ذوالقعدہ بروز ہفتہ بعد از نماز ظہر ہوئی، ظہر کی نماز مدینہ منورہ پڑھی اور عصر کی نماز مقام ذوالحلیفہ پر ادا فرمائی، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے ہے

خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخمس بقین من ذی القعدۃ لا نری الا الحج	ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے تو ابھی ذوقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔

(بخاری، کتاب الحج)

نوٹ:۔ یاد رہے راوی کے ذہن میں مہینہ کے تیس دن تھے اس لئے انہوں نے پانچ کا ذکر کیا حالانکہ درحقیقت باقی چار دن تھے کیونکہ وہ مہینہ انتیس دن کا ہوا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے روانگی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

صلی الظهر بالمدینة اربعًا والعصر بذی الحلیفة رکعتین (المسلم، صلاۃ المسافرین)	شہر مدینہ میں ظہر چار رکعت ادا کی اور عصر دو رکعتیں ذوالحلیفہ میں ادا فرمائیں۔

امام قسطلانی تحریر کرتے ہیں۔

وکان خروجه علیه السلام من المدینة بین الظهر والعصر	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر مدینہ سے ظہر و عصر کے درمیان روانہ ہوئے

(المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۳۱)

سادہ سواری اور سادہ کجاوہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفرِ حج سواری پر فرمایا البتہ سواری اور کجاوہ وغیرہ نہایت ہی سادہ تھے آپ کی سواری وہ اونٹنی تھی جس پر زادِ راہ بھی تھا، یعنی بادشاہوں کی طرح یہ نہ تھا کہ سواری کے لئے اونٹنی الگ اور سامان کے لئے الگ ہو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی رحل رث و قطیفۃ تساوی اربعۃ دراھم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وآلہ وسلم نے نہایت ہی پرانے کجاوہ اور اس پر ایسے کپڑے پر حج فرمایا جو چار درہم کی قیمت کا تھا۔

حالانکہ اللہ تعالٰے کی رضا کے لئے اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سو اُونٹ قربان کیئے۔

حضرت ثمامہ کہتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ہم نے نہایت ہی سادہ اور پرانے کجاوہ میں حج کرتے ہوئے دیکھا حالانکہ وہ بخل سے کام لینے والے نہ تھے ہم نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے:

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حج علی رحلي وکانت زاملتہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اونٹنی پر حج پر فرمایا جس پر سامان اور زادِ راہ لادا جاتا ہے۔
(بخاری، کتاب الحج)	

اسحاق بن سعید اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں ہم ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے، ہمارے پاس سے کچھ

یمنی لوگ گزرے جن کے کجاوے چمڑہ کے اور ان کے اونٹوں کے نکیل کھجور کے تھے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تم میں سے جو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کو دیکھے یعنی انکی سواریاں اور ان کے کجاوے دیکھے تو

فلینظر الی ھذہ الرفقۃ — وہ ان لوگوں کو دیکھ لے

(السنن الکبریٰ للبیہقی، ۴: ۳۳۲)

سواری پر دُعا

اکثر اس سفر میں سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دُعائیہ کلمات منقول ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا حَجَّۃً غَیْرَ رِیَاءٍ وَلَا مُبَاھَاۃٍ وَلَا سُمْعَۃٍ — اے اللہ اس حج کو ریاکاری، فخر اور دکھاوے سے محفوظ فرما دے۔

(السنن الکبریٰ، ۴: ۳۳۲)

عرفات کے مقام پر بھی سواری پر یہی دعا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔

تمام ازواج مطہرات کی شرکت

اس مبارک سفر میں جہاں دیگر مرد، خواتین اور بچے شامل تھے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات بھی شریک تھیں۔

فکانت النساء کلھن معہ — آپ کی تمام بیویاں ساتھ تھیں۔

(المسلم، کتاب الحج)

درخت والا راستہ

مدینہ طیبہ سے مکہ کی طرف جانے کے لئے دو راستے تھے ایک کا نام طریق شجرہ جبکہ دوسرے کا نام طریق معرس تھا طریق شجرہ سے درخت والا راستہ اور طریق معرس سے وہ راستہ مراد ہے جہاں مسافر رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ کرتے اور صبح شہر مدینہ داخل ہوتے یہ درخت اور معرس مدینہ پاک سے چھ میل کے فاصلے پر ہیں البتہ معرس دوسرے سے کچھ قریب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر مدینہ سے مکہ کی جانب سفر فرماتے تو طریق شجرہ (درخت والا راستہ) اختیار فرماتے اور واپسی طریق معرس سے ہوا کرتی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

کان اذا خرج الی مکۃ یصلی فی مسجد الشجرۃ و اذا رجع صلی بذی الحلیفۃ ببطن الوادی و بات حتی یصبح (البخاری، خروج النبی علی طریق الشجرۃ)	جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی طرف روانہ ہوتے تو درخت والی مسجد میں نماز ادا فرماتے اور جب واپس لوٹتے تو ذی الحلیفہ میں پست جگہ نماز ادا فرماتے وہاں ہی رات بسر فرماتے۔

مقام ذوالحلیفہ پر

سفر حج میں سب سے پہلا پڑاؤ مقام ذوالحلیفہ پر ہوا یہ جگہ شہر مدینہ

نو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ عصر بطور قصر ادا فرمائی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز شہر مدینہ میں چار رکعات پڑھائی۔

والعصر بذی الحلیفۃ رکعتین

اور عصر ذوالحلیفہ میں دو رکعات پڑھائی۔

(ابو داؤد، کتاب المناسک)

اسے "وادی عقیق" بھی کہا جاتا ہے آج کل اس مقام کا نام "ابیار علی" ہے شہر مدینہ سے آنے والے حجاج یہاں سے ہی احرام باندھتے ہیں یعنی یہ مدینہ کی طرف سے آنے والے حجاج کا میقات ہے غسل اور وضو کے لئے وہاں وسیع انتظام ہے۔

رات وہاں بسر فرمائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ذوالحلیفہ پر رات بسر فرمائی اور عصر کی نماز سے لے کر دوسرے دن کی ظہر تک (عصر، مغرب عشاء، فجر اور ظہر) پانچ نمازیں وہاں ادا فرمائیں۔

اللہ تعالےٰ کا پیغام

یہاں رات کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرشتہ پیغام لے کر آیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کے بعد صحابہ کو آگاہ فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے میں نے وادیٔ عقیق (ذوالحلیفہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

اتانی اللیلۃ آت من ربی فقال صل فی ھذا الوادی المبارك وقل عمرۃ فی حجۃ	میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور اعلان فرما دو حج کے ساتھ عمرہ کیا جا سکتا ہے

امام ابن کثیر اس روایت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس میں نماز ظہر وادی عقیق میں ادا کرنے اور اس کے بعد احرام باندھنے کا حکم ہے اور یہ حکم رات کو نازل ہوا۔

واخبرھم بعد صلاۃ الصبح فلم یبق الا صلاۃ الظھر فامران یصلیھا ھنالك وان یوقع الاحرام بعدھا (البدایہ، حجۃ الوداع)	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی اطلاع صحابہ کو نماز فجر کے بعد دی اب اس کے بعد نماز ظہر ہی تھی جس کی ادائیگی کا یہاں حکم دیا گیا اور احرام اس کے بعد ہی ہوگا۔

دوسری روایت میں جبریل امین کا تذکرہ ہے اور ساتھ یہ الفاظ ہیں

فقد دخلت العمرۃ فی الحج الی یوم القیامۃ (مسند احمد، ۱: ۲۵۷)	قیامت تک حج کے ساتھ عمرہ کی اجازت دیدی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی مسجد ذوالحلیفہ کی دیوار پر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔

اس حکم کی واضح حکمت یہی تھی کہ کفار حج کے مہینوں میں عمرہ کی

ادائیگی کو گناہ تصور کرتے تھے لہٰذا اللہ تعالےٰ نے تا قیامت مسلمانوں کو ان مہینوں میں ہی نہیں بلکہ حج کے ساتھ عمرہ کی اجازت عطا فرمادی۔

محمد بن ابی بکرؓ کی ولادت

ذوالحلیفہ کے مقام پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان سے کہو۔

اغتسلی واستثفری بثوب واحرمی — غسل کرلو، خون روکنے کے لئے کپڑا رکھو اور احرام باندھ لو۔

(المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۲۹)

اس روایت سے متعدد مسائل کا حل معلوم ہو جاتا ہے۔

۱۔ احرام کے لیے غسل سنت ہے۔

امام زرقانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے حکم "غسل کرو" کے تحت لکھتے ہیں۔

للتنبیہ علی ان الغسل من سنن الاحرام — یہ اس پر تنبیہ ہے کہ احرام کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

(المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۲۹)

۲۔ حیض و نفاس والی خاتون کا احرام درست ہوتا ہے، "احرام باندھ لو" کے تحت رقمطراز ہیں۔

وفيه صحة احرام النفساء والحائض وهو مجمع عليه (المواهب مع زرقانی، ۱۱: ۳۲۹)

اس سے واضح ہوگیا کہ نفاس اور حیض والی خواتین کا احرام باندھنا درست ہے اور اس پر اتفاق ہے،

سنن نسائی اور ابن ماجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیصلہ کن الفاظ مروی ہیں۔

ولتصنع ما يصنع الناس الا انها لا تطوف بالبيت (ابن ماجہ، ۲۹۱۲)

تمام اعمال حاجیوں کی طرح کرو صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

قربانیوں کو قلادہ ڈالا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ بارگاہ الٰہی میں قربانی پیش کرنے کے لیے جو اونٹ لائے تھے ان کے گلوں میں قلادہ (ہار) ڈالا تاکہ ہر شخص کو علم ہو جائے یہ جانور اللہ تعالےٰ کے لئے مختص ہیں اور جب کسی جانور کے گلے میں قلادہ ڈال دیا جاتا تو اسے کافر بھی تنگ نہیں کیا کرتے تھے

ان کے انچارج

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان قربانیوں پر انچارج حضرت ناجیہ بن جندب اسلمی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا یاد رہے حدیبیہ اور عمرۃ القضا میں بھی قربانیوں کے انچارج یہی صحابی تھے۔

احرام کی تیاری

۲۶ ذوالقعدہ کو مقام ذوالحلیفہ پر ظہر کی نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کے لئے غسل فرمایا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے۔

رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجرد لاھلالہ واغتسل (الترمذی، کتاب الحج)	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ نے کپڑے احرام کے لئے اتارے اور غسل فرمایا

غسل کے بعد اور احرام سے پہلے خوشبو لگائی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بطور فخر بیان فرمایا کرتیں کہ میرے ان دو ہاتھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو خوشبو لگائی

لحرمہ حین احرم و لحلہ قبل ان یطوف بالبیت (المسلم، کتاب الحج)	ایک اس وقت جب آپ نے احرام باندھنے کا ارادہ فرمایا اور پھر اس وقت جب احرام کھول کر طوافِ زیارت کی تیاری فرمائی

اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ احرام سے پہلے آدمی خوشبودار صابن سے غسل کر سکتا ہے کیونکہ احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا منع ہوتا ہے نہ کہ پہلے ایک اور روایت میں تو اس پر تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبودار چیز سے غسل فرماتے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب احرام کا ارادہ فرماتے تو

غسل رأسه بخطمی واشنان	تو سرِ اقدس کو خوشبودار صابن
و دھنه بشیٔ من زیت	سے دھوتے اور تیل لگاتے لیکن
غیر کثیر (مسند احمد ۶:۸۶)	کم۔

مبارک بالوں کو چپکا لیا

غسل اور تیل لگانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مبارک بالوں کو چپکا لیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔

لبد رسول اللہ رأسه بالغسل	خطمی۔ سے سرِ اقدس کے بالوں کو
(سنن ابوداؤد)	چپکا لیا۔

یہ عمل اس لیے کیا تاکہ بال حالتِ احرام میں منتشر نہ رہیں تلبید کی تعریف و حکمت اہل علم نے یہ بیان کی ہے۔

ان یجعل فی الشعر شیٔ	بوقت احرام سر کے بالوں میں
من صمغ عند الاحرام لئلا	گوند جیسی کوئی چیز لگائی جائے
یشعث	تاکہ بال منتشر نہ ہوں۔

کافی دن حاجی نے حالت احرام میں رہنا ہوتا ہے تاکہ بال محفوظ رہیں

دو احادیث میں موافقت

یہاں یہ سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ بعض احادیث میں اس حاجی کی تعریف کی گئی ہے جس کے بال بکھرے اور بدن میلا ہو تو "بالوں کا چپکانا" تو اس حدیث کے خلاف ہے اس حوالے سے دو چیزیں سامنے رکھیں۔

۱۔ بالوں کے بکھرے ہونے سے مراد ترکِ زینت ہے اور تلبید زینت نہیں۔

۲۔ یہ عمل احرام سے پہلے کا ہے اور جو بالوں کا بکھرا ہوتے کا ذکر ہے وہ احرام کے بعد کا معاملہ ہے۔

دو چادریں اوڑھیں

پیچھے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

تجرد لا ھلالہ احرام کے لیے کپڑے کھولے

محدثین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہاں سلے ہوئے کپڑے کھولنا ہے

(المرقاۃ، ۵: ۲۱۶)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کی دو چادریں اوڑھیں، اس موقعہ پر ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا محرم کونسے کپڑے نہیں پہن سکتا؟ فرمایا محرم قمیص، عمامہ، شلوار، دستانے، ٹوپی اور موزے نہیں پہن سکتا اسی طرح خوشبو دار کپڑا اس کے لیے منع ہے البتہ اگر اس کپڑے کو دھو لیا گیا ہو تو پھر پہن سکتا ہے۔ (سبل الہدی، ۸: ۴۵۳)

خواتین کے لئے اہم نوٹ

خواتین معمول کے مطابق سادہ اور صاف ستھرے کپڑے پہنیں، کسی رنگ کی کوئی پابندی نہیں پورے جسم پر بڑی چادر اوڑھ لیں چہرہ ننگا رکھیں اگر غیر مردوں سے آمنا سامنا ہو جائے تو گھونگٹ سے چہرہ کا پردہ کریں

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر حج پر تھیں

فاذا حاذوا بنا سدلت	جب کوئی غیر آدمی قریب آتا
احدانا جلبابھا من رأسھا	تو ہم چادریں اپنے چہروں پر
علی وجھھا فاذا جاوزونا	ڈال لیتیں اور جب گزر جاتا تو
کشفناہ	کپڑا اوپر کر لیتیں۔

(ابوداؤد، ۲: ۱۰۴)

حضرت فاطمہ بنت منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے ساتھ حج کیا ہم حالتِ احرام میں غیر مردوں سے چہرہ کا پردہ کرتیں۔ (البخاری، ۲۴۸)

منہ پھیر لینا یا دستی پنکھا وغیرہ سامنے کر لینے سے بھی پردہ ہو جاتا ہے

علامہ سید سلیمان اشرف بہاری فرماتے ہیں احرام کے حوالے سے مرد اور عورت میں تین فرق ہیں۔

۱۔ خاتون سِلا ہوا کپڑا پہن سکتی ہے جبکہ مرد کے لیے منع ہے۔

۲۔ خاتون کے لیے سر کا ڈھانپنا ضروری ہے، جبکہ مرد کے لئے ننگا رکھنا ضروری ہے۔

۳۔ خاتون کے لیے صرف چہرہ کا ننگا رکھنا ضروری ہے جبکہ مرد کے لیے سر کا بھی۔ (الحج، ۳۲)

نوافل کی ادائیگی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔

فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المسجد	مسجد ذوالحلیفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

یرکع بذی الحلیفۃ رکعتین	ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں ادا فرمائیں

(البخاری، ۲۸۶۵)

ایک میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھی۔
امام نووی ان احادیث کے تحت فرماتے ہیں ارادہ احرام کے وقت دو نفل پڑھنا مستحب عمل ہے۔

ویصلیھا قبل الاحرام (شرح مسلم،)	اور انکی ادائیگی احرام سے پہلے ہونی چاہیئے۔

نوافل سے فراغت پر نیت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوافل سے فارغ ہوتے ہی حج کی نیت فرمائی اور تلبیہ پڑھا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے ارادہ سے نکلے آپ نے ذوالحلیفہ میں دو رکعات نفل ادا فرمائے۔

اوجب فی مجلسہ فاھل بالحج حین فرغ من رکعتیہ (مسند احمد، ۲۶۰۱)	وہیں بیٹھے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیت کی اور نماز سے فارغ ہوتے ہی تلبیہ پڑھا۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹنی پر سوار ہو کر تلبیہ پڑھا بعض میں ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیداء پہاڑی پر چڑھے تو تلبیہ پڑھا ان تمام روایات میں موافقت ہے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ صحابہ میں آپس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہاں سے حج کی نیت کی اور تلبیہ پڑھا؟ انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد ایک ہی حج فرمایا۔

انی لا علم الناس بذلك	اور میں اس کے بارے میں دوسرے لوگوں سے زیادہ معلومات رکھتا ہوں

ہوا یوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ میں نوافل کے بعد ہی نیت کی اور تلبیہ پڑھا جن لوگوں نے اس وقت سنا انہوں نے اسے محفوظ کر لیا اور اسے آگے بیان کیا پھر آپ سوار ہوئے جب اونٹنی اٹھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلبیہ پڑھا کچھ لوگوں نے وہ سنا اور انہوں نے ہی بیان کیا حالانکہ

وایم اللہ لقد اوجب فی مصلاہ	اللہ کی قسم آپ نے جائے نماز پر ہی نیت کر کے تلبیہ پڑھا تھا

(مسند احمد، ۱: ۲۶۰)

قبلہ رُخ ہو کر تلبیہ

تلبیہ شروع کرتے وقت بہتر یہ ہے کہ آدمی قبلہ رخ ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں منقول ہے۔ جب اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر اٹھی

استقبل القبلة قائمًا ثم يلبي	تو آپ قبلہ رخ ہوئے اور پھر تلبیہ پڑھا۔

(البخاری، الاہلال مستقبل القبلة)

الغرض نوافل کے بعد نیت کی جائے اور تلبیہ شروع کر دیا جائے۔

حج کی نیت

اگر صرف حج کا احرام باندھنا ہو تو یہ نیت کی جائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ	اے اللہ میں نے حج کا ارادہ کیا ہے اسے میرے لئے آسان فرما دے اور میری طرف سے قبول فرما لے۔

اگر صرف عمرہ کا احرام باندھنا ہو تو حج کی جگہ عمرہ کا نام لے اور اگر دونوں کا باندھنا ہو پھر دونوں کا ذکر کرے۔

پاکستانی حجاج سے درخواست

ہم جو حج کرتے ہیں اس کا نام حجِ تمتع ہے یعنی ایک ہی سفر میں پہلے

احرام سے عمرہ جبکہ دوسرے احرام سے حج ادا کرتے ہیں، یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ آپ نے مکۃ المکرمہ جا کر پہلے عمرہ کر کے احرام کھول دینا ہوتا ہے اور پھر مکۃ المکرمہ سے احرام باندھ کر حج ادا کرنا ہوتا ہے لہذا آپ پاکستان سے عمرہ کی نیت سے احرام باندھیں تاکہ عمرہ کر کے احرام کھول سکیں۔

یہ تلبیہ پڑھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کی نیت کے بعد یہ تلبیہ پڑھا۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ	میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر
لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ	ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ	حاضر ہوں، بلاشبہ حمد و نعمت
وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ	تیرے لیے ہیں تمام سلطنت کا مالک تو ہی ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری بیداء پہاڑی پر چڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلبیہ کے کلمات پڑھے۔

ولبی الناس والناس	تو لوگوں نے بھی تلبیہ پڑھا،
یزیدون ذا المعارج	بعض نے اس میں کچھ کلمات
ونحوہ من الکلام والنبی	کا اضافہ بھی کیا آپ صلی اللہ علیہ

یسمع فلم یقل لھم شیئاً	وآلہ وسلم نے سنا مگر آپ نے کچھ نہ فرمایا۔

بلند آواز سے پڑھنے کا حکم

یاد رہے تمام لوگ تلبیہ بلند آواز سے پڑھ رہے تھے کیونکہ بلند پڑھنے کا ہی حکم ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

امرنی جبرائیل برفع الصوت فی الاھلال فانہ من شعائر الحج	مجھے جبریل نے کہا تلبیہ بلند آواز سے پڑھو کیونکہ شعائر حج میں سے ہے۔

(مسند احمد، ۳۲۵۔۱۲)

بلکہ یہ بھی پیغام دیا کہ اپنے صحابہ کو بھی کہو وہ اسے بلند آواز سے پڑھیں حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل امین نے میرے پاس آکر کہا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مر اصحابك فلیرفعوا اصواتھم بالتلبیۃ فانھا شعائر الحج	اپنے ساتھ والوں کو یہ حکم دو تاکہ وہ بھی بلند آواز سے تلبیہ کہیں کیونکہ یہ حج کا شعار ہے

(مسند احمد، ۵ : ۱۹۲)

نوٹ :۔ خواتین غیر مردوں میں تلبیہ آہستہ آواز سے کہیں۔

اہلِ محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس مقام کے خوبصورت منظر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری بیداء پہاڑی پر چڑھی تو میں نے اہل محبت پر نظر دوڑائی تو۔

فنظرت مدبصری بین یدی	تا حدِ نگاہ رسول اللہ صلی اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	علیہ وآلہ وسلم کے دائیں بائیں
من راکب وماشی ومن خلفہ	اور آگے پیچھے سوار اور پیدل
کذلک ومن یمینہ مثل ذلک	لوگوں کا جم غفیر تھا
وعن شمالہ مثل ذلک	

آگے بطور فخر و محبت کہتے ہیں کہ ہم پر اسقدر اللہ تعالےٰ کا کرم ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ	اللہ کے رسول ہمارے درمیان تھے
وآلہ وسلم بین اظہرنا و	قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپ
علیہ ینزل القرآن وھو	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے
یعرف تاویلہ وماعمل	معانی سے کماحقہٗ آگاہ تھے آپ
من شیٔ عملنا بہ	جو جو عمل کرتے ہم بھی پیروی میں
(مسند احمد، ۳-۳۲۰)	وہی کرتے۔

حجر و شجر کا تلبیہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلبیہ کا مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا جب کوئی مسلمان تلبیہ پڑھتا ہے

لبی عن یمینہ و شمالہ من حجر وشجر او مدر حتی تنقطع الارض من ھھنا و ھھنا۔	تو اس کے دائیں بائیں مشرق و مغرب تک ہر پتھر، درخت اور ذرات بھی تلبیہ کہتے ہیں

(ترمذی، ابن ماجہ)

سوچیئے اور تصور کیجئے اس وقت کیا عالم ہوگا؟ حبیب اللہ تعالےٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے لبیک کی صدا بلند کی ہوگی؛

مقام مَلَل میں مُبارک پاؤں پر پچھنے لگوائے

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام مَلَل پر پہنچے (جو مدینہ طیبہ سے تقریباً سترہ میل کے فاصلہ پر ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبارک پاؤں کی پشت پر پچھنے لگوائے اور مقام لحی جبل پر سر اقدس میں لگوائے حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

احتجم وسط راسہ وھو محرم (النسائی، ۲: ۲۷)	سر اقدس کے وسط میں پچھنے لگوائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

احتجم وھو محرم علی ظھر القدم (النسائی، ۲: ۲۷)	حالتِ احرام میں پشتِ قدم پر پچھنے لگوائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی مبارک عمل سے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ محرم علاج کی جگہ سے بال کٹوا سکتا ہے اور اس پر کوئی فدیہ لازم نہ ہوگا۔

ان احتاج الی قطع شعر فله قطعه	اگر کسی عذر کی وجہ سے بال کٹوانے پڑ جائیں تو محرم کٹوا سکتا ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے احرام باندھ رکھا تھا میرے سر میں جوئیں پڑ گئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ چلا تو میرے ہاں تشریف لائے۔

وانا اطبخ قدرا لاصحابي فمس راسي باصبعه فقال انطلق فاحلقه وتصدق علی ستة مساکین (النسائی، ۲: ۲۷)	میں اس وقت دوستوں کے لیے سالن تیار کر رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلی کے ساتھ میرے بال دیکھے اور فرمایا جاؤ بال منڈوا دو اور چھ مساکین پر صدقہ کرو۔

مقام روحاء پر نماز

مدینہ سے چوہتر کلومیٹر پر روحاء جگہ ہے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

صلی فی وادی الروحاء	وادی روحاء پر نماز ادا فرمائی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔

صلی فیہ قبلی سبعون نبیًا (فتح الباری) — مجھ سے پہلے یہاں ستر انبیاء کرام نے نماز ادا کی۔

وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک جنگلی حمار زخمی حالت میں دیکھا تو فرمایا اسے نہ پکڑو شاید اسے شکار کرنے والا آجائے، بہزی قبیلہ سے تعلق رکھنے والا آگیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اسے میں نے شکار کیا ہے چونکہ وہ حالت احرام میں نہ تھا اور نہ ہی اس نے احرام والوں کے لیئے شکار کیا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے قبول فرمایا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اسے دوستوں میں تقسیم کر دو۔

(سبل الہدیٰ، ۸: ۴۵۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حج

اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا میں دیکھ رہا ہوں۔

لیہلن ابن مریم بفج الروحاء — روحاء کے راستہ میں حضرت ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) تلبیہ کہتے ہوئے جارہے ہیں۔

(المواہب اللدنیہ، ۱: ۳۶۶)

مقام اثایہ سے گزر

یہ جگہ، عرج اور رویثہ کے درمیان ہے اسے قافلوں کی تیسری منزل کہا جاتا ہے۔ شیخ ابن حزم نے المحلیٰ میں ذکر کیا ہے کہ یہ جگہ شہر مدینہ سے ستر میل کے فاصلہ پر ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

درخت کے سایہ میں ایک ہرن دیکھا جسے تیر لگا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اس کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور ہر ایک کو بتاؤ اسے نہیں پکڑنا، چونکہ یہ علم نہ ہوا کہ اسے کس نے شکار کیا ہے ممکن ہے کسی محرم نے اسے شکار کیا ہو اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کھانے سے منع فرمایا باقی ہرن ابھی زندہ تھا اور حمار وحشی شکار ہو چکا تھا۔

مقام عرج پر پڑاؤ

یہ قافلوں کی چوتھی منزل ہے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہرے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے ہم حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔

حتی اذا کنا بالعرج فنزل	جب مقام عرج پر پہنچے تو
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ونزلنا	اور ہم نے وہاں پڑاؤ کیا۔

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زادِ راہ اور سامان ایک ہی اونٹنی پر تھا جس کی حفاظت کی ذمہ داری سیدنا ابوبکر نے اپنے غلام کے سپرد کی ہوئی تھی، اس کی انتظار ہونے لگی جب وہ آیا تو اونٹ نہ تھا سیدنا ابوبکر نے اونٹ کے بارے میں پوچھا تو اس نے عرض کیا وہ تو پچھلی رات گم ہو گیا ہے سیدنا ابوبکر نے اسے سخت سست کہنا شروع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

انظر وا الی ھذا المحرم — دیکھو یہ محرم کیا کر رہا ہے؟
ما یمنع ؛
تاکہ حضرت ابو بکر کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔
(ابوداؤد، باب المحرم یؤدب)

روایات میں موافقت

مذکورہ ابوداؤد کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامانِ سفر حضرت ابو بکر کے اونٹ پر تھا جبکہ بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامان اپنی سواری پر ہی تھا۔ تو ان میں موافقت یوں ہے کہ چونکہ مدینہ طیبہ اور مکۃ المکرمہ کے درمیان سفر زیادہ تھا اس میں زیادہ سامان سفر کی ضرورت تھی لہٰذا اس کے لئے دونوں نے ایک مستقل سواری پر سامان رکھا ابوداؤد کی روایت میں اسی کا تذکرہ ہے اور مکہ سے عرفات کا سفر تھوڑا ہے وہاں سامانِ ضرورت بھی تھوڑا تھا اس لیے اسے اپنے ساتھ ہی رکھ لیا کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ عرفات میں آپ کی سواری کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

وعلیہا یکون متاعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایضاً — اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامانِ سفر بھی تھا۔

کھانے کا تھال

آل فضالہ اسلمی رضی اللہ عنہم کو جب اس بات کا علم ہوا کہ آپ صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کے سامان والا اونٹ گم ہو گیا ہے تو انہوں نے کھانا تیار کیا اور ایک بڑے تھال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا آؤ دیکھو۔

فقد جاء اللّٰہ بغداء طیب — اللہ تعالےٰ نے کِسقدر اعلیٰ کھانا ہمیں عطا کیا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے اہل، حضرت ابو بکر اور دیگر افراد نے کھانا کھایا اتنے میں حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ وہ سامان والا اونٹ لے کر حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ابو بکر دیکھو سامان سارا ہے؟ عرض کیا ایک پیالہ نہیں ہے جس میں ہم پانی پیا کرتے ہیں غلام نے عرض کیا وہ پیالہ میرے پاس ہے۔ حضرت ابو بکر نے حضرت صفوان کو دعا دی ادھر حضرت سعد بن عبادہ اور ان کے بیٹے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کو پتہ چلا تو وہ سواری لے کر حاضر ہو گئے۔ اور عرض کیا ہمیں پتہ چلا ہے آپ کے سامان والی سواری گم ہو گئی ہے۔

ھذہ ذاملۃ مکانھا — یہ اس کی جگہ سامان سمیت سواری حاضر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے ہمارا سامان سواری سمیت واپس کر دیا ہے، اللہ تعالےٰ تمہیں برکت عطا فرمائے تم سواری واپس لے جاؤ۔

(المواہب مع زرقانی، ۱۱ ، ۳۵۹)

مقام ابواء سے گزر

یہ قافلوں کی پانچویں منزل ہے اس مقام کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا دفن ہیں آپ حضور کو بچپن میں ساتھ لے کر شہر مدینہ اپنے سسرال گئی ہوئی تھیں واپسی پر یہاں فوت ہوئیں اور یہاں ہی تدفین ہوئی۔ یہ مقام مستورہ کے پاس ہے جو مدینہ طیبہ سے ۲۲۸ کلومیٹر پر واقع ہے یہاں اب کافی ہوٹل ہیں وہاں مچھلی خوب تیار کی جاتی ہے، اکثر حجاج وہاں اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اسی مقام پر حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے حمار وحشی کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا یہ فرماتے ہوئے واپس کر دیا کہ ہم محرم ہیں (البخاری، ۱۸۲۵) شاید یہ شکار انہوں نے حالتِ احرام میں کیا ہو جو کہ ممنوع ہے۔

امام بخاری کی تحقیق کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام عرج کے بعد مقام "ہرشیٰ" پر نماز ادا فرمائی کیونکہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نزل عند سرحات عن يسار الطريق في مسيل دون هرشى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرشیٰ پہاڑ کے پاس راستہ کے بائیں طرف درختوں کے جھنڈ میں پڑاؤ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ یہاں نماز ادا کرتے

وكان عبد الله يصلي الى	حضرت عبداللہ درختوں کے جھنڈ

سرحة کے پاس نماز ادا کیا کرتے۔

(البخاری، کتاب الصلاۃ)

حضرت یونس علیہ السلام اور حج

اسی مقام ہرشی کے بارے میں مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرشی پہاڑ پر پہنچے تو پوچھا یہ کونسی وادی ہے عرض کیا۔

ثنیة ھرشاء — اس کا نام ہرشاء ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

کانی انظرالی یونس بن — میں یونس بن متی کو سرخ سواری
متی علی ناقة حمراء — پر سوار دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے
جعداء علیہ جبة من — اون کا جبہ پہنا ہوا ہے اور ان کی
صوف خطام ناقتہ — اونٹنی کی نکیل کھجور کے پتوں کی ہے
خلبة وھو یلبی (المسلم) — اور وہ تلبیہ کہہ رہے ہیں۔

وادی عسفان اور حضرات انبیاء علیہم السلام

یہ چھٹی منزل ہے، اکثر اہل سیر نے اس مقام کا یہی نام بیان کیا ہے امام بخاری کے نزدیک چھٹی منزل کا نام "مرالظہران" ہے۔ جو اب وادی فاطمہ کے نام سے مشہور ہے فاطمہ ایک تُرکی خاتون تھیں جنہوں نے تقریباً آج سے دو سو سال پہلے اس علاقہ میں باغات وغیرہ لگا کر اسے آباد کیا یہ مکۃ المکرمہ سے ۲۵ کلومیٹر پر ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کونسا مقام ہے عرض کیا اسے وادی عسفان کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لقد مر بہ ھود و صالح	اس سے حضرت ہود اور
علی بکرین احمرین	حضرت صالح علیہما السلام سرخ
خطمھما لیف و ازرھم	اونٹوں پر سوار ہو کر گزرے
العباء و اردیتھما لنمار	وہ عبا پہنے ہوئے اپنے اللہ کے گھر
یلبون یحجون البیت	کی طرف تلبیہ پڑھتے ہوئے جا رہے
العتیق (مسند احمد، ۱: ۲۳۲)	تھے۔

مقام سرف سے گزر

مکۃ المکرمہ سے تقریباً چھ میل دور ایک جگہ کا نام سرف ہے، عمرۃ القضاء کے موقعہ پر ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اسی مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا جب انکا ۵۱ ہجری میں ان کا وصال ہوا تو یہیں ان کی تدفین بھی ہوئی مولانا محمد ذکریا سہارنپوری لکھتے ہیں مقام سرف پر

دھناک قبرھا مشھود یزار	ان کا مزار اقدس مشہور و معروف ہے
(حجۃ الوداع، ۶۳)	اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

صحابہ کو اختیار

اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ عمرہ کی نیت کر سکتا ہے اور جس کے ساتھ قربانی ہے وہ صرف عمرہ کی نیت نہ کرے۔

سیدہ عائشہ کی پریشانی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس مقام سے میرے مخصوص ایام شروع ہو گئے میرے ساتھ قربانی نہ تھی اور میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں رو رہی تھی؛ فرمایا کیوں رو تی ہو؟ کہیں ایامِ مخصوصہ تو شروع نہیں ہو گئے عرض کیا یارسول اللہ یہی معاملہ ہے فرمایا کوئی پریشانی نہیں تم تمام عمل حجاج کی طرح کر سکتی ہو صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ (سبل الہدیٰ، ۸: ۴۶۱)

الغرض ان کا عمرہ رہ گیا تھا جسے حج کے بعد ادا کیا گیا جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

خواتین اور دوا

خواتین اس مبارک سفر میں ایسے عارضہ سے بچنے کے لئے ادویات کا استعمال کر سکتی ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب پوچھا گیا

المرأۃ تشرب الدواء لیرتفع حیضها لتطهر۔	کیا عورت ایسی دوا استعمال کر سکتی ہے جس کی وجہ سے وہ واپسی تک حیض سے محفوظ رہے۔

انہوں نے فرمایا۔

لم ارى به بأسا ونعت لهم ماء الاراك (سنن سعید بن منصور)	میں اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا بلکہ فرمایا اس سلسلہ میں پیلو کا پانی مفید ہوتا ہے

وادی ازرق اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

مکۃ المکرمہ سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ایک وادی کا نام ازرق ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس وادی میں پہنچے تو فرمایا۔

کانی انظر الی موسیٰ ہابطاً من الثنیۃ واضعاً اذنیہ مادا بہذا الوادی ولہ خوار الی اللہ بالتلبیۃ۔

(المسلم، کتاب الایمان)

گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں جو بلند چوٹی سے کانوں میں انگلیاں ڈالے اس وادی سے گزر رہے ہیں اور اللہ کے لیے بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے ہیں۔

بخاری کے الفاظ ہیں۔

اما موسیٰ کانی انظر الیہ اذا انحدر من الوادی یلبی۔

(البخاری)

میں موسیٰ کو گویا دیکھ رہا ہوں وہ اس وادی سے تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کا حج

متعدد مقامات پر آپ نے پڑھا دورانِ سفر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کیا، کیا یہ ان کے سابقہ حج کا تذکرہ ہے جو انہوں نے ظاہری حیات میں کیا یا آپ کے ساتھ شرکت کا ذکر ہے؟ اس بارے میں محدثین کی آرا مختلف ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ان آراء کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

چوں اتفاق است بر حیات انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین بحیات حقیقی دنیاوی لیکن محجوب انداز نظر عوام پس بحقیقت نمود ایشاں را بحبیب خود صلّی اللہ علیہ بے منام و بے مثال و بے اشتباہ و بے اشکال۔ (اشعۃ اللمعات، ۴: ۴۵۶)	جب اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السّلام حقیقی دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں ہاں عوام سے وہ پردہ میں ہیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حقیقتاً انہیں دکھایا۔ یہ خواب نہیں تھی، نہ ان کے امثال و اشکال تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رقم طراز ہیں :۔

ان الانبیاء لا یموتون وانھم یصلون و یحجون فی قبورھم (فیوض الحرمین، ۸۰)	حضرات انبیاء کرام علیہم السّلام مرتے نہیں وہ قبور میں نماز ادا کرتے ہیں اور حج بھی۔

مقام ذی طویٰ پر رات

اس وقت شہر مکہ کا غربی دروازہ ذوطویٰ کے مقام پر تھا پھر یہ مقام ابیار زاہر کے نام سے مشہور ہوا آج کل یہ مکہ کا محلہ ہے جس کا نام جرول ہے۔
شیخ عبدالفتاح حسین ذوطویٰ کے تحت لکھتے ہیں۔

موضع معروف بمحلة جرول بمكة به الان مستشفى الولادة وامامه بئر تسمى بذی طوی	مکہ میں مشہور محلہ جرول ہے وہاں زچہ بچہ کا ہسپتال اس کے سامنے ذوطوی کنواں ہے۔

(افضاح، ۱۹۴)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین ذوالحج بروز ہفتہ یہاں پہنچے چار ذوالحج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں بسر فرمائی، نماز فجر ادا فرمائی بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کان ینزل بذی طوی ویبیت حتی یصبح لیصلی الصبح	مقام ذی طوی میں تشریف فرما ہوئے رات وہیں بسر کی حتی کہ فجر کی نماز ادا فرمائی۔

(البخاری، ۴۹۱)

داخلہ سے پہلے غسل

دخولِ مکہ اور بیت اللہ کے طواف کے لیئے غسل فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی مکہ شریف آئے تو یہاں رات بسر کرتے فجر کی نماز ادا کرتے

اغتسل ویحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعل ذلک	اور غسل کرتے اور بیان کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی معمول تھا۔

(البخاری، کتاب الحج)

تو دخول مکہ کے لئے غسل بہتر اور مستحب عمل ہے
نوٹ:۔ آج کل خصوصًا حج کے موقعہ پر چونکہ شہر مکہ سے پہلے حجاج کہیں نہیں
ٹھہرتے بلکہ سیدھے بذریعہ بس شہر میں داخل کر دیئے جاتے ہیں لہذا حجاج اپنی
رہائش گاہ سے غسل کر لیں اور پھر عمرہ کے لیے جائیں اور اگر بھیڑ ہو تو وضو ہی کافی
ہے لیکن فقط عمرہ کے لئے جانے والے حضرات ٹیکسی روک کر کسی بھی راستہ کی
مسجد کے ملحقہ غسل خانوں میں غسل کر سکتے ہیں۔

شہر مکہ میں داخلہ

اس سفر میں سات دن چار ذوقعدہ کے اور تین ذوالحج کے لگے آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ حجون (جنت المعلٰی) کی طرف سے مکہ مکرمہ میں
داخل ہوئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم۔

دخل مكة من الثنية العليا	بلند گھاٹی کی طرف سے مکہ میں
وخرج من الثنية السفلى	داخل ہوئے اور نیچی گھاٹی سے
(البخاری، کتاب الحج)	وہاں سے نکلے۔

شیخ خالد ابو صالح ان دونوں مقامات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس بلند
گھاٹی کا آج کل نام حجون ہے اور نیچی گھاٹی کو کدی کہا جاتا ہے جو باب عمرہ کے
پاس ہے۔ (حاشیہ حجۃ الوداع لابن کثیر، ۱۶۵)

اہلِ مکہ کا استقبال

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکۃ المکرمہ داخل ہوئے تو اہل مکہ خصوصاً بنو عبدالمطلب کے نوجوانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا اور خوشی کا اظہار کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ داخل ہوئے

استقبلہ اغیلمۃ بنی عبدالمطلب فجعل واحداً بین یدیہ و واحداً خلفہ
(البخاری بباب استقبال الحاج)

تو استقبال کرنے والوں میں بنو عبدالمطلب کے بچے بھی تھے ان میں سے بعض کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری پر آگے اور بعض کو پیچھے بٹھا لیا۔

چاشت کا وقت

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ خصوصاً حرم کعبہ میں داخل ہو رہے تھے تو وہ چاشت کا وقت تھا حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے۔

دخلنا مکۃ عند ارتفاع الضحیٰ
یعنی چاشت کا وقت تھا۔

ہم مکہ میں جب داخل ہوئے تو سورج خوب بلند ہو چکا تھا

سب سے پہلا عمل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ میں سب سے پہلا عمل تجدیدِ وضو ہے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

ان اوّل شئی بدأ به حین قدم مکة انه توضأ (البخاری، الطواف علی الوضوٗ)

مکہ میں داخلہ کے بعد اولین عمل یہ تھا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وضو فرمایا۔

آپ نے پیچھے پڑھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل فرمایا ہوا تھا اب تجدیدِ وضو فرمایا۔

مسجد حرام میں داخلہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اتی باب المسجد فاناخ راحلته ثم دخل المسجد

مسجد حرام کے دروازے پر تشریف لائے اور وہاں اپنی سواری کو بٹھا دیا اور پھر مسجد حرام میں داخل ہوئے۔

باب السلام سے داخلہ

مسجد شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب السلام سے داخل ہوئے اس وقت اس کا نام "باب عبدمناف" تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔

دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دخلنا معہ من باب عبد مناف	ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باب عبد مناف سے مسجد میں داخل ہوئے۔

(سبل الہدیٰ، ۸: ۶۲۰ بحوالہ طبرانی)

پھر اس دروازہ کے دو نام مشہور ہوئے۔ باب بنی شیبہ اور باب السلام، یہ جگہ اور دروازہ صفا و مروہ کے درمیان ہے۔

اس طرف سے داخلہ کی حکمت

محدثین اور اہل سیرت نے اس کی متعدد حکمتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ یہ کعبہ کے دروازہ والی جہت ہے اور یہ دیگر جہات سے افضل ہے امام عز بن عبدالسلام " القواعد" میں فرماتے ہیں۔

ان جہۃ باب الکعبۃ اشرف الجہات الاربع	باب کعبہ والی سمت دیگر اطراف سے افضل ہے۔

۲۔ کعبہ کا دروازہ اس طرف ہے اور کسی بھی گھر میں آنے کا طریقہ یہی ہے کہ اس کے دروازہ کے طرف سے آیا جائے امام قسطلانی رقمطراز ہیں۔

ان باب الکعبۃ فی جہۃ ذلک الباب والبیوت تؤتی من ابوابہا	کعبہ کا دروازہ اسی سمت پر ہے اور گھروں میں دروازہ کی طرف سے ہی آیا جاتا ہے۔

(المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۷۷)

کعبہ اور مولد النبی کا دروازہ

یاد رہے کعبہ کا دروازہ اسی جہت پر ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت ہے۔ مولانا حسن رضا خاں نے خوب کہا ہے

ثنائی پشت نہ کعبہ کی ان کے گھر کی طرف   جنہیں خبر ہے وہ ایسا وقار کرتے ہیں

بلکہ مولد پاک کا دروازہ بھی کعبہ ہی کی طرف ہے۔

بیت اللہ پر نظر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک نگاہ جب بیت اللہ پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ کو دیکھا تو یہ دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَكَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّبِرًّا وَّ مَھَابَةً وَّ زِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَ عَظَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّبِرًّا وَّ مَھَابَةً۔	اے اللہ اپنے اس مقدس گھر کی عزت، تعظیم، تکریم، رحمت اور جلال میں اضافہ فرما اور ہر اس شخص کی تعظیم، تکریم، بزرگی نیکی اور عزت میں اضافہ فرما جو اس کا حج یا عمرہ کرے۔

(المواہب، ۱۱ : ۳۷۸)

حضرت مکحول سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بیت اللہ کو دیکھا تو ہاتھ بلند فرمائے تکبیر کہی اور یہ دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ	اے اللہ آپ سراپا سلامتی ہیں

السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّبِرًّا وَّزِدْ مَنْ حَجَّهٗ اَوِاعْتَمَرَهٗ تَكْرِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا۔	اور سلامتی تیری ہی طرف سے اے ہمارے رب ہم سلام کا ہدیہ پیش کرتے ہیں اے اللہ اس گھر کی بزرگی، تعظیم، تکریم اور عزت وجلال میں اضافہ فرما اسی طرح جو اس کا حج یا عمرہ کرے اس کی تکریم، تعظیم، بزرگی اور نیکی میں اضافہ فرما۔
(السنن الکبرٰی، ۵: ۷۳)	

دُعا کی مقبولیت

جب بیت اللہ کی پہلی زیارت ہوتی ہے تو یہ نہایت خشوع و خضوع اور عاجزی کے اظہار کا وقت ہوتا ہے اس وقت انسان کا دل جذباتِ شکر و خوشی سے لبریز ہونا چاہیے، ایسے موقعہ پر اپنے رب اکرم سے خوب مانگا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

تفتح ابواب السماء و تستجاب دعوة المسلم عند رؤية الكعبة۔	کعبہ کی زیارت کے وقت رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے۔
(ابن ماجہ)	

لیکن آپ نے غور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاقیامت آنے والے تمام حجاج اور عمرہ کرنے والوں کے لیے دُعا فرمائی ہمیں بھی چاہیے ہم

اپنی دعا میں تمام امت مسلمہ کو یاد رکھیں امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ دُعا کھڑے ہو کر کی جائے۔

والسنۃ ان یکون دعاؤہ وھو واقف — سنت یہ ہے کہ حاجی کھڑا ہو کر دُعا کرے

(حاشیہ علی الیضاح، ۲۲۲)

ساتھ ساتھ اللہ کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے کس قدر کرم فرمایا کہ میں اس کے مقدس گھر کی زیارت اور اس کے حرم میں داخل ہو گیا۔

امام ابو بکر شبلی رحمہ اللہ علیہ کے بارے میں ہے جب بیت اللہ نظر آیا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

تحیۃ المسجد ادا نہیں فرمایا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک معمول یہ تھا جب کسی مسجد میں داخل ہوتے تو دو نفل بطور تحیۃ المسجد ادا فرماتے مگر آج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد حرام میں داخلہ کے موقعہ پر تحیۃ المسجد کے نوافل ادا نہیں فرمائے کیونکہ بیت اللہ کا طواف ہی تحیہ ہے امام صالحی لکھتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے تو۔

عمدا الی البیت ولم یرکع تحیۃ المسجد فان تحیۃ المسجد الحرام الطواف — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھے کعبہ کے پاس تشریف لے گئے آپ نے تحیۃ المسجد ادا نہیں فرمائی کیونکہ مسجد حرام میں طواف اس کا قائم مقام ہوتا ہے

(سبل الہدیٰ، ۸، ۴۶۲)

تو حاجی کو چاہیئے وہ بیت اللہ کی زیارت اور دعا کے بعد کعبہ کے پاس چلا جائے نوافل وغیرہ ادا نہ کرے البتہ اگر جماعت کا وقت ہے تو پہلے نماز ادا کرے۔

حجر اسود کا بوسہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے حجر اسود کا استلام (ہاتھ لگایا) اور اسے بوسہ دیا، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

حتی اذا اتینا الکعبۃ فاستلم نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحجر الاسود (مسند احمد، ۳: ۳۲۰)	جب ہم کعبہ کے پاس پہنچے تو اللہ تعالےٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کا استلام فرمایا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو دیکھا۔

یستلم الحجر ویقبلہ (البخاری، ۲۴۶)	آپ نے حجر اسود کا استلام فرمایا اور اسے بوسہ دیا۔

ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کو مس فرمایا۔

ثم وضع شفتیہ علیہ طویلاً (المواہب، ۱۱: ۳۷۹)	پھر کافی دیر تک اس پر اپنے مبارک ہونٹ رکھ دیئے۔

حجر اسود پر سجدہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

سجد علی الحجر — حجر اسود پر سجدہ فرمایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے انہوں نے حجر اسود کو چوما اور اس پر سجدہ کیا اور فرمایا

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعل ذلك (سبل الہدیٰ، ۱:۱۷۸) — میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا۔

تین دفعہ سجدہ

امام ابوداؤد طیالسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے اس میں تین دفعہ سجدہ کا ذکر ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل الرکن ثم سجد علیہ ثم قبلہ ثم سجد علیہ ثلاث مرات (سبل الہدیٰ، ۸: ۴۶۴) — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کو تین دفعہ بوسہ دیا اور تین دفعہ ہی اس پر سجدہ فرمایا۔

رسول اللہ رو پڑے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کو بوسہ دیا

(فاضت عیناہ بالبکاء) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔

(السنن الکبریٰ، ۵: ۷۴)

آنسو یہاں بہائیں جائیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مبارک ہونٹ حجر اسود پر رکھے

(بیکی طویلاً) تو کافی دیر تک روتے رہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ اقدس اٹھایا تو دیکھا حضرت عمر بھی رو رہے ہیں فرمایا عمر

(ھھنا تسکب العبرات) یہ آنسو بہانے کا مقام ہے

(سبل الہدیٰ، ۷: ۳۷)

پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں حجر اسود اللہ تعالیٰ کے مبارک ہاتھ کی طرح ہے جب اسے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ دیا ہوگا تو کیا کیفیت ہوگی؟

اضطباع اور طواف

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرِ اسود کے دائیں طرف ہوتے اور حالت اضطباع میں طواف شروع فرمایا یعنی چادر دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال لی حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔

یطوف بالبیت مضطبعًا (الترمذی، کتاب الحج)
آپ حالت اضطباع میں طواف فرما رہے تھے۔

انہی سے دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ کے پاس تشریف لائے اور طواف شروع فرمایا۔

وھو مضطبع ببردلہ حضرمی
تو آپ حضرمی چادر میں حالت اضطباع میں تھے۔

(مسند احمد، ۴: ۲۲۳)

ان سے تیسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف شروع فرمایا تو آپ

مضطبع، ببرد اخضر (ابوداؤد، کتاب المناسک)
یمنی سبز چادر میں حالتِ اضطباع میں تھے۔

حضرت ملا علی قاری "اخضر" کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس سے مراد یہ نہیں کہ تمام چادر سبز تھی۔

فیہ خطوط خضر (المرقاۃ، ۵: ۲۷۷)
بلکہ اس میں سبز دھاریاں تھیں

نوٹ :۔ یاد رہے اضطباع کی ضرورت محض حالتِ طواف میں ہوتی ہے، پہلے ہر طرح سے چادر اوڑھی جا سکتی ہے

تین چکروں میں رمل

طواف کے تین چکروں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمل فرمایا یعنی پہلوان کی طرح چھوٹے قدم اور کاندھوں کو حرکت دیتے ہوئے تیز چلے اور چار میں تیز نہ چلے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ تشریف لائے اور حجر اسود کو بوسہ دیا تو میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اول ما یطوف یخب ثلاثۃ اشواط (البخاری، کتاب الحج) — پہلے تین چکروں میں تیز چلے

انہی سے دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

سعی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثلاثۃ اشواط ومشی اربعۃ (البخاری، کتاب الحج) — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے تین چکروں میں تیز چلے اور چار میں آرام سے۔

رمل کے بارے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیدیا اور کفر کو مٹا دیا ہے مگر ہم ہر اس شی کو نہیں چھوڑ سکتے۔

کنا نفعلہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (البدایہ، باب حجۃ الوداع) — جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

رمل کی ابتدا

رمل کی ابتدا یوں ہوئی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے ساتھ سن سات ہجری میں عمرۃ القضاء کے لئے مکہ تشریف لائے تو مشرکین نے یہ طعن کیا ان لوگوں کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے اب ان میں وہ پہلی طاقت کہاں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔

یرملوا الاشواط الثلاثة	تین چکروں میں خوب پہلوانوں کی
(البخاری، کیف کان بدأ الرمل)	طرح چلو۔

تاکہ پتہ چلے مسلمانوں میں کسی قسم کی جسمانی کمزوری نہیں۔

یاد رہے یہ طوافِ عمرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدل فرمایا کیونکہ پیچھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزر چکا

فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
باب المسجد فاناخ راحلته	سواری کو مسجد حرام کے دروازہ
ثم دخل المسجد	پر بٹھا دیا اور پھر اس میں داخل
(السنن الکبریٰ، ۵: ۳۴۷)	ہوئے۔

خواتین کے لئے اہم نوٹ

خواتین رمل نہ کریں یہ صرف مردوں کیلئے سُنت ہے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے ہے

لیس علی النساء رمل	خواتین کیلئے رمل سُنت نہیں ہے

(الترمذی، ۲۹۹)

ہر چکر میں حجرِ اسود کا بوسہ

اس طواف کے ہر چکر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکنِ یمانی کا استلام فرمایا اور حجرِ اسود کو بوسہ دیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

كان لا يدع ان يستلم الركن اليماني والحجر الاسود في كل طوفة — ہر چکر میں رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کا استلام ترک نہ فرمایا

(ابوداؤد، کتاب الحج)

شیخ محب الدین طبری اس کے تحت لکھتے ہیں۔

فيه دلالة على استحباب التقبيل والاستلام في كل طوفة (القریٰ لقاصد ام القریٰ، ۲۸۴) — اس میں اس بات کی نشاندہی ہے کہ ہر چکر میں بوسہ اور استلام مستحب ہے۔

رکن یمانی کو محض ہاتھ لگانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چوما ہے اور نہ ہی استلام کے بعد ہاتھ کو چوما ہے شیخ ابن قیم فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

ثبت عنه انه استلم الركن اليماني ولم يثبت عنه انه قبله ولا قبل يده حين استلامه — رکن یمانی کو ہاتھ لگانا تو ثابت ہے مگر اسے بوسہ دینا ثابت نہیں اور نہ ہاتھ لگا کر اسے چومنا ثابت ہے۔

(زاد المعاد، ۱: ۲۱۹)

امام قسطلانی ان دونوں ارکان سے استلام کی حکمت لکھتے ہیں۔

الاول لہ فضیلتان کون الحجر الاسود فیہ وکونہ علی قواعد ابراھیم والثانی الثانیۃ فقط ولیس للاخرین شی منھا فلذلک یقبل الاول ویستلم الثانی ولا یقبل الاخران ولا یستلمان (المواہب، ۱۱: ۳۷۹)

ان میں سے حجر اسود والے گوشے کو دو فضیلتیں حاصل ہیں ایک تو حجر اسود ہے اور دوسرا یہ کہ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر ہے جبکہ رکن یمانی میں صرف ایک فضیلت ہے کہ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر ہے دوسرے دونوں گوشوں کو ان میں سے کوئی بھی شرف حاصل نہیں لہذا پہلے کو بوسہ دیا جائے دوسرے کو استلام یعنی ہاتھ لگایا جائے اور دوسرے دونوں کو نہ چوما جائے اور نہ ہی استلام کیا جائے۔

بوسہ اور استلام کے وقت کلمات

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استلام فرماتے تو "بسم اللہ واللہ اکبر" اور جب بوسہ دیتے تو "اللہ اکبر" پڑھتے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذا استلم الرکن قال بسم اللہ واللہ اکبر وکلما اتی الحجر قال اللہ اکبر (المواہب، ۱۱: ۳۷۹)

جب رکن کا استلام فرماتے تو کہتے اللہ کے نام سے اور وہ سب سے بڑا ہے اور جب حجر اسود کو بوسہ دیتے تو کہتے اللہ سب سے بڑا ہے

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف زیارت حالت سواری میں فرمایا (جیسا کہ تفصیلاً آ رہا ہے) تو اپنی چھڑی وغیرہ سے حجر اسود کی طرف اشارہ فرماتے اور تکبیر کہتے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے

کلما اتی علی الرکن اشار الیہ بشئ کان عندہ وکبر
(البخاری، باب التکبیر عند الرکن)

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجر اسود کے سامنے آتے تو ہاتھ میں جو شی بھی تھی اس سے اس کی طرف اشارہ فرماتے اور تکبیر (اللہ اکبر) کہتے۔

طواف نماز کی طرح ہے

واضح رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف کعبہ کو نماز قرار دیا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

الطواف بالبیت صلاۃ و لکن اللہ احل فیہ المنطق فمن نطق فیہ فلا ینطق الا بخیر
(سنن سعید بن منصور)

بیت اللہ کا طواف نماز ہے لیکن اللہ تعالٰی نے اس میں گفتگو کو جائز رکھا ہے جو بھی گفتگو کرے اچھی ہی کرے۔

طواف کے ہر چکر کو نماز کی رکعت سمجھا جائے اور ہر چکر کا افتتاح و ابتدا حجر اسود سے کی جائے جس طرح نماز کی ابتدا میں تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اس طرح ہر چکر کی ابتدا میں حجر اسود کو بوسہ یا ہاتھ یا کوئی شی لگا کر چوما جائے یا اٹھا کر اس کی طرف اشارہ کر لیا جائے علامہ سید

سلیمان اشرف بہاری "مسجد حرام اور حجر اسود کی حضوری" کے عنوان کے تحت رقمطراز ہیں۔

مسجد حرام میں حاضر ہو کر سب سے پہلے حجر اسود کی طرف رخ کر کے تکبیر و تہلیل کہنا چاہیئے، جب اس سنگ مقدس کے پاس پہنچے تو رو بکعبہ حجر اسود کے قریب اس کی دائیں جانب یوں کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے سیدھے ہاتھ کو رہے پھر طواف کی نیت کرے۔

اللھم ارید طواف بیتک المحرم فیسرہ لی و تقبلہ منی	اے اللہ میں تیرے عزت والے گھر کے طواف کا ارادہ کرتا ہوں پس تو اسے مجھ پر آسان فرما دے اور اسے قبول فرمالے

اس نیت کے بعد کعبہ کو منہ کیے اپنے داہنے سمت چلے جب سنگِ اسود کے مقابل جو ادنی حرکت سے حاصل ہوتا ہے کانوں تک دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جیسے تکبیر تحریمہ کے وقت نماز میں ہاتھوں کو بلند کرتے ہیں لیکن ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف ہوا ور کہیئے۔

بسم اللہ والحمد للہ و اللہ اکبر والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ	شروع اللہ کے نام سے اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور درود و سلام رسول اللہ پر ہو۔

اب میسر ہو سکے تو حجر مطہر پر دونوں ہتھلیاں اور ان کے درمیان منہ رکھ کر یوں بوسہ دے کہ آواز پیدا نہ ہو تین بار ایسا کرے یہ نصیب

ہو تو کمالِ سعادت ہے، ہجوم کے سبب سے اگر یہ موقع نہ ملے تو ہاتھ سے حجرِ اسود کو چھُو کر اپنا ہاتھ چوم لے اگر ہاتھ نہ پہنچ سکتا ہو تو پھر کسی پاک لکڑی سے حجرِ اسود کو چھُو کر اس لکڑی ہی کو چوم لے اگر ہاتھ نہ پہنچ سکتا ہو تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے لے اصطلاحِ شریعت میں اسے تقبیل و استلام کہتے ہیں (الحج، ۷۸، ۷۹)

نوٹ: کچھ لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں کہ ہاتھوں کو چوما نہ جائے کیونکہ اس میں محدثین اور فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ جس شی کے ساتھ حجرِ اسود کی طرف اشارہ کیا جائے اسے بھی چوما جائے کیونکہ اس میں حجرِ اسود کی تعظیم ہے عظیم محدث امام نووی رقمطراز ہیں اگر حجرِ اسود کا بوسہ یا اسے ہاتھ لگانا دشوار ہو تو

اشار الیہ بیدہ او شئ فی یدہ ثم قبل ما اشار بہ (الایضاح، ۲۶۶)	ہاتھ یا ہاتھ میں شی کے ساتھ حجرِ اسود کی طرف اشارہ کرے اور اس کو چوم لے۔

امام ابنِ حجر مکی لکھتے ہیں۔

یدل لہ ما یاتی انہ یسن ان یقبل ما اشار بہ (ایضاً، ۲۶۵)	امام نووی کا قول واضح کر رہا ہے کہ اشارہ والی شی کو چومنا سنت ہے۔

طواف میں حضورِ قلب اور خشوع و خضوع

طواف نماز کی طرح ہے تو اس میں ذکرِ الٰہی میں گم ہو جانا اور خوب خشوع و خضوع اور حضورِ دل سے کام لینا ضروری ہے۔ امام نووی آداب

طواف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان یکون فی طوافه	طواف میں اپنے ظاہر و باطن،
خاضعًا متخشعًا حاضر	حرکت، نگاہ اور چال میں خوب
القلب ملازم الادب	خشوع، خضوع، حضورِ دل اور
بہ بظاھرہ و باطنه و	ادب کا خیال رکھا جائے کیونکہ
فی حرکته و نظرہ و	طواف نماز ہے تو اس کے ادب
ھیئته فان الطواف	کو بجا لایا جائے اور دل میں یہ
صلاۃ ینبغی ان یتأدب	عظمت جاگزیں ہونی چاہیئے
بادابھا و یستشعر بقلبه	کہ میں کس ہستی کے گھر کا طواف
عظمة من یطوف بیته	کر رہا ہوں۔

(الایضاح، ۲۴۲)

یعنی یہ عام گھر نہیں بلکہ تمام کائنات کے خالق و مالک کا گھر ہے اسی لئے علماء نے یہ تصریح کی ہے کہ اگر کھانے وغیرہ کی حاجت ہو تو طواف کو مؤخر کرلیا جائے جیسا کہ نماز میں حکم ہے۔

نگاہ نیچی رکھی جائے

امام نووی نے جو لکھا اپنی نگاہ کا خیال رکھا جائے تو اس کے تحت امام ابن حجر لکھتے ہیں کہ طواف کرنے والے کو چاہیے:

ان یکون غاضّ الطرف	اس کی نگاہ جھکی ہوئی مطاف کی
ناظرًا الی ارض المطاف	طرف رہنی چاہیئے نہ کہ آسمان اور
دون السماء و الکعبة	کعبہ کی طرف ہو۔

(حاشیہ علی الایضاح، ۲۴۴)

آگے چل کر لکھتے ہیں طواف کے آداب میں سے یہ بھی ہے اس کے دوران

ان لا ینظر الی الکعبۃ — کعبہ کی طرف نہ دیکھا جائے
کما فی الصلوٰۃ — جیسا کہ نماز میں ہے

امام سراج الدین بلقینی کے حوالے سے لکھا

لم یقل احد بسن النظر — آج تک کسی امام نے دوران
الی الکعبۃ فی حال الطواف — طواف کعبہ کی طرف دیکھنے کو
(ایضاً ، ۲۷۰) — سنت نہیں کہا۔

یاد رہے جب کعبہ کی طرف نہیں دیکھنا تو ادھر ادھر دیکھنے کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے؟ بس اپنے دل و نگاہ کو اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ کر لیا جائے۔

نوٹ ۱۔ یہ دوران طواف کا معاملہ ہے حجر اسود کا استلام کرتے وقت کعبہ کی طرف جو نگاہ پڑتی ہے اس میں کوئی حرج و ممانعت نہیں۔

۲۔ اگر رکن یمانی کو ہاتھ نہ لگ سکے تو حاجی بغیر استلام گزر جائے وہاں ہاتھوں سے اشارہ نہ کیا جائے۔

حضرت عمر کو حکم

حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یہ خیال ضروری ہے کہ کسی کو اذیت نہ ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نہایت طاقتور ہو، حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت کسی کمزور کو اذیت نہ پہنچانا اگر موقعہ مل جائے۔

فاستلمه والا فاستقبله وکبر (مسند احمد، ۱: ۲۸)
اسے بوسہ دو ورنہ تکبیر کہتے ہوئے گزر جاؤ۔

یعنی ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرو اور انہیں چوم لو

حضرت عبداللہ بن عمر کا عمل

اس معاملہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل سخت پابندی کا ہے امام نافع کا بیان ہے میں نے دیکھا وہ ہمیشہ بوسہ لیتے خواہ اژدھام ہوتا حتیٰ کہ ان کی نکسیر پھوٹ پڑی۔ خون دھونے کے بعد پھر آئے اور بوسہ لیا۔ (القریٰ، ۲۸۵)

خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے

ما ترکت استلام هذین الرکنین فی شدة ولا رخاء (البخاری، کتاب الحج)
میں نے کبھی بھی ان کا استلام ترک نہیں کیا نہ بھیڑ میں اور نہ آسانی میں۔

الغرض بوسہ کے لئے خصوصاً دور سے آئے ہوئے حجاج کو حتی الوسع کوشش کرنی چاہیئے بشرطیکہ کسی کی تکلیف واذیت کا سبب نہ بنے اگر معاملہ سخت ہو تو محض استلام واستقبال ہی کر لیا جائے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر طوافوں میں کیا۔ (تفصیل آگے آرہی ہے)

دونوں کے درمیان دعا

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً	اے ہمارے پالنہار ہماری دنیا بھی
وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا	بہتر فرما اور آخرت بھی بہتر فرمادے
عَذَابَ النَّارِ ۔	اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرمادے

(الطبقات لابن سعد، ۱۲۸:۲)

حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان یہ دعا بھی پڑھی۔

رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ	اے اللہ مجھے اس پر قناعت عطا فرما
بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى	جو تو نے عطا کیا ہے اور اس میں برکت
كُلِّ غَائِبَةٍ لِیْ بِخَيْرٍ ۔	عطا فرما اور میرے ہر کام کا انجام بہتر
(شعب الایمان، ۳: ۷۵م)	فرما۔

میزابِ رحمت کے سامنے

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دورانِ طواف میزابِ رحمت کے سامنے سے گزرتے تو یہ دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الرَّاحَةَ	اے اللہ میں موت کے وقت راحت
عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ	اور حساب کے وقت معافی کا خواستگار
الْحِسَابِ ۔	ہوں۔

یاد رہے اس دعا کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طواف اور کعبہ کے پاس کوئی مخصوص دعا منقول نہیں۔ امام ابن منذر اس بارے میں فرماتے ہیں۔

لا نعلم خبراً ثابتاً عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقال فی الطواف غیر ھذا	اس دعا کے علاوہ طواف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی دعا ثابت نہیں۔

(المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۸۰)

یہ بھی نہایت آسانی ہے، لہٰذا کسی کتاب کو حالتِ طواف میں سامنے رکھنے یا مخصوص کلمات کا پڑھنا کوئی ضروری نہیں ہاں دل اور توجہ کا خالق کی طرف کرنا ہی ضروری ہے۔

امام محمد اور امام ابن ہمام کسی دعا کے مخصوص نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لان توقیتھا یذھب بالرقة لانه یصیر کمن یکرر محفوظة بل یدعو بما بدالہ ویذکر اللہ کیف بدالہ متضرعاً (فتح القدیر، ۲: ۳۸۷)	دعا کے مقرر کرنے سے رقت وسوز ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں یاد کی ہوئی دعا دہرانا ہوگا بلکہ ہر موقعہ حسبِ توفیق کوئی دعا کر لی جائے اور اپنے رب کو بڑی ہی عاجزی کے ساتھ یاد کر لیا جائے۔

پانی نوش فرمایا

دورانِ طواف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیاس محسوس فرمائی تو پانی طلب فرما کر نوش فرمایا حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

عطش وھو یطوف بالبیت فقال علی بذنوب من ماء زمزم فصب علیہ ثم شرب (سنن دارقطنی)

دوران طواف پیاس محسوس فرمائی تو زمزم لانے کا حکم دیا جو حاضر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے نوش فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

شرب فی الطواف (القری، ۲۷۳)

دورانِ طواف پانی نوش فرمایا۔

نوٹ :۔ یہ کون سے طواف میں عمل فرمایا اس کے تعین پر ابھی تک کوئی روایت مطالعہ میں نہیں آئی امام صالحی نے طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ عمل حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہوا۔ (سبل الھدی، ۸ : ۴۶۴)

فراغت کے بعد بوسہ

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف سے فارغ ہوئے تو حجر اسود کا بوسہ لیا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوئے۔

قبل الحجر ووضع یدیہ علیہ ومسح بھما وجھہ (السنن الکبری، ۵ : ۷۴)

تو حجر اسود کا بوسہ لیا اور اسے مبارک ہاتھ لگا کر چہرہ اقدس پہ پھیرے۔

حضرت ملا علی لکھتے ہیں یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے جب آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف سے فارغ ہوئے تو

قبل الحجر ووضع یدیہ علیہ ومسح بہما وجہہ	حجر اسود کو چوما اسے دونوں ہاتھوں سے چھوا اور ہاتھ چہرے پر لگائے

(المرقاۃ، ۵: ۴۲۷)

مقام ابراہیم پر نوافل

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ ابراہیم کی طرف یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرماتے ہوئے پڑھے۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى	مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔

(البقرہ، ۱۲۵)

نسائی کی روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیتِ مبارکہ پڑھتے وقت

رفع صوتہ لیسمع الناس	آواز بلند فرمائی تاکہ لوگ سُن لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں اس طرح کھڑے ہوئے کہ

فجعل المقام بینہ وبین البیت	مقامِ ابراہیم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیت اللہ کے درمیان تھا۔

(المسلم، کتاب الحج)

دو نوافل ادا فرمائے اور ان میں فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون

اور دوسری میں سورۂ اخلاص تلاوت فرمائی۔

واضح رہے اگر مقام ابراہیم کے پاس جگہ نہ ہو تو یہ نوافل کسی جگہ بھی ادا کیے جا سکتے ہیں حضرت ام سلمہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے یہ نوافل حرم سے باہر ادا کیئے تھے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔

ولم تصل حتی خرجت	انہوں نے مسجد سے باہر نوافل
(البخاری کتاب المناسک)	ادا کیئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقامِ ذی طوٰی پر یہ نوافل ادا کیئے۔
(القریٰ، ۳۵۲ بحوالہ مؤطا)

نوافل اکٹھے بھی ادا کیئے جا سکتے ہیں

ہر طواف کرنے والے کو اجازت ہے وہ ہر طواف کے بعد نوافل کرے یا متعدد طواف کرنے کے بعد اکٹھے نوافل ادا کر لے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین طواف مکمل کرنے کے بعد نوافل ادا فرمائے۔

طاف النبی صلی اللہ علیہ	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
وآلہ وسلم ثلاثۃ اسابیع	تین طواف مکمل فرمائے پھر مقام
جمیعًا ثم اتی المقام فصل	ابراہیم کے پیچھے آکر چھ رکعات
خلفہ ست رکعات یسلم	ادا فرمائیں اور ہر دو رکعت
من کل رکعتین یمینًا	کے بعد دائیں بائیں سلام کہا
وشمالاً (القریٰ لقاصد ام القریٰ، ۳۴۷)	

اور رہے یہ نوافل واجب ہیں یعنی ہر طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو نفل ادا کرنا واجب ہے

انهما واجبتان عند الحنفية — احناف کے ہاں یہ نوافل واجب ہیں۔

(حجۃ الوداع، ۹۱)

لہذا ان کی ادائیگی نماز فجر اور عصر کے بعد بھی ہو سکتی ہے کیونکہ ان اوقات میں نفل نماز ممنوع ہے واجب و لازم نماز کی ادائیگی ان میں جائز ہوتی ہے یہی وجہ ہے ان میں قضا نماز، جنازہ اور سجدہ تلاوت کیا جا سکتا ہے۔

حضور کا عمل

ایک موقعہ پر خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کے بعد طواف فرمایا اور دو نوافل ادا فرمائے حضرت ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

طاف بعد العصر فصلی رکعتین — عصر کے بعد طواف فرمایا اور نوافل ادا کیے۔

(القریٰ، ۳۲۱)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کعبہ شریف پر ہاتھ رکھ کر فرمایا جو مجھے جانتا ہے فبہا جو نہیں جانتا وہ جان لے میرا نام جندب ہے اور میں صحابی رسول ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا مکہ کے علاوہ عصر و فجر کے بعد نماز نہ ادا کی جائے۔ (اخرجہ الشافعی والبیہقی)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی کو کسی وقت بھی بیت اللہ کے طواف سے منع نہ کرو۔

ویصلی ایۃ ساعۃ شاء من لیل او نہار	اور جس وقت رات دن میں نماز ادا کرنا چاہیے کرے۔

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

اس سے مراد طواف کے نوافل ہیں۔

حجر اسود کا استلام

مقام ابراہیم پر ادائیگی نوافل کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کا استلام فرمایا حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے۔

وصلی رکعتین ثم عاد الی الحجر فاستلمہ (مسند احمد)	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعات نفل ادا فرمائے اس کے بعد پھر آپ نے حجر اسود کا استلام فرمایا۔

مسلم کے الفاظ ہیں نوافل کے بعد

ثم رجع الی الرکن فاستلمہ (المسلم، کتاب الحج)	پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجر اسود کی طرف لوٹے اور اس کا استلام فرمایا۔

چشمۂ زمزم پر

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چشمہ زمزم پر تشریف لائے

فشرب منها ثم صب علی رأسه
زمزم نوش فرمایا اور سرِ اقدس پر بھی ڈالا۔

(مسند احمد)

حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادائیگی نوافل کے بعد حجر اسود کا استلام فرمایا۔ اس کے بعد

ذھب الی زمزم فشرب منها فصب منها علی رأسه
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمزم پر تشریف لائے اسے نوش فرمایا اور سرِ اقدس پر بھی ڈالا۔

(مرقاۃ المفاتیح، ۵:۴۲۷)

پھر حجر اسود کا استلام

زمزم نوش فرمانے کے بعد پھر حجر اسود کا استلام فرمایا۔
مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہے مقام ابراہیم پر نوافل اور زمزم نوش فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ثم رجع الی الرکن فاستلمه
حجر اسود کی طرف تشریف لائے اور اس کا استلام فرمایا

(المسلم، کتاب الحج)

علماء امت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس معمول کے پیش نظر لکھا ہے کہ جیسے طواف کی ابتدا حجر اسود کے استلام سے کی جاتی ہے اسی طرح صفا و مروہ کی سعی کی ابتدا بھی اسی کے استلام سے

سے کرنی چاہیے لہذا ہر وہ طواف جس کے بعد سعی ہو اس میں سعی سے پہلے استلام کرنا چاہیئے امام مرغینانی لکھتے ہیں۔

ان کل طواف بعدہ سعی یستحب فیہ الاستلام لان الطواف لما یفتتح بالاستلام فکذا السعی بہ ایضًا (الھدایہ)	ہر وہ طواف جس کے بعد سعی ہو اس میں استلام مستحب ہے، کیونکہ جس طرح طواف کا افتتاح استلام حجر سے کیا جاتا ہے اسی طرح سعی کی ابتدا بھی اس سے کی جانی چاہیئے۔

صفا کی طرف

حجر اسود کے استلام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب صفا سے صفا (پہاڑی) کی طرف سعی کے لیے چلے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے قریب پہنچے تو یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ (البقرہ)	صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

اور فرمایا ہم اس پہاڑی سے سعی کی ابتدا کریں گے جس کا ذکر ہمارے رب نے پہلے فرمایا ہے یعنی صفا سے سعی کی ابتدا کریں گے اسی لئے فقہا ائمہ اربعہ نے فرمایا۔

البدایۃ بالصفا واجب	سعی کی ابتدا صفا سے کرنا واجب ہے۔

اگر کسی نے سعی مروہ سے شروع کی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

صفا پر عروج

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفا (پہاڑی) کے اوپر تشریف لے گئے۔

حتی رأی البیت — یہاں تک کہ بیت اللہ دکھائی دینے لگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کی طرف رخ کیا اللہ تعالے کی توحید اور بڑھائی بیان کرتے ہوئے یہ کلمات تین دفعہ پڑھے۔

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے،
شریک لہ، لہ الملک	اس کا ذات وصفات میں
ولہ الحمد وھو علی	ہرگز کوئی شریک نہیں سلطنت
کل شئ قدیر، لا الٰہ	اسی کی ہے، اسی کے لئے حمد
الا اللّٰہ انجز وعدہ و	ہے اور وہ ہر شئ پر قادر ہے
نصر عبدہ و ھزم	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس
الاحزاب وحدہ ثم دعا	نے اپنا وعدہ پورا فرمادیا، اپنے
	بندے کی مدد فرمائی تمام لشکروں
	کو اس نے تنہا شکست دیدی
	پھر دعا مانگی۔

ہاتھ اٹھا کر دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوئے تو صفا کی پہاڑی کی طرف تشریف لائے

فعلا علیہ حتی نظر الی البیت ورفع یدیہ فجعل یحمد اللہ و یدعو ماشاء اللہ ان یدعو	اس پر چڑھے حتی کہ بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور مشیت الٰہی کے مطابق دُعا کی۔
(المسلم، کتاب الحج)	

مروہ کی طرف

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صفا سے اتر کر مروہ کی طرف روانہ ہوئے۔

حتی اذا انصبت قدماہ رمل فی بطن الوادی حتی اذا صعد مشی	جب آپ پست جگہ پر آئے تو درمیانی چال دوڑے حتی کہ جب بلند جگہ آئی تو آرام سے چلے۔
(مسند احمد، ۳۲۰:۳)	

حضرت حبیبہ بنت ابی تجراۃ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

وھو یسعی یدور بہ ازارہ من شدۃ السعی	آپ سعی فرما رہے تھے اور شدت سعی کی وجہ سے مبارک تہبند اڑ رہا تھا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ سے فرما رہے تھے صفا و مروہ کے درمیان

اسعوا ان اللہ کتب علیکم السعی۔ (مسند احمد، ٦: ٤٢١) — سعی کیا کرو اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی لازم کردی ہے۔

صحابہ کے ذہن میں یہ بات بار بار آرہی تھی کہ ان پہاڑوں پر کفار نے بت رکھے ہوئے تھے اور وہ یہاں سعی کرتے تھے ہمیں یہاں سعی نہیں کرنی چاہیئے اس لئے آپ نے فرمایا یہ پہاڑیاں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں تم یہاں سعی کیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ام ولد شیبہ بن عثمان سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے اور یہ فرماتے ہوئے سنا۔

لا یقطع الا بطح الا شداً (النسائی، کتاب المناسک) — پست اور سنگریزوں والا حصہ تیزی سے طے کیا جائے۔

نوٹ:۔ آج کل دوڑنے کی جگہ پست نہیں بلکہ برابر ہے وہاں سبز لائٹ کے نشان ہیں ان کے درمیان مرد حضرات درمیانی چال دوڑیں لیکن خواتین وہاں بھی آرام سے چلیں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بعض خواتین کو دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تمہیں ہمارا طریقہ نہیں آتا۔

لیس علیکن سعی (القریٰ، ٣٧٠) — تمہارے لیے دوڑنا سنت نہیں ہے۔

سعی اور اضطباع

روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صفا و مروہ میں سعی فرمائی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حالتِ اضطباع میں تھے بنو یعلی بن امیہ میں سے بعض نے بیان کیا ہے

رأيت النبي صلى الله عليه وآلہ وسلم مضطبعًا بين الصفا والمروة بيرد نجرانی	مَیں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا و مروہ میں حالتِ اضطباع میں سعی کرتے ہوئے دیکھا۔

(مسند احمد، ۴ : ۲۲۳)

اس روایت کو حافظ ابن کثیر نے "البدایہ" میں اور شیخ محب الدین طبری نے "القریٰ" میں نقل کیا ہے، شیخ طبری نے اس کے بعد لکھا۔

وهو سنة عند نافى الطواف وكذا فى السعى على المشهور (القریٰ، ۳۷۳)	اضطباع، طواف میں سنت ہے اور مشہور یہی ہے کہ سعی میں بھی سنت ہے۔

عظیم محدث امام نووی مسئلہ اضطباع کی تفصیل میں لکھتے ہیں جب آدمی طواف سے فارغ ہو جائے تو

ازال الاضطباع وصلى	اضطباع ختم کر کے نماز ادا کرے

اور جب نماز سے فارغ ہو جائے

اعاد الاضطباع وسعى مضطبعًا	تو دوبارہ اضطباع کر کے صفا و مروہ میں سعی کرے۔

(کتاب الایضاح، ۲۳۲)

مروہ پر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مروہ پہاڑی تک پہنچے تو اس کے

اوپر چڑھے حتیٰ کہ بیت اللہ نظر آنے لگا قبلہ کی طرف رخ فرمایا

فقال علیہا کما قال علی الصفا — اس طرح حمد و دعا کی جیسے صفا پر کی تھی۔

سعی کے درمیان دُعا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا جاتے ہوئے یہ دو دُعائیں بھی منقول ہیں جو نہایت مختصر ہیں۔

۱۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دورانِ سعی یہ دُعا پڑھا کرتے

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاهْدِنِی السَّبِیْلَ الْاَقْوَمَ — اے میرے رب معاف فرما دے، رحم فرما اور مجھے سیدھے اور صحیح راہ پر استقامت عطا فرما

۲۔ بنو نوفل قبیلہ کی ایک صحابیہ کا بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان یہ دُعا مانگی۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ (القرٰی لقاصد ام القری، ۳۶۸) — اے میرے رب معاف فرما اور رحم فرما بلاشبہ تیری ذاتِ اقدس نہایت ہی عزت والی اور بزرگ و برتر ہے

واضح رہے آج کل صفا سے کعبہ نظر آتا ہے مگر مروہ کے آگے تعمیرات کی وجہ سے کعبہ نظر نہیں آتا تو وہاں کعبہ کی طرف رخ کر لینا ہی کافی ہوگا۔

مروہ پر اعلان

سعی کا اختتام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مروہ پر کیا اور اعلان فرمایا جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ عمرہ مکمل ہوتے ہی احرام کھول دے اور پھر حج کے لئے آٹھ ذوالحج کو مکہ سے احرام باندھ لے اور جن کے ساتھ قربانی ہے وہ عمرہ کے بعد احرام نہ کھولیں بلکہ اسی احرام سے حج کریں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے جب ہم نے طواف اور سعی مکمل کر لی

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یحل منا من لم یکن معہ ھدی	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا جس کے ساتھ قربانی نہیں وہ احرام کھول دے۔

چونکہ دورِ جاہلیت سے یہ بات چلی آرہی تھی کہ حج کے دنوں میں عمرہ کی ادائیگی گناہ ہے اس لئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہمارے لیے ہر شی حلال ہو جائے گی فرمایا جب تم پر احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں تو

الحل کلہ	تو ہر شی حلال ہو جائے گی۔

ایک روایت میں ہے فرمایا تم عالت حلال میں رہو۔

حتی اذا کان یوم الترویۃ	حتی کہ ترویہ کا دن (آٹھ ذوالحج)
فاھلوا بالحج	آجائے تو تم حج کا احرام باندھو

اب صحابہ کے ذہن میں یہ بات آرہی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو احرام کھول نہیں رہے ہم آپ سے پہلے احرام کیسے کھول لیں کیونکہ ان اہلِ محبت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کوئی کام کرنا نہایت دشوار تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے صحابہ

انی لو استقبلت من امری ما استدبرت لم اسق الھدی وجعلتھا عمرۃ	اگر بعد میں معلوم ہونے والی بات مجھے پہلے معلوم ہو جاتی تو میں ساتھ قربانی نہ لاتا۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں

ولولا ان معی الھدی لاحللت	اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول دیتا۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ فرمانے کی دیر تھی۔

فحل الناس کلھم وقصروا الا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن کان معہ ھدی	تو تمام لوگوں نے احرام کھول کر حجامت کروالی البتہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جن صحابہ کے ساتھ ھدی تھی انہوں نے احرام کو جاری رکھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے بیویوں سے فائدہ اٹھایا خوشبو لگائی، لباس پہن لیا حالانکہ

لیس بیننا وبین عرفۃ الا اربع لیال	ہمارے اور یوم عرفہ کے درمیان صرف چار راتیں باقی تھیں

(المسلم، کتاب الحج)

احرام کھولنے والوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات بھی تھیں کیونکہ ان کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے بخاری ومسلم میں ہے۔

ونساءہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یسقن فاحللن	چونکہ امہات المومنین نے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے اس لیے

انہوں نے بھی احرام کھول دیا۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس وجہ سے احرام کھول دیا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

احرام نہ کھولنے والے

احرام نہ کھولنے والوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ (حجۃ الوداع، ۸۹)

یہ اجازت تاقیامت ہے

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ اعلان فرمایا کہ جن کے ساتھ ھدی نہیں وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں تو صحابی رسول حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ تعالےٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو آپ نے حج کے ساتھ عمرہ کی اجازت دی ہے

العامنا ھذا ام للابد ؟ یہ صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے ؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مبارک دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں اور فرمایا یہ صرف اسی سال کے لئے نہیں

بل للابد ابدا بلکہ اجازت ہمیشہ کے لیے ہے

اسی روایت کے تحت امام زرقانی جمہور علما سے اس روایت کا معنی نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

معنی الحدیث جواز فعل العمرة فی اشهر الحج الی یوم القیامة وان القصد ابطال زعم الجاهلیة منع ذلك	حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں تا قیامت عمرہ کی ادائیگی جائز ہے اور مقصد دورِ جاہلیت کا بطلان اور رد ہے۔

(زرقانی، ۱۱: ۳۸۸)

نوٹ:۔ صفا و مروہ کے درمیان یہ سعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے طواف کی طرح پیدل ہی فرمائی تھی۔

مقام ابطح کی طرف روانگی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے عمرہ سے فارغ ہوئے اور مقام ابطح (وادی محصب) پر قیام کے لیے روانہ ہو گئے، تمام صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے، نماز ظہر آپ نے وہاں جاکر ادا فرمائی اس کا دوسرا نام بطحا بھی ہے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالھاجرة الی البطحاء فتوضاء وصلی الظھر رکعتین وبین یدیه عنزة	زوال سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام بطحا کی طرف تشریف لے گئے، وہاں وضو فرما کر نمازِ ظہر دو رکعت ادا فرمائی آپ کے سامنے نیزہ بطور سترہ گاڑھا ہوا تھا۔

(مسند احمد، ۴: ۳۰۹)

سُرخ خیمہ میں قیام

وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام خیمہ میں تھا جس کا رنگ سُرخ تھا امام صالحی لکھتے ہیں۔

ثم سار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والناس معہ حتی نزل الابطح شرقی مکۃ فی قبۃ حمرا من آدم	پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے تمام لوگ آپ کے ساتھ تھے حتی کہ مکہ کے جانب مشرق مقام ابطح پر چمڑا کے سرخ رنگ کے خیمہ میں قیام پذیر ہوتے۔
(سبیل الہدٰی، ۸: ۴۶۷)	

یہ جگہ اس وقت شہر مکہ سے باہر مشرق کی جانب تھی شیخ خالد ابو صالح اس مقام کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

موضع خارج مکۃ وھو متصل بالمحصب	یہ مکہ سے باہر وادی محصب سے متصل مقام ہے۔
(حاشیہ علی حجۃ الوداع، ۲۱۷)	

صحابہ کی محبت کا ایک حسین منظر

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں ابطح کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی انہوں نے اذان میں دائیں بائیں مُنہ بھی پھیرا جس جگہ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت کروانی تھی اس کے سامنے انہوں نے بطور سترہ نیزہ گاڑھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

فخرج بلال بفضل وضوئه	حبیب بلال خیمہ سے باہر آئے تو ان کے ہاتھوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو سے بچا ہوا پانی تھا۔

جیسے ہی صحابہ نے وہ مقدس پانی دیکھا۔

فقام الناس فجعلوا یاخذون بیده فیمسحون بها وجوههم	تو تمام نے وہ پانی ہاتھوں میں لے کر اپنے چہروں پر سجانا شروع کر دیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھانے کے لئے خیمہ سے باہر تشریف لائے آپ نے سرخ دھاری دار چادر اوڑھ رکھی تھی میں نے آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ مبارک پکڑا۔

فوضعتها على وجهي فاذا هو ابرد من الثلج واطيب ريحا من المسك	تو میں نے بھی اُسے اپنے چہرے پر ملا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

اس موقعہ پر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک پنڈلیاں دیکھنے کا شرف ملا جو کبھی بھولتا ہی نہیں، صورتِ حال یہ ہے

كانى انظر الى بريق ساقيه (البخاری، ۱ : ۵۰۲)	میں اب بھی ان کی چمک دمک کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔

یمن سے حضرت علی کی آمد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد بن ولید کے بعد یمن کا امیر بنا کر بھیجا ہوا تھا وہاں سے وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور دیگر ساتھیوں سمیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ پہنچے ان کی ملاقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی مقام ابطح میں ہی ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ قربانی لائے تھے جبکہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی نہ تھی۔

جو نیت رسول اللہ کی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے پوچھا علی۔

بما اھلت؟ — احرام کے وقت کیا نیت کی تھی؟

عرض کیا یا رسول اللہ میں نے یہ نیت کی تھی۔

بما اھل به النبی صلی اللہ علیه وسلم — جو نیت میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہے وہی میری ہے۔

(البخاری، ۱: ۲۱۱)

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں یمن سے حج کے لیے آیا تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام بطحاء میں

تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا ابوموسیٰ

بما اھلت ؟	کس کا احرام باندھا تھا ؟

عمرہ کا یا حج کا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے یوں نیت کی تھی۔

اھلت کاھلال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	میں اسی کا احرام باندھ رہا ہوں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باندھا
(البخاری، ۱: ۲۱۱)	

چونکہ میرے ساتھ قربانی نہ تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا طواف وسعی کر کے احرام کھول دو۔

حضرت علی اور سیدہ عالم

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے جب میں حج کے لئے پہنچا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی تو دیکھا انہوں نے احرام کھول دیا ہے میں نے کہا تم نے یہ کیا کیا ؟ انہوں نے بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے تمام لوگوں کو حکم دیا ہے جن کے پاس قربانی نہ تھی کہ وہ احرام کھول دیں اس لیئے میں نے بھی احرام کھول دیا ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کی تصدیق فرمائی، مجھے فرمایا چونکہ تمہارے پاس ھدی ہے اس لئے تم عمرہ کر کے احرام نہ کھولو بلکہ اسی احرام سے حج بھی ادا کرو

(المواہب مع زرقانی، ۱۱: ۳۹۳)

قیام کی مدت

مقام البطح میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتوار کا بقیہ حصہ، پیر، منگل بدھ اور اگلی رات وہاں بسر فرمائی گویا مکہ میں منیٰ جانے سے پہلے آپ کا قیام چار دن رہا، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتوار کی ظہر سے لے کر جمعرات کی فجر تک بیس نمازیں ادا فرمائیں اور انہیں قصر فرمایا

ان دنوں حرم کعبہ تشریف آوری

اس قیام کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم کعبہ تشریف لائے یا نہیں ؟ اس بارے میں اگرچہ اختلاف ہے شیخ ابن قیم اور حافظ ابن کثیر وغیرہ کی رائے یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم کعبہ تشریف نہیں لائے لیکن دیگر علماء کی رائے یہ ہے آپ تشریف لاتے رہے یہ دوسری رائے ہی مختار ہے کیونکہ بعض شواہد ایسے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ان دنوں حرم کعبہ میں آپ کی تشریف آوری ہوئی۔

۱۔ سات ذوالحج کا خطبہ

یہ بات مسلمہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات ذوالحج کو خطبہ دیا جس میں منیٰ روانگی سے لوگوں کو آگاہ فرمایا یہ خطبہ مکہ میں ہوا نہ کہ مکہ سے باہر کیونکہ طبقات ابن سعد میں ہے

فلما کان قبل یوم الترویة	یوم ترویہ (آٹھ ذوالحج) پہلے سات
بیوم خطب بمکة بعد الظهر	ذوالحج کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ

(الطبقات، ۲:۱۷۳) مکہ میں خطبہ دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے سات ذوالحج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خطب الناس وامرھم بمناسکھم

نے لوگوں کو خطبہ دیا اور مناسک کی تعلیم دی

(السنن الکبریٰ، ۵:۱۱۱)

اور یہ خطبہ مسجد حرام میں ہی تھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب وظھرہ الی الملتزم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو آپ پشت مبارک مقام ملتزم کی طرف تھی۔

(القریٰ، ۳۷۶ بحوالہ مسند احمد)

اس خطبہ میں یہ بھی تعلیم تھی ہر آدمی تم میں سے یہ کوشش کرے۔

ان یصلی الظھر بمنیٰ من یوم الترویۃ

آٹھ ذوالحج کی ظہر کی نماز منیٰ میں ادا کرے۔

(القریٰ، ۳۷۵)

انہی سے دوسری روایت کے یہ الفاظ منقول ہیں اس حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اخذ بحلقۃ باب الکعبۃ ثم اقبل بوجھہ علی الناس فقال یامعشر المسلمین ان من اشراط القیامۃ

بیت اللہ کا دروازہ پکڑا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے مسلمانو! درج ذیل چیزیں قیامت کی علامات ہیں۔ نماز ضائع کرنا، شہوات کی پیروی

امانة الصلاة واتباع الشهوات وتكون امراء خونة ووزراء فسقة	اور حکمرانوں کا خائن وظالم ہونا۔ اور وزراء کا فاسق وفاجر ہونا۔

(تحفۃ الوداع ، ۹۱)

خود حافظ ابن کثیر نے ایک مقام پر ساتویں دِن خطبہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

روی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطب قبل ھذا الیوم ویقال للذی قبلہ فیما رأیتہ فی بعض التعالیق یوم الزینة لانہ یزین فیہ البدن بالجلال	یہ بات منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ ذوالحج سے پہلے دن خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس دن کو "یوم زینت" کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں قربانیوں کو مزین کیا جاتا تھا۔

(البدایہ، باب حجۃ الوداع)

اسی وجہ سے جمہور علماء کی رائے ہے کہ سات ذوالحج کو امیر حج خطبہ دے اور یہ خطبہ دینا سنت ہے

۲۔ بیت اللہ کا طواف

شیخ محب الدین طبری نے "السیرۃ لملا" کے حوالے سے نقل کیا ہے جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اس دن۔

طاف بالبیت اسبوعًا (القریٰ، ۷۷۳)
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیت اللہ کا طواف فرمایا۔

یہ شواہد واضح کر دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان دنوں حرم کعبہ تشریف لاتے تھے۔

مکہ سے منیٰ روانگی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آٹھ ذوالحج (یوم الترویہ) بروز جمعرات فجر کی نماز مقام ابطح میں ادا فرمائی، جن لوگوں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا انہوں نے یہیں سے حج کا احرام باندھ لیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔

واھللنا من الابطح (المسلم، کتاب الحج)
ہم نے مقام ابطح سے احرام باندھا

چاشت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ سے منیٰ روانہ ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سواری لے کر اٹھی تو آپ نے بلند آواز سے تلبیہ شروع فرمایا۔

حضرت بلال کی خدمت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ہمیں صحابہ نے بتایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اٹھ ذوالحج کو منیٰ روانہ ہوئے تو

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے ایک جانب حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔

علیہ ثوب یظلل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	جس پر کپڑا تھا جس کے ذریعے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کر رہے تھے۔

(البدایہ، باب حجۃ الوداع)

تاکہ دھوپ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محفوظ رہیں۔

ظہر کی نماز منیٰ میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ ذوالحج کی نماز ظہر منیٰ میں ادا فرمائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

صلی الظہر یوم الترویۃ بمنیٰ وصلی الغداۃ یوم عرفۃ بہا	آٹھ ذوالحج کی نماز ظہر اور نو ذوالحج کی نماز فجر منیٰ میں ادا کیں۔

(مسند احمد، ۱ : ۲۹۷)

رات منیٰ میں

مذکورہ روایت سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ ذوالحج کی ظہر کی نماز سے نو ذوالحج کی فجر کی نماز تک پانچ نمازیں منیٰ میں ادا فرمائیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے جب آٹھ ذوالحج کا دن آیا تو ہم لوگ حج کا احرام باندھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منیٰ روانہ ہوئے۔

فصلی بہا الظہر والعصر والمغرب والعشاء والفجر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز پڑھائی۔

یاد رہے یہ جمعہ کی رات تھی

نو ذوالحج کو عرفات روانگی

نو ذوالحج جمعۃ المبارک کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی نماز منیٰ میں ادا فرمائی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں کو اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہنے کا حکم دیا اور پھر ان کلمات سے اللہ تعالےٰ کی بڑھائی بیان کی۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد

اللہ سب سے بلند ہے اللہ سب سے بزرگ برتر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام حمد اللہ کے لیئے ہے۔

اور یہ تکبیر ہر نماز کے بعد ایامِ تشریق کے آخری دن عصر کے بعد تک جاری رہی۔ (کتاب الدعوت للبیہقی)

طلوعِ آفتاب کے بعد روانگی

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منیٰ میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو گیا، فرمایا عرفات کے پاس مقامِ نمرہ میں میرے لئے خیمہ لگاؤ، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میدان عرفات کی طرف روانہ ہوئے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس روانگی کا منظر یوں بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ منیٰ سے عرفات روانہ ہوئے۔

منا الملبی و منا المکبر فاما نحن فنکبر	ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور کچھ تکبیر اور ہم تکبیر کہہ رہے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے۔

یہل المہل فلا ینکر علیہ و یکبر المکبر فلا ینکر علیہ (البخاری، کتاب الحج)	تلبیہ پڑھنے والے نے تلبیہ پڑھا اسے کسی نے منع نہ کیا اور تکبیر کہنے والے نے تکبیر کہی اسے بھی کسی نے منع نہ کیا۔

ابن سعد کے الفاظ ہیں:

وھو یسمع ذلک ولا ینکر علی ھؤلاء ولا علی ھؤلاء	آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دونوں کو سماعت فرمانے کے باوجود کسی کو منع نہیں فرمایا۔

طریق ضب پر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات کی طرف ضب کے راستہ پر تشریف لے گئے اور واپسی مازمین کے راستہ سے ہوئی، ضب اس پہاڑ کا نام ہے جو مسجد خیف کے پاس سے شروع ہوتا ہے اس راستہ کی نشاندہی کرتے ہوئے شیخ عبدالفتاح حسین لکھتے ہیں۔

وھذہ الطریق اذا سلکہا	جب اس راستہ پر عرفات
الی عرفات یکون مسجد	کی طرف چلو تو مسجد مزدلفہ تمہارے
مزدلفۃ علی یسارہ والآن	بائیں ہاتھ ہو جاتی ہے اب
فی وقت الحج تسلکہا السیارات	حج کے موقعہ پر عرفات جانے
فی صعودھا الی عرفات	کے لئے اسی راستہ پر گاڑیاں چلتی ہیں۔

اسی طرح مازمین کے بارے میں کہتے ہیں اب یہ پہاڑ اخشبین کے نام سے مشہور ہیں عرفہ اور مزدلفہ کے درمیان واقع ہیں۔

وھذہ الطریق اذا سلکہا	جب اس راستہ پر عرفات کی
الصاعد الی عرفات صار	طرف چڑھو تو مسجد مزدلفہ تمہارے
مسجد مزدلفۃ علی یمینہ	دائیں طرف آئے گی پھر یہ راستہ
ثم یسیر بین المازمین	مازمین کے درمیان سے گزرتا
(الافصاح علی مسائل الایضاح، ۲۷۱)	ہے۔

یومِ عرفہ کا مقام

وقوفِ عرفات کے دن کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے چونکہ اس دن حج کا سب سے بڑا اور اہم رکن ادا کیا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اسے بلند مقام اور فضیلت عطا فرما رکھی ہے اس حوالے سے کچھ چیزیں پڑھ لیں تاکہ اس دن کی قدر و اہمیت ذہن میں آشکار ہو جائے اور اس میں بجائے گپیں مارنے کے اپنے رب کو منانے کی کوشش کریں اور عہد کر لیں آئندہ اس کے تعلق بندگی میں رشتہ مضبوط کرنے کی کوشش کریں گے۔

۱۔ دوزخ سے سب سے زیادہ آزادی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مامن یوم اکثر ان یعتق	عرفہ کے دن سے بڑھ کر کسی
اللہ فیہ عبدا من النار	دن میں اللہ تعالےٰ دوزخ سے
من یوم عرفۃ	لوگوں کو آزاد نہیں فرماتا

اور اپنا قرب عطا فرماتے ہوئے ملائکہ میں فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ (المسلم، النسائی)

۲۔ ملائکہ میں فخر

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ باھی ملائکتہ باھل عرفۃ عامۃً وباھی بعمر بن الخطاب خاصۃً	اللہ تعالے اہل عرفہ پر عموماً اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خصوصاً ملائکہ میں فخر فرماتا ہے۔

(القری، ۴۰۷)

۳۔ شیطان کا سب سے زیادہ جلنا اور رونا

حضرت طلحہ بن عبداللہ بن کریز رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یوم بدر کے بعد یوم عرفہ کے موقعہ پر شیطان جسقدر ذلیل، رسوا، حقیر جلنا اور چلاتا ہے اسقدر کسی اور دن میں نہیں اس کی وجہ یہ بیان فرمائی

یری من تنزل الرحمۃ و تجاوز اللہ عن الذنوب العظام	وہ رحمتوں کا نزول اور بڑے بڑے گناہوں پر معافی ملتے ہوئے دیکھتا ہے۔

عرض کیا گیا یوم بدر پر زیادہ کیوں رویا؛ فرمایا اس کی وجہ یہ تھی۔

انہ رأی جبریل یزع الملائکۃ	اس نے جبریل امین کو ملائکہ کی صفیں درست کرواتے ہوئے دیکھا

(موطا۔)

۴۔ گناہ معاف کر دیئے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب یوم عرفہ کا پچھلا پہر شروع ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ آسمان دنیا پر اپنے شایانِ شان جلوہ افروز ہو کر فرماتے ہیں ملائکہ ان لوگوں کو دیکھو جو میری خاطر غبار آلود ہیں۔ تم گواہ ہو جاؤ۔

انی قد غفرت لھم ذنوبھم — میں نے ان کے گناہ معاف فرما دیئے۔

(القِریٰ، ۴۰۷ بحوالہ شرح السنۃ للبغوی)

مزدلفہ سے آگے

قریش بطور تفاخر مزدلفہ سے آگے نہیں جایا کرتے تھے اور دوسرے لوگ عرفات جاتے تھے ان کے ذہن میں یہ تھا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات نہیں فقط مزدلفہ تک ہی جائیں گے لیکن مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نے یہ حکم دیا۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ — تم وہاں سے واپس پلٹو یہاں سے دوسرے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگو

(البقرہ، ۱۹۹)

یہاں لوگوں سے مراد عام لوگ نہیں بلکہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور دیگر انبیاء مراد ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

فاجاز رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی اتی عرفۃ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدلفہ سے گزر کر عرفات تشریف لے گئے

یاد رہے دورِ جاہلیت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف کرتے اگرچہ باقی قریش مزدلفہ تک ہی جاتے اور کہتے ہم اللہ تعالے کے پڑوسی ہیں ہم حرم سے باہر نہیں جائیں گے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے دورِ جاہلیت میں ایک دفعہ میرا حمار گم ہوگیا میں اس کی تلاش میں عرفات گیا تو

فرأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم واقفا بعرفات مع الناس فلما اسلمت عرفت ان اللّٰہ وفقہ لذلک (المواہب اللدنیہ، ۱: ۲۹۶)	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں لوگوں کے ساتھ وقوف کرتے ہوئے دیکھا جب بعد میں مسلمان ہوا تو معلوم ہوا اللہ تعالے نے اسی جگہ کو مقامِ وقوف بنایا ہے۔

مقام نمرہ پر

پیچھے گزر چکا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقامِ نمرہ پر خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا تھا آپ کے حکم کے مطابق وہاں خیمہ نصب تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

فوجد القبۃ قد ضربت لہ بنمرۃ فنزل بہا	مقامِ نمرہ میں آپ کے لیے خیمہ نصب تھا اس میں آپ جلوہ افروز ہوئے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح جلدی منیٰ سے روانہ ہو کر عرفات تشریف لائے

فنزل بنمرۃ (ابوداؤد، باب الخروج الی عرفۃ) — مقام نمرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔

صحابہ کا معمول

اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دخولِ عرفات کے لیے غسل فرمانا مطالعہ میں نہیں آیا مگر صحابہ کرام کا معمول ضرور ملتا ہے کہ وہ جیسے دخولِ مکہ کے لئے غسل کرتے اسی طرح وقوفِ عرفات کے لیے غسل کیا کرتے۔

۱۔ حضرت حارث بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

یغتسل بعرفات وھو مھل (القریٰ، ۳۹۵) — جب حالتِ احرام میں عرفات جاتے تو غسل کرتے

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے

کان یغتسل اذا راح الی الموقف — جب وہ وقوف کے لئے روانہ ہوتے تو غسل کرتے

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں۔

اغتسل تحت الاراک حین راح الی عرفۃ (سنن سعید بن منصور) — انہوں نے پیلو کے نیچے عرفات جانے کے لئے غسل کیا۔

عظیم ماہر حدیث امام نووی حجاج کی رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے

ہیں سنت یہ ہے کہ سورج ڈھلنے تک مقامِ نمرہ میں قیام کیا جائے اور جب سورج ڈھل جائے۔

یغتسلوا بہا للوقوف — تو وقوف کے لیئے حجاج غسل کرلیں۔

(کتاب الایضاح، ۲۷۲)

آگے چل کر وقوفِ عرفات کے اداب وسنن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ان میں سے

احدھا ان یغتسل بنمرۃ للوقوف — ایک یہ ہے کہ وقوفِ عرفات کے لیئے غسل کیا جائے۔

(کتاب الایضاح، ۲۸۱)

غالب گمان یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسے کرتے دیکھا ہے، امام محب الدین طبری نے باقاعدہ "باب ماجاء فی الغسل للوقوف" (وقوفِ عرفات کے لیئے غسل کا بیان) قائم فرمایا ہے۔

نوٹ۔ آج کل ہمیں منیٰ سے ہی غسل کرلینا چاہیئے وہاں معقول انتظام ہے عرفات میں غسل کا کوئی انتظام نہیں۔

مسجدِ نمرہ

بعد میں اس مقام پر مسجد کی تعمیر ہوئی جو آج بھی مقامِ عرفات میں مسجد نمرہ کے نام سے مشہور ہے اس کا کچھ حصہ عرفات سے باہر اور کچھ حصہ عرفات کے اندر ہے مسجد کے اندر حدودِ عرفات کی تختیاں لگی ہوئیں ہیں دونوں حصوں میں نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

جب سورج ڈھل گیا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نوذوالحج کو جب زوال کا وقت ختم ہونے لگا، سورج ڈھل گیا

امر بالقصواء فرحلت لہ	تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصواء اونٹنی لانے کا حکم دیا جو تیار کر کے پیش کر دی گئی۔

بطن وادی میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر بطن وادی میں تشریف لائے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا اس مقام کی نشاندہی اہلِ علم نے یوں کی ہے کہ مسجد نمرہ کی یہاں سے ابتدا ہوتی ہے یہی وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور ظہر و عصر کی نماز اکٹھی پڑھائیں شیخ عبداللہ بن جاسر مفید الانام میں لکھتے ہیں۔

ان جمیع المسجد یعنی مسجد نمرۃ لیس من عرفۃ یقال ان صدر هذا المسجد کانت نهایته فی المحل الذی خطب	مسجد نمرہ تمام کی تمام عرفات میں نہیں ہے منقول یہ ہے کہ اس کی ابتدائی دیوار وبنا اس مقام پر ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن

فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم الخطبة البليغة وصلى فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم عرفة صلاة الظهر والعصر جمع تقديم وذلك في حجة الوداع سنة عشر من الهجرة النبوية (الاقصاح، ۲۷۶)	دس ہجری کو عظیم خطبہ ارشاد فرمایا اور نماز ظہر و عصر دونوں کو بوقت ظہر اکٹھا ادا کیا تھا۔

یہاں کا وقوف درست نہیں

یہاں آپ نماز ادا کر سکتے ہیں مگر اس مقام پر وقوف درست نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

كل عرفة موقف الا بطن عرنة	وادی عرفہ کے علاوہ تمام عرفات جائے وقوف ہے۔

(الطبقات، ۲: ۱۷۳)

اس لیے تمام امت کا اتفاق ہے کہ یہاں پر ٹھہرنا وقوفِ عرفہ شمار نہیں ہوگا آج کل اس مقام کے اردگرد تار لگا دیئے گئے ہیں تاکہ وہاں کوئی وقوف ہی نہ کرسکے۔

سواری پر خطاب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری پر ہی خطاب فرمایا حضرت خالد بن عداء بن ہوذہ رضی اللہ عنہ سے ہے

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخطب الناس یوم عرفۃ علی بعیر قائمًا فی الرکابین	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرفہ کے دن دیکھا لوگوں کو سواری پر خطبہ اس حال میں دے رہے ہے کہ آپ کے مبارک پاؤں رکابوں میں تھے

حضرت جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

خطب علی ناقتہ القصواء	اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضرت نبیط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ عرفات میں

علی بعیر احمر یخطب (ابوداؤد، کتاب المناسک)	سُرخ اُونٹ پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے ہے مجھے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں اس وقت بھیجا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات میں تھے میں پہنچ کر آپ کی اونٹنی کے نیچے اس طرح کھڑا ہوگیا کہ

ان لعابہا لیقع علی راسی فسمعتہ یقول ایہا الناس	اس کا لعاب میرے سر پر گر رہا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سُنا۔
(الترمذی، کتاب الوصایا)	

تاقیامت انسانیت کے لیے کامل ہدایات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس موقعہ پر بڑا تفصیلی خطاب فرمایا جو آپ کی تمام تعلیمات کا نچوڑ اور روح ہے اس میں نجی زندگی سے لے کر بین الاقوامی معاملات کے لئے بنیادی اصول طے فرما دیئے آج انسانیت کے احترام کا ڈھنڈورا پیٹنے والے اس سے رائی کے دانہ کے برابر آگے نہ بڑھ سکے بلکہ جس نے بھی کوئی خیر حاصل کی ہے وہ اسی خطبہ سے ہے۔ خاص طور پر حاجی صاحبان اسے اس مقام پر پڑھیں یہاں پر ارشاد فرمایا گیا تھا اور عہد کریں ہم تمام زندگی اس کے مطابق بسر کرنے کی مسلسل کوشش وجدوجہد کریں گے۔ آیئے اس کے مطالعہ کا شرف پایئے۔

خُطبَۃ حَجَّۃِ الوَدَاع

أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا قَوْلِي. فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَلْقَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هٰذَا بِهٰذَا الْمَوْقِفِ أَبَدًا. أَيُّهَا النَّاسُ. إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَكَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَإِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ. وَقَدْ بَلَّغْتُ فَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلَى مَنِ ائْتَمَنَهُ عَلَيْهَا. وَإِنَّ كُلَّ رِبًا مَوْضُوعٌ. وَلٰكِنْ لَكُمْ رُءُوسُ

خُطبہ حجۃ الوداع

لوگو! میری باتیں غور سے سنو کیونکہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں پھر تم سے نہ مل سکوں۔ لوگو! اس وقت تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو تمہارے خون اور تمہارے اموال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام (محترم اور قابل تحفظ) ہیں۔ جیسے تمہارے اس دن کی حرمت ہے اور جیسے تمہارے اس مہینے کی حرمت ہے اور تم جلدی اپنے پروردگار سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا اور میں نے تم تک بات پہنچا دی۔ پس جس کسی کے پاس کوئی امانت ہو وہ اسے اس حقدار کو ادا کر دے جس نے امانت تفویض کی، اور تمام سود

أَموالِكُم لَا تَظلِمُونَ وَ لَا تُظلَمُونَ۔ قَضَى اللهُ أَنَّهُ لَا
رِبَا، وَإِنَّ رِبَا عَبَّاسِ بنِ عَبدِ المُطَّلِبِ مَوضُوعٌ كُلُّهُ، وَإِنَّ
كُلَّ دَمٍ كَانَ فِي الجَاهِلِيَّةِ مَوضُوعٌ، وَإِنَّ أَوَّلَ دِمَائِكُم
أَضَعُ دَمُ ابنِ رَبِيعَةَ بنِ الحٰرِثِ بنِ عَبدِ المُطَّلِبِ، وَكَانَ
مُستَرضَعًا فِي بَنِي لَيثٍ فَقَتَلَتهُ هُذَيلٌ، فَهُوَ أَوَّلُ مَا أَبدَأُ
بِهِ مِن دِمَاءِ الجَاهِلِيَّةِ۔ وَالعَمدُ قَوَدٌ، وَشِبهُ العَمدِ مَا
قُتِلَ بِالعَصَا وَالحَجَرِ، وَفِيهِ مِائَةُ بَعِيرٍ، فَمَن زَادَ فَهُوَ
مِن أَهلِ الجَاهِلِيَّةِ۔

أَمَّا بَعدُ أَيُّهَا النَّاسُ. فَإِنَّ الشَّيطَانَ قَد يَئِسَ (مِن)
أَن يُعبَدَ بِأَرضِكُم هٰذِهِ أَبَدًا. وَلٰكِنَّهُ إِن يُطَع فِيمَا سِوَى
ذٰلِكَ فَقَد رَضِيَ بِهِ مِمَّا تَحقِرُونَ مِن أَعمَالِكُم. فَاحذَرُوهُ
عَلَى دِينِكُم. أَيُّهَا النَّاسُ. إِنَّ النَّسِيٓءَ زِيَادَةٌ فِي الكُفرِ
يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا
لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللهُ وَيُحَرِّمُوا
مَا أَحَلَّ اللهُ. وَإِنَّ الزَّمَانَ قَدِ استَدَارَ كَهَيئَتِهِ يَومَ
خَلَقَ اللهُ السَّمٰوٰتِ وَالأَرضَ. وَإِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ
اللهِ اثنَا عَشَرَ شَهرًا مِنهَا أَربَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَةٌ وَ
رَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَينَ جُمَادَى وَشَعبَانَ۔

أَمَّا بَعدُ أَيُّهَا النَّاسُ. فَإِنَّ لَكُم عَلَى نِسَائِكُم حَقًّا وَ
لَهُنَّ عَلَيكُم حَقًّا. لَكُم عَلَيهِنَّ أَن لَا يُوطِئنَ فُرُشَكُم أَحَدًا
تَكرَهُونَهُ وَعَلَيهِنَّ أَن لَا يَأتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ. فَإِن فَعَلنَ
فَإِنَّ اللهَ قَد أَذِنَ لَكُم أَن تَهجُرُوهُنَّ فِي المَضَاجِعِ وَ
تَضرِبُوهُنَّ ضَربًا غَيرَ مُبَرِّحٍ فَإِنِ انتَهَينَ فَلَهُنَّ رِزقُهُنَّ
وَكِسوَتُهُنَّ بِالمَعرُوفِ وَاستَوصُوا بِالنِّسَاءِ خَيرًا
فَإِنَّهُنَّ عِندَكُم عَوَانٌ لَا يَملِكنَ لِأَنفُسِهِنَّ شَيئًا وَ
إِنَّكُم إِنَّمَا أَخَذتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ اللهِ وَاستَحلَلتُم
فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَاتِ اللهِ أَرِقَّائَكُم! أَرِقَّائَكُم! أَطعِمُوهُم
مِمَّا تَأكُلُونَ وَاكسُوهُم مِمَّا تَكسُونَ. فَاعقِلُوا أَيُّهَا
النَّاسُ قَولِي، فَإِنِّي قَد بَلَّغتُ، وَقَد تَرَكتُ فِيكُم مَا إِن
اعتَصَمتُم بِهِ فَلَن تَضِلُّوا أَبَدًا أَمرًا بَيِّنًا: كِتَابَ اللهِ

ساقط کر دیے گئے البتہ تم سرمایۂ اصل کے حقدار ہو، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ سود نہیں چلے گا، اور میں بحیثیت نمائندۂ مختار کے اعلان کرتا ہوں کہ عباس بن عبدالمطلب کا سود سارے کا سارا کالعدم ہے اور دورِ جاہلیت کے خون (کے مقدمے) تمام کے تمام ختم کیے جاتے ہیں اور سب سے پہلے جس خون کے دعوے کو میں (قرابتداری) اختیار کی بنا پر ختم کرتا ہوں وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے جسے بنی سعد کے ان رضاعت کے دوران میں ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ یہ پہلا معاملہ ہے جس سے میں دورِ جاہلیت کے خون کے دعووں کو ختم کرنے کا آغاز کرتا ہوں۔

اور قتلِ عمد کے لیے قصاص ہے۔ اور عمد کے مشابہ قتل جو لاٹھی یا پتھر (کی ضرب) سے واقع ہو جائے تو اس کے لیے سو اونٹ (بطور دیت) ہیں پھر جس کسی نے اس مقدار کو بڑھایا تو وہ اہلِ جاہلیت میں سے ہے۔

بعد ازیں اے لوگو! (میں یہ کہتا ہوں کہ) شیطان اس بات سے تو مایوس ہو چکا ہے کہ تمھاری اس سرزمین میں آئندہ کبھی بھی اس کی عبادت کی جائے گی لیکن یہ ممکن ہے کہ اس کی ان چیزوں میں اطاعت کی جائے جو ان کے سوا ہیں یعنی ان اعمال و گناہوں میں جنہیں تم معمولی سمجھتے ہو پس اپنے دین کے معاملے میں چوکنے رہو۔ اے لوگو! سال کے مہینوں کی ترتیب (اپنے مفاد کے تحت) بدلنا کفر کی روش میں ایک اضافہ ہے اس حرکت کی وجہ سے وہ لوگ مزید گمراہی میں ڈال دیے جاتے ہیں جنھوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے کہ وہ کسی سال اس حرکت (غلط گنتی) میں تصرف کر کے حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام ٹھہرا لیتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ (ہیر پھیر کر کے) ان مہینوں کی گنتی کو پورا کریں جنہیں اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے پس (حقیقت میں) جو کچھ اللہ نے حرام کیا ہے اسے وہ حلال کر لیتے ہیں اور جو کچھ حلال ٹھہرایا ہے اسے حرام قرار دے لیتے ہیں اور حق یہ ہے کہ آج زمانے (کا نظام ترتیب) گھوم پھر کر اسی اپنی (فطری) حالت پر آ گیا ہے جس پر اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی تھی۔ اور اللہ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے جن میں چار مہینے محترم ہیں۔ تین متواتر ہیں (یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم) اور چوتھا ماہ رجب ہے، جو جمادی (جمادی الاخریٰ) اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

بعد ازیں اے لوگو! (میں کہتا ہوں کہ) تمھیں اپنی عورتوں پر حق حاصل ہے اور تمھاری عورتوں کا تم پر حق آتا ہے۔ ان پر تمھارا حق یہ ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر کسی کو نہ سونے دیں جو کہ تمھارے لیے ناگوار ہے اور ان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ کھلی کھلی بےحیائی کی مرتکب نہ ہوں پھر اگر وہ ایسا کریں تو ایسی صورت میں اللہ نے تمھیں اذن دیا ہے کہ تم انھیں (تادیبا) خوابگاہوں میں الگ رکھو۔ اور اگر اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو ان کو صرف اس حد تک ہی سزا دو کہ بدن پر نشان ڈالنے والی مار نہ لگے اور اگر اس سے وہ باز رہیں تو ان کو معروف طریقے کے مطابق (اچھے) کھانے اور پہنانے کا حق حاصل ہے۔ عورتوں کے بارے میں میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھلائی کا رویہ اختیار کرو کیونکہ وہ تمھارے زیر نگیں کی گئی ہیں، وہ اپنے لیے خود کچھ نہیں کر سکتیں، تم نے انھیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور ان سے جسمانی (ازدواجی) تعلق کے لیے اللہ کے کلمات (احکام) کے تحت انھیں حلال کیا ہے۔ تمھارے غلام! تمھارے غلام! (ان کے بارے میں متنبہ رہو) ان کو وہی کھانا کھلاؤ جو کچھ تم خود کھاتے ہو اور ان کو ویسا ہی لباس پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔ پس اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ میں نے پیغام پہنچا دیا اور میں نے تمھارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے جس کا سررشتہ اگر مضبوطی سے

وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ. أَيُّهَا النَّاسُ إِسْمَعُوا قَوْلِي وَاعْقِلُوهُ، تَعْلَمُنَّ أَنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ أَخٌ لِلْمُسْلِمِ، وَأَنَّ الْمُسْلِمِينَ إِخْوَةٌ. فَلَا يَحِلُّ لِامْرِىءٍ مِنْ أَخِيهِ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ فَلَا تَظْلِمُنَّ أَنْفُسَكُمْ. اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ. قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ.

قال ابن اسحق: وحدثني يحيى بن عباد بن عبدالله بن الزبير عن أبيه عباد قال: كَانَ الرَّجُلُ الَّذِي يَصْرُخُ فِي النَّاسِ بِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِعَرَفَةَ رَبِيعَةَ بْنَ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ. قَالَ: يَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: هَلْ تَدْرُونَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا. فَيَقُولُهُ لَهُمْ فَيَقُولُونَ: اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ. فَيَقُولُ لَهُ: قُلْ لَهُمْ: إِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هٰذَا. ثُمَّ يَقُولُ: قُلْ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: هَلْ تَدْرُونَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا. قَالَ: فَيَصْرُخُ بِهِ. قَالَ فَيَقُولُونَ: اَلْبَلَدُ الْحَرَامُ. قَالَ: فَيَقُولُ: قُلْ لَهُمْ: إِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ بَلَدِكُمْ هٰذَا. قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: هَلْ تَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا. قَالَ: فَيَقُولُهُ لَهُمْ فَيَقُولُونَ: يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ. قَالَ: فَيَقُولُ: قُلْ لَهُمْ إِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا.

(سیرۃ ابن ہشام، جلد چہارم، صفحہ ۲۰۵۔۲۰۰)

أَيُّهَا النَّاسُ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ أَلَا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَتَحُجُّونَ بَيْتَ رَبِّكُمْ وَأَطِيعُوا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ.

(معدن العمال: حدیث ۱۱۰۸، ۱۱۰۹ عن ابی امامہ و ابن جریر ابن عساکر)

جمہرۃ الخطب میں یہ الفاظ ہیں:

تھام رکھو گے تو تم ابد تک کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ نہایت واضح حقیقت (شریعت) ہے۔ خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔ اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور اسے (عقل سے کام لے کر) سمجھو اچھی طرح جان لو! ہر مسلم دوسرے مسلم کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پس کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کی طرف سے سوائے اس کے کوئی چیز (حاصل کرنا) روا نہیں جو کچھ وہ اپنی رضامندی سے اسے دے دے۔ پس (اس اصول کی خلاف ورزی کر کے) اپنے اوپر ظلم نہ کرنا۔

اے میرے پروردگار! کیا میں نے بات پہنچا نہیں دی؟ ———

لوگوں نے کہا: ہاں! اے پروردگار! (آپ نے بات پہنچا دی) پھر رسول پاک نے فرمایا: اے پروردگار! تو خود گواہ رہ! (سیرۃ ابن ہشام ج ۴)

ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد حضرت عباد سے یہ روایت کی ہے:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفہ میں تھے تو جو شخص حضور کے ارشادات کو بلند آواز سے پکار کر لوگوں کے سامنے دہراتے تھے وہ ربیعہ بن امیہ بن خلف تھے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے (ربیعہ سے) فرماتے تھے: کہو کہ اے لوگو! اللہ کے رسول فرماتے ہیں کہ آیا تم سمجھتے ہو کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ پھر وہ (ربیعہ) یہی کہتے اور لوگ (جواب میں کہتے) مقدس مہینہ!

پھر رسول اللہ اس سے (ربیعہ سے) فرماتے: ان سے کہو کہ اللہ نے تم پر تمہارے خون اور اموال اس مہینے کی حرمت کی مانند حرام کر دیئے ہیں اس وقت تک کے لیے کہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو۔ پھر فرماتے کہ کہو: اے لوگو! اللہ کے رسول کہتے ہیں کہ آیا تم سمجھتے ہو کہ یہ کونسا شہر ہے؟

راوی نے کہا کہ پھر وہ (ربیعہ) یہی بات پکارتے۔ راوی نے کہا کہ پھر لوگ (جواب میں) کہتے کہ یہ مقدس شہر ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر حضور (ربیعہ سے) فرماتے کہ ان سے کہو کہ اللہ نے تم پر تمہارے خون اور تمہارے اموال اسی طرح حرام کر دیئے ہیں جیسے اس شہر کی حرمت ہے۔ اس وقت تک کے لیے کہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو۔

راوی نے کہا: پھر حضور (ربیعہ سے) فرماتے کہ کہو: اے لوگو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں: آیا تم سمجھتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے؟

راوی نے کہا: پس وہ (ربیعہ) ان سے یہی بات کہتے۔

پھر لوگ (جواب میں) کہتے: "یہ حج کا بڑا دن ہے"۔

راوی نے کہا، پھر حضور (ربیعہ سے) فرماتے: ان سے کہو کہ اللہ نے تم پر تمہارے خون اور اموال اسی طرح حرام کر دیئے ہیں جس طرح اس دن کی حرمت ہے اس وقت تک کے لیے کہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ۴)

(مزید ایک روایت میں یہ کلمات شامل ہیں) اے لوگو! قطعی طور پر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی (نئی) امت! پس اچھی طرح سن لو! اب تم اپنے رب کی عبادت کرو، نماز پنجگانہ ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ اپنے اموال کی زکوٰۃ پاکیزگی دل کے ساتھ صرف کرو۔ اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرو۔ اپنے سرداران حکومت کی اطاعت کرو اور جنت میں جگہ پاؤ۔ (معدن العمال: روایت ۱۱۰۸-۱۱۰۹)

فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ كُلُّكُمْ لِآدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ وَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ فَضْلٌ إِلَّا بِالتَّقْوٰى۔

أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى۔ ؎

أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔ وَأَنْتُمْ مَسْئُولُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ۔ قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ حَقَّ الْأَدَاءِ۔ فَقَالَ ثَلٰثًا: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَسَمَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيبَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ وَلَا يَجُوزُ وَصِيَّتُهُ فِي أَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔

(جمہرۃ الخطب منثہ)

(ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں) پس میرے بعد کفر کی روش کی طرف پلٹ جانا کہ تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کی گردنیں مارنے لگیں۔

کیا میں نے بات پہنچا نہیں دی؟

اے اللہ! تو گواہ رہیو!

اے لوگو! بلاشبہ تم سب کا پروردگار ایک ہے اور بلاشبہ تم سب کے آباء و اجداد ایک تھے۔ تم سب کے سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے اُٹھائے گئے۔

اللہ کی بارگاہ میں تم میں سے زیادہ عزت دار وہ ہے جو تم میں سے زیادہ صاحب تقویٰ ہے۔ سن لو نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت ہے، نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر، نہ کسی کالے کو گورے پر۔ سوائے اس کے کہ تقویٰ کی بنا پر (فضیلت) ہو۔

کیا میں نے بات پہنچا نہیں دی؟ اے اللہ! تو خود گواہ رہیو!

اور تم لوگوں سے میرے متعلق (آخرت میں) سوال کیا جائے گا تو پھر تم کیا کہو گے؟ لوگوں نے کہا: ہم شہادت دیتے ہیں کہ یقیناً آپ نے پیغام پہنچا دیا اور امت کو نصیحت فرما دی اور غبار کو صاف کر دیا اور امانت اس طرح ادا کر دی جیسا امانت کے ادا کرنے کا حق ہوتا ہے۔ پھر حضور نے تین بار فرمایا:

اے اللہ! تو گواہ رہیو! اے اللہ تو گواہ رہیو! اے اللہ تو گواہ رہیو!

جو یہاں موجود ہے وہ (یہ باتیں) اس تک پہنچائے جو یہاں موجود نہیں ہے۔

اے لوگو! اللہ نے ہر وارث کے لیے میراث میں سے حصہ مقرر کر دیا ہے اور وصیت ایک تہائی مال سے زائد کے لیے کرنا جائز نہیں ہے۔

اور لڑکا اُس کا جس کے بستر پر پیدا ہُوا۔ اور زانی کے لیے پتھر۔ جس کسی نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور سے منسوب کیا اور اپنے صاحب ولا کے سوا کسی اور سے تعلق جوڑا تو اس پر اللہ کی طرف سے لعنت ہے اور فرشتوں کی طرف سے اور انسانوں کی طرف سے۔ اس جرم کا (قیامت کے دن) اس سے کوئی فدیہ یا معاوضہ قبول نہیں کیا جائیگا اور تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت۔ (جمہرۃ الخطب)

اذان واقامت بلال

خطبہ کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا انہوں نے عرفات کی فضاؤں میں اذان کی صورت میں اللہ کی بڑھائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اعلان کر کے لوگوں کو نماز کی دعوت دی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔

ثم اذن بلال ثم اقام	پھر بلال نے اذان دی اور پھر اقامت کہی۔

ظہر وعصر کی ادائیگی

اقامت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں پھر حضرت بلال نے اقامت کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں حدیث میں ہے پہلی اقامت کے بعد

فصلی الظهر ثم اقام فصلی العصر ولم يصلى بينهما شيئاً	ظہر پڑھائی پھر دوسری تکبیر ہوئی عصر پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی نوافل وغیرہ ادا نہیں فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا۔

فجمع بين الظهر والعصر	تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ابوداؤد، کتاب المناسک) نے ظہر و عصر کو اکٹھا ادا فرمایا

اس روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ دو نمازوں کا اجتماع نمازِ ظہر کے وقت میں ہوا یعنی عصر کو ظہر کے وقت میں ہی ادا کر لیا گیا۔

وقوف کے لئے روانگی

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور وقوفِ عرفات کے لئے عرفات میں داخل ہوئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی۔

ثم رکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حتیٰ اتی الموقف	تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو کر مقامِ وقوف میں تشریف لائے۔

(المسلم، کتاب الحج)

یہاں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وقوف کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے نہ کہ پہلے۔

وقوف کی جگہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات میں کہاں ٹھہرے، اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائے وقوف میں تشریف میں لائے۔

فجعل بطن ناقتہ قصواء الی الصخرات وجبل المشاۃ بین یدیہ	تو قصواء اونٹنی کا چہرہ پتھروں کی طرف تھا اور پیدل چلنے والوں کا اجتماع آپ کے سامنے تھا

(المسلم، کتاب الحج)

یہاں بطن سے مراد وجہ ہے امام قسطلانی فرماتے ہیں مختار یہی ہے کہ بطن سے مراد چہرہ ہے اب معنی یہ ہوگا

جعل وجہ ناقتہ	آپ نے اونٹنی کا رخ پتھروں کی طرف کیا۔

(المواہب اللدنیہ، ۱: ۴۰۳)

جبل رحمت

یہ جگہ جبل رحمت کے نام سے معروف ہے آج جس وہاں ستون بنا ہوا ہے اور یہ مقام عرفات کے درمیان ہے امام نووی فرماتے ہیں عرفات تمام کا تمام جائے وقوف ہے لیکن اس کا

افضلھا موقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو عند الصخرات الکبار المفترشۃ فی اسفل جبل الرحمۃ وھوا لجبل الذی بوسط عرفات	سب سے افضل مقام وہ ہے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور وہ جبل رحمت کے دامن میں بچھے ہوئے پتھروں کے پاس ہے اور یہ جبل رحمت عرفات کے وسط میں ہے۔

(کتاب الایضاح، ۲۷۵)

امام طبری اس کی حکمت لکھتے ہیں۔

لعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما وقف علیہ لکونہ موقف الانبیاء علیہم السلام (القریٰ ۳۸۷)	اس جگہ کا انتخاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاید اس لئے فرمایا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی جائے وقوف ہے۔

رُخِ انور قبلہ کی طرف

وقوفِ عرفات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالتِ سواری میں فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخِ انور قبلہ کی طرف تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ وقوفِ عرفہ میں آپ کی کیفیت و حالت کا بیان یوں کرتے ہیں۔

استقبل القبلۃ	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخِ انور قبلہ کی طرف فرمایا۔

حالت سواری میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام وقوف حالت سواری میں فرمایا حافظ ابنِ کثیر احادیث کی روشنی میں لکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقوف فرمایا۔

وھو راکب علی الراحلۃ من لدن الزوال الی ان غربت الشمس (البدایہ، حجۃ الوداع)	نوزوال سے لے کر غروب آفتاب تک حالتِ سواری میں رہے

اس سے واضح ہو جاتا ہے اگر کوئی آدمی گاڑی وغیرہ میں بیٹھا لیٹا رہتا ہے تو اس کا وقوف بھی ہو جائے گا۔

وقوف عرفات کا مقام

یاد رہے ارکانِ حج میں سب سے بلند مقام جس رکن کو حاصل ہے وہ وقوفِ عرفات ہے یہی وجہ ہے متعدد ارشادات عالیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے وقوف کو حج قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

الحج عرفة — وقوفِ عرفات حج ہے

(النسائی، کتاب المناسک)

وقوف کا وقت

وقوفِ عرفات کا وقت نو ذوالحج کے زوال کے بعد سے لے کر دس ذوالحج کی طلوعِ فجر تک ہے، کوئی بھی شخص حالت احرام میں حج کی نیت سے اس وقت میں عرفات میں داخل ہو جائے اس کا حج ہو جائے گا اور کوئی شخص اس وقت میں عرفات میں داخل نہیں ہوتا تو اس کا حج نہیں ہوگا حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عرفات میں وقوف کر رہا تھا علاقہ نجد کے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حج کے بارے میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج وقوفِ عرفہ کا نام ہے۔

فمن ادرك ليلة عرفة — جس نے مزدلفہ کی طلوعِ فجر

قبل طلوع الفجر من ليلة جمع فقد تم حجه (النسائی، کتاب المناسک)	سے پہلے پہلے عرفات کے وقوف کو پالیا اس کا حج ادا ہو گیا۔

اسی لیئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو مزدلفہ کی طلوع فجر سے پہلے عرفات میں وقوف نہ کر سکا اس کا حج فوت ہو گیا۔

ومن وقف بعرفة ليلة المزدلفة قبل ان يطلع الفجر فقد ادرك الحج (القریٰ، ۳۸۸ بحوالہ مؤطا)	اور جس نے مزدلفہ کی طلوع فجر سے پہلے عرفات کا وقوف کر لیا اس نے حج کو پا لیا۔

الغرض یہ اہم وقت نو ذوالحج کے زوال سے لے کر دس ذوالحج کی طلوع فجر تک ہے۔

عرفات میں معمولاتِ نبوی

اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے موقعہ پر اللہ تعالےٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک معمولات کیا تھے ان کی تفصیل درج ذیل ہے

سب سے اہم معمول اللہ تعالیٰ سے مانگنا

وقوفِ عرفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے اہم معمول اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اپنے لیئے اور اپنی امت کے لئے دعا کرنا

اور مانگنا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن دعا کو سب سے افضل عمل قرار دیا حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لیس فی الموقف قول ولا عمل افضل من هذا الدعاء — دوران وقوف دعا سے بڑھ کر کوئی عمل و قول نہیں

(القریٰ ، ۳۹۹)

افضل دُعا کا دن

اس دن کی دعا کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے افضل دعا بھی قرار دیا۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم عرفہ میں دعا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

افضل الدعاء یوم عرفة — سب سے افضل دعا عرفہ کے دن کی ہے۔

(الترمذی، کتاب الدعوات)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعائیں

یہاں ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ دعائیں ذکر کر رہے ہیں جو اس نہایت ہی اہم موقعہ پر آپ نے کیں تھیں انہیں ترجمہ کے ساتھ اچھی طرح یاد و محفوظ کر لیں اور حالت وقوف میں بار بار انہیں خشوع و خضوع کے ساتھ مانگیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے وقوف میں سب سے افضل دعا وہ ہے جو میں، اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے کی تھی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ
نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّ
فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ
لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
وَسْوَاسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ
الْاَمْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْقَبْرِ
وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَ
شَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَ
شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ
وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت و پوجا کے لائق نہیں، اس کا ذات وصفات میں کوئی ہم پلہ نہیں، اے اللہ تمام سلطنت تیری ہے، حمد تیرے لئے ہے اور وہ ہر شئی پر قادر ہے اے اللہ میری آنکھوں میں نور، کانوں میں نور اور دل میں نور پیدا فرما دے، اے اللہ میرے لیئے میرا سینہ کھول دے، میرے لیے میرے معاملات آسان فرما دے اے اللہ میں سینے کے وسواس سے امور کی بہتات سے، فتنہ قبر کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(السنن الکبریٰ، ۵: ۱۱۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا بھی کی تھی

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِیْ وَتَرٰی مَكَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْكَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ، اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِیْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَیْكَ اِبْتِهَالَ الذَّلِیْلِ وَ اَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ، وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِیًّا وَكُنْ بِیْ رَءُوْفًا رَحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ۔

(مجمع الزوائد، ۳ : ۲۵۵)

اے اللہ تو میری گفتگو سن رہا ہے، تو میری جگہ کو دیکھ رہا ہے تو میرے باطن وظاہر سے آگاہ ہے، میرا کوئی بھی معاملہ تجھ سے مخفی و پوشیدہ نہیں، میں محتاج، حاجت مند مدد کا طالب، پناہ کا طالب ڈرنے والا، خوف کرنے والا اپنے گناہوں کا اعتراف و اقرار کرنے والا ہوں، میں تجھ سے مسکین کی طرح مانگ رہا ہوں میں تیری بارگاہ میں کمزور و عاجز کی طرح زاری کر رہا ہوں، تجھ سے میں اس کی طرح مانگ رہا ہوں جو نہایت گھاٹے اور خسارے والا ہو کر تیرے سامنے گردن جھکا دیتا ہے تیری بارگاہ میں آنسو بہاتا ہے، اس کا جسم تیری بارگاہ میں کانپتا ہے اس کی ناک تیری بارگاہ خاک آلود ہوتی ہے۔

امت کے لئے دعا

اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امت کے لئے جو دعائیں کیں ان کے بارے میں حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

دعا عشیۃ عرفۃ لامتہ بالمغفرۃ والرحمۃ فاکثر الدعا — عرفہ کے دن پچھلے پہر اپنی امت کے لیے بخشش ومغفرت اور رحمت کی بہت زیادہ دُعا کی۔

تو اللہ تعالےٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا۔

انی قد فعلت الا ظلم بعضھا بعضاً — میں نے آپ کی دُعا قبول فرما لی مگر ظالم کو معاف نہیں کرونگا۔

آپ نے عرض کیا اے میرے رب آپ اس پر قادر ہیں کہ مظلوم کو ظالم کے ظلم کے مقابلہ میں بہتر اجر عطا فرمادیں اور اس ظالم کو معاف فرمادیں مگر دُعا کا یہ حصہ اللہ تعالےٰ نے

فلم یجبہ تلک العشیۃ — اس شام قبول نہ فرمایا

مزدلفہ میں پھر دُعا کی تو اللہ تعالےٰ نے قبول فرما لی۔

(البدایہ، حجۃ الوداع)

اس کی تفصیل وقوفِ مزدلفہ میں آئے گی۔

عرفات میں تلبیہ

عرفات میں دعاؤں کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تلبیہ پڑھنا بھی منقول ہے حضرت عکرمہ بن خالد مخزومی کے بارے میں مروی ہے ان کے ہاں مقام عرفات میں تلبیہ پڑھنے پر گفتگو چل نکلی تو کہنے لگے کیا تمہیں علم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات میں تلبیہ پڑھا تھا اور پھر بیان کیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ کے جھرمٹ میں وقوف عرفات کرتے ہوئے دیکھا تو آپ پڑھ رہے تھے۔

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْخَیْرَ خَیْرُ الْاٰخِرَۃِ

میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں یقیناً آخرت کی بھلائی ہی اصل بھلائی ہے۔

(سنن سعید بن منصور)

عرفات جاتے ہوئے تلبیہ کے بارے میں پیچھے گزر چکا ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کچھ لوگ ہم میں سے تلبیہ کہہ کہہ رہے تھے اور کچھ تکبیر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سننے کے باوجود کسی کو منع نہیں فرمایا۔

ہاتھ اٹھا کر مساکین کی طرح دُعا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں جس قدر دعائیں کیں ان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دامنِ دل کے ساتھ ہاتھ

بھی پھیلائے ہوئے تھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدعو بعرفۃ یداہ الی صدرہ کاستطعام المسکین
(السنن الکبریٰ، ۵: ۱۱۷)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرفات میں یوں دعا مانگتے ہوئے دیکھا، ہاتھ سینے تک اٹھائے ہوئے تھے اور جیسے کوئی مسکین کسی سے کھانا مانگتا ہے اس طرح اپنے رب سے مانگ رہے تھے۔

ایک ہاتھ اٹھائے رکھا

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ پھیلائے دعا کر رہے تھے تو سواری کی نکیل گر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فتناول الخطام باحدی یدیہ وھو رافع یدہ الاخری
(النسائی، کتاب المناسک)

ایک مبارک ہاتھ سے نکیل کو پکڑا مگر دوسرا دعا کے لئے اٹھائے رکھا۔

دودھ نوش فرمالیا

ام المومنین حضرت میمونہ اور حضرت ام فضل رضی اللہ عنہما سے ہے

عرفہ کے دن صحابہ کو اس میں شک لاحق ہوا کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج حالتِ روزہ میں ہیں یا نہیں، بعض کی رائے تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالتِ روزہ میں ہیں اور بعض اس کا انکار کر رہے تھے ہم نے دودھ کا پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بھیجا، اس وقت۔

وهو واقف علی بعیره فشربه (البخاری، کتاب الصیام)	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر وقوف فرما رہے تھے تو آپ نے اسے نوش فرمایا۔

مسلم کے الفاظ ہیں آپ وقوف فرما رہے تھے ہم نے دودھ کا پیالہ بھیجا تو۔

فشرب منه والناس ینظرون (المسلم، کتاب الصیام)	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے نوش فرما لیا اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار پا رہے تھے۔

جس سے واضح ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفہ کے دن روزہ میں نہ تھے۔

روزِ قیامت تلبیہ کہتے ہوئے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ہم عرفات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وقوف کر رہے تھے تو اچانک ایک حاجی سواری سے گر گئے گردن ٹوٹ جانے کی وجہ سے ان کا وصال ہوگیا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے غسل وکفن کے بارے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا انہیں دو ہی کپڑوں میں کفن دو۔

ولا تمسوہ طیبًا ولا تخمروا راسہ ولا تحنطوہ فان اللہ یبعثہ یوم القیامۃ ملبیًا۔ (البخاری، کتاب جزاء الصید)	انہیں خوشبو نہ لگانا، ان کے سر کو دھونی نہ دینا اور نہ ہی کفن کو کیونکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ انہیں اسی حال میں اٹھائے گا اور یہ تلبیہ کہہ رہے ہونگے۔

یعنی انہیں حالت احرام میں ہی دفن کردو یہ اسی حال میں روز قیامت اٹھیں گے۔

تکمیل دین کا اعلان

اسی مقام عرفات میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی جس میں یہ اعلان کردیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شریعت کا نزول مکمل ہورہا ہے اور اس کے بعد کوئی دین اور شریعت نہ ہوگی اب تا قیامت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت اور شریعت ہوگی ارشاد فرمایا۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (المائدہ،)	آج میں نے مکمل فرمادیا تمہارے لیئے تمہارا دین اور تام کردی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا تمہارے لئے میں نے اسلام کو بطور دین

طارق بن شہاب کہتے ہیں ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا اے امیر المومنین تمہاری کتاب میں ایک آیت مبارکہ ہے اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم نازل ہونے والے دن کو یوم عید قرار دیتے آپ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے کہنے لگا الیوم اکملت لکم آپ نے فرمایا۔

واللہ انی لا علم الیوم الذی نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والساعۃ التی نزلت فیھا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشیۃ عرفۃ فی یوم جمعۃ (البخاری، کتاب الایمان)

اللہ کی قسم میں اس دن کو جانتا ہوں جب یہ آیت مبارکہ رسول اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور میں اس وقت و گھڑی سے بھی آگاہ ہوں جس میں یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تھی اور وہ جمعہ کے دن عرفہ کا پچھلا پہر تھا۔

یعنی تم تو ایک عید بناتے ہمارے لئے تو اس دن کئی عیدیں ہیں۔ وہ عرفات کا دن ہونے کے ساتھ ساتھ جمعہ کا دن ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لئے عید کا دن قرار دیا ہے

سورج ڈوب گیا

نو ذوالحج کو جب اچھی طرح سورج ڈوب گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا اور عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت جابر بن عبداللہ

رضی اللہ عنہ سے ہے۔

فلم یزل واقفاً حتی غربت الشمس وذھبت الصفرۃ قلیلاً قلیلاً حین غاب القرص فاردف اسامۃ خلفہ ودفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (المسلم، کتاب الحج)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے کہ سورج ڈوب گیا، اور تھوڑی تھوڑی زردی بھی ختم ہوگی جو سورج کی ٹکیا کے غروب کے وقت ہوتی ہے آپ نے حضرت اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور عرفات سے کوچ فرمایا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے مجھے عرفہ کی شام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

فلما وقعت الشمس دفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسند احمد، ۵:۲۰۵)

جب سورج ڈوب گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا۔

یاد رہے یہ وقت نہایت ہی قیمتی ہوتا ہے عصر کے بعد ہی بسوں میں آکر بیٹھ جانا اور گپیں لگانا ہرگز مناسب نہیں بلکہ غروب آفتاب تک حجاج کو اپنی جگہ دعائیں مانگتے رہنا چاہیئے۔ اگر سواری نہ بھی ملی تو کوئی بات نہیں آدمی پیدل مزدلفہ آسکتا ہے بشرطیکہ کمزور نہ ہو اور نہ ہی سامان زیادہ ساتھ ہو۔

خصوصی رحمت کا وقت

پیچھے آپ یوم عرفہ کی فضیلت کا مطالعہ کر چکے ہیں اس دن میں کس قدر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ یہ واپسی کا وقت نہایت ہی اہم ہوتا ہے تابعی بزرگ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ صحابہ و تابعین کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

کانوا یرون ان المغفرۃ	ان کی رائے یہ تھی کہ امیر
تنزل عند دفعۃ الامام	حج کی واپسی کے موقعہ پر مغفرت
یوم عرفۃ	و بخشش کا نزول ہوتا ہے

(سنن سعید بن منصور)

سوچیے جو شخص پہلے ہی بھاگ نکلا کیا وہ اس خصوصی رحمت سے محروم نہ ہو جائے گا ؛ اے اللہ ہمیں ہر موقعہ پر صبر و شکر کی توفیق عطا فرما۔

آرام سے روانگی

جب مزدلفہ کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری روانہ ہوئی تو آپ نے اس کی نکیل خوب کھینچ کر رکھی ہوئی تھی تاکہ زیادہ تیز نہ چلے بلکہ درمیانی چال چلے حضرت عروہ کہتے ہیں میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان سے پوچھا گیا۔

کیف کان النبی صلی اللہ	حجۃ الوداع کے موقع پر آپ
علیہ وآلہ وسلم یسیر فی	صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
حجۃ الوداع حین دفع ؛	عرفات سے کوچ فرمایا تو روانگی

کی رفتار کیسی تھی؟

انہوں نے بتایا۔

کان یسیر العنق فاذا وجد فجوۃ نص	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری درمیانی چال چل رہی تھی ہاں جب اژدحام نہ ہوتا تو تیز چلتے۔
(البخاری، کتاب الحج)	

آرام سے چلو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے جب عرفہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے

سمع وراءہ زجراً شدیداً وضرباً للابل	پیچھے سے اونٹوں کو مارنے اور سخت سست کہتے ہوئے سنا۔

تو آپ نے عصا مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا لوگو!

علیکم بالسکینۃ فان البر لیس بالایضاع	آرام سے چلو اونٹوں کا دوڑانا نیکی نہیں۔
(البخاری، کتاب الحج)	

انہی سے دوسری روایت میں ہے کہ جب لوگوں نے تیز چلنے کی کوشش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کو حکم دیا۔ تو اس نے یہ اعلان کیا لوگو!

لیس البر بایضاع الخیل ولا الرکاب	گھوڑوں اور سواریوں کو دوڑانا نیکی نہیں۔
(مسند احمد، ۱:۲۵۱)	

حضرت مجاہد کہتے ہیں چونکہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے روانگی کے وقت اپنے ساتھ سوار فرما لیا تھا اس لیئے لوگوں نے ان سے پوچھا ہمیں روانگی کے بارے بتاؤ تو انہوں نے فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات سے واپس لوٹے تو اونٹنی کی نکیل خوب کھینچ کر رکھی ہوئی تھی اور دستِ اقدس کے اشارہ سے لوگوں کو فرما رہے تھے۔

السکینۃ السکینۃ   آرام سے چلو آرام سے چلو

(مسند احمد، ۵-۲۰۸)

آج کل گاڑیوں کا معاملہ ہے جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیئے تاکہ کوئی نقصان نہ ہو جائے۔

مازمین کا راستہ

آپ نے پہلے پڑھا منیٰ سے عرفات روانگی براستہ ضب ہوئی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات سے واپس مزدلفہ روانہ ہوئے تو یہ دوسرا راستہ تھا جیسے مازمین کا راستہ کہا جاتا ہے یہ عرفات مزدلفہ کے درمیان دو پہاڑ ہیں۔

شیخ عبدالفتاح حسین لکھتے ہیں۔

یعرفان الاٰن بالاخشبین   اب اخشبین کے نام سے معروف ہیں۔   (الافصاح، ۲۷۱)

مزدلفہ کے راستہ میں تلبیہ

مزدلفہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدلفہ کے راستہ میں

لم یزل یلبی حین	عرفات سے واپسی پر مسلسل تلبیہ
افاض حتی دخل جمعًا	کہتے رہے یہاں تک کہ آپ
(اخبار مکہ)	مزدلفہ داخل ہو گئے۔

اس کا یہ معنی نہیں کہ مزدلفہ آکر ختم کر دیا کیونکہ حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت اسامہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سے حج کا احرام باندھا تلبیہ شروع فرمایا اور

لم یزل یلبی حتی رمی	تلبیہ جاری رکھا حتیٰ کہ جمرہ
جمرۃ العقبۃ	عقبہ کی رمی کے وقت تلبیہ کہنا
(بخاری ومسلم)	ختم کیا۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میں عرفات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مزدلفہ لوٹا تو میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سکون و وقار سے سفر فرما رہے تھے۔

وھو کاف لبعیرہ ولبی	اپنی سواری کو روک رہے تھے
حتی رمی جمرۃ العقبۃ	اور آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی
(القریٰ، ۴۱۵)	تک تلبیہ جاری رکھا۔

نماز آگے جاکر

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدلفہ تشریف لا رہے تھے تو "شعب اذخر" پر اترے بول کیا اور وضو فرمایا لیکن کامل وضو نہ کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز مغرب کی تیاری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

الصلاۃ امامک — نماز آگے چل کر ادا ہوگی۔

(البخاری، کتاب الحج)

اس شعب کے بارے میں امام قسطلانی لکھتے ہیں۔

وھو شعب الاذخر موضع بین المازمین علی یسار الطریق — شعب اذخر مازمین کے درمیان راستہ کے بائیں طرف جگہ ہے

امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

توضأ بماء زمزم — جس پانی سے وضو فرمایا وہ زمزم تھا۔

(المواہب اللدنیہ، ۱۱: ۴۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر کا معمول

حضرت انس بن سیرین سے منقول ہے میں نے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں قیام کیا، جب ہم مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے جب ہم اس گھاٹی پر پہنچے تو انہوں نے سواری بٹھائی

ہم نے سواریاں بٹھادیں اور محسوس کیا شاید آپ نماز مغرب ادا کریں گے لیکن آپ کے خادم نے ہمیں بتایا نماز کا ارادہ نہیں بلکہ بات یہ ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
مما انتہی الی ھذا المکان	اس مقام پہنچے تھے تو آپ نے
قضی حاجتہ فھو یحب	یہاں قضا حاجت کیا تو عبداللہ
ان یقضی حاجتہ	بھی اس مقام پر قضا حاجت
(مسند احمد، ۲، ۱۰۱۳)	کرنا پسند کرتے ہیں۔

حضرت امام نافع سے ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز مغرب اور عشاء مزدلفہ میں ہی اکٹھیں ادا کرتے تھے لیکن اسی گھاٹی سے گزرتے یہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے۔

فیدخل فینفض و یتوضاء	اور آپ نے استنجا اور وضو فرمایا
(البخاری، کتاب الحج)	

راستہ میں سوال

حضرت ابو سوید بن حجیر رضی اللہ عنہ سے ہے مجھے میرے خالو نے بیان کیا کہ مجھے مزدلفہ اور عرفات کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت و ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ میں نے آپ کی سواری کی نکیل تھام لی اور عرض کیا یارسول اللہ وہ کونسی چیز ہے جو مجھے جنت کے قریب اور مجھے دوزخ سے دُور کر دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز فرض ادا کرو، زکوٰۃ ادا کرو، بیت اللہ کا حج کرو اور جو سلوک تم لوگوں سے چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کریں خود تم ان کے ساتھ وہی کرو اور جو تم ناپسند

کرتے ہو وہ تم نہ کرو۔ (القریٰ، ۴۱۸)

مزدلفہ میں جلوہ افروزی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مزدلفہ میں جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا۔

وقفت ہھنا ومزدلفۃ کلہا موقف
میں یہاں ٹھہر رہا ہوں اور مزدلفہ تمام کا تمام جائے وقوف ہے۔
(بخاری و مسلم)

یعنی مزدلفہ میں حاجی کسی جگہ بھی ٹھہر جائے اس کا وقوف درست ہوگا، آج کل حدودِ عرفات کی طرح مزدلفہ کی حدود کے بھی ہر طرف بورڈ آویزاں ہیں ان حدود کے اندر داخل ہونا ضروری ہے کچھ لوگ حدود شروع ہونے سے پہلے ہی وقوف کر لیتے ہیں جو ہرگز ہرگز درست نہیں۔

وادی محسر میں وقوف درست نہیں

مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان ایک وادی ہے جس کا نام "محسر" ہے اس میں وقوف درست نہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے مزدلفہ تمام کا تمام جائے وقوف ہے لیکن۔

ارتفعوا عن بطن محسر
وادی محسر سے دور رہو۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے۔

ان مزدلفۃ کلھا موقف الا بطن محسر
وادی محسر کے علاوہ تمام مزدلفہ جائے وقوف ہے۔
(مؤطا)

کامل وضو

پیچھے گزرا راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا لیکن وہ کامل نہ تھا بلکہ صرف ایک ایک مرتبہ اعضا کو دھویا تھا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدلفہ پہنچے

فتوضا فاسبغ — تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کامل وضو فرمایا

نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی

پھر اذان دی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مغرب پڑھائی یہ تین رکعتیں تھیں اور پھر نماز عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

جمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم المغرب والعشاء بجمع کل واحدۃ منہما باقامۃ ولم یسبح بینہما ولا علی اثر واحدۃ منہما

(البخاری، کتاب الحج)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ مغرب وعشا کو جمع فرمایا نہ ان کے درمیان کچھ پڑھا اور نہ ان کے بعد

انہی سے دوسری روایت میں ہے

صلی المغرب ثلاثا والعشاء — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ركعتين باقامة واحدة (المسلم، كتاب الحج)	مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں ایک اقامت کے ساتھ ادا فرمائیں۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز سواریاں بٹھانے سے پہلے ادا کی پھر سواریاں اپنی اپنی جگہ بٹھائی گئیں پھر نماز عشاء ادا کی گئی اور پھر سامان اتارا گیا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

فصلی المغرب ثم اناخ کل انسان بعیرہ فی منزلہ ثم اقیمت الصلاۃ فصلی العشاء (البخاری، کتاب الحج)	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب پڑھائی پھر ہر آدمی نے اپنی اپنی جگہ سواری کو بٹھایا پھر تکبیر کہی گئی اور آپ نے عشاء پڑھائی۔

مسلم کی روایت میں ہے مغرب کی نماز ادا کی

ثم اناخ الناس فی منازلھم ولم یحلوا حتی اقام العشاء فصلی ثم حلوا	پھر لوگوں نے سواریاں اپنی جگہ پر بٹھائیں لیکن سامان نہ اتارا حتی کہ نماز عشاء پڑھائی پھر سامان اتارا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول بھی اس کی تائید کرتا ہے عبدالرحمن بن یزید کا بیان ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مزدلفہ پہنچے تو انہوں نے ایک آدمی کو اذان کا حکم دیا۔

ثم صلی المغرب وصلی	پھر نماز مغرب ادا کی اس کے

بعدھا رکعتین ثم دعا بعشائہ فتعشی ثم امر رجلاً فاذن واقام ثم العشاء رکعتین	بعد دو رکعات بھی ادا کیں پھر شام کا کھانا منگوایا اور تناول فرمایا پھر ایک آدمی کو اذان وتکبیر کا کہا پھر انہوں نے نماز عشاء ادا کی
(البخاری، کتاب الحج)	

نوٹ۔ اس روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب کی دو سنتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہو رہا ہے، امام نووی نے تصریح کی ہے کہ حجاج سننِ مؤکدہ ترک نہ کریں۔

یصلی السنن الراتبۃ فیصلی اولاً سنۃ الظهر التی قبلها ثم یصلی الظهر ثم العصر ثم سنۃ الظهر التی بعدها	مقررہ سنن ادا کی جائیں پہلے ظہر کی سنتیں ادا کرلیں پھر اس کے فرائض پھر عصر کے فرائض پھر اس کے بعد ظہر کی بعد والی سنن ادا کرلیں۔
(کتاب الایضاح، ۲۷۵)	

کمزور اور ضعیف خواتین کو اجازت

کمزور اور ضعیف مردوں، خواتین اور بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رات کو ہی چاند غروب ہونے کے بعد منیٰ جانے کی اجازت مرحمت فرما دی تاکہ صبح کے وقت اژدھام سے بچ سکیں اور اژدھام سے پہلے صبح کے وقت یہ رمی بھی کرسکیں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم مزدلفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا چونکہ سست

رفتار ثقیل اس لیئے انہوں نے لوگوں کے اژدھام سے پہلے منیٰ جانے کی اجازت چاہی۔

فاذن لها فدفعت قبل حطمة الناس واقمنا حتی اصبحنا	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دیدی اور اژدھام سے پہلے منیٰ چلی گئیں اور ہم صبح تک مزدلفہ رہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ میں اگر میں بھی اجازت لے لیتی تو بہتر ہوتا۔

(البخاری، کتاب الحج)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضعفة اهله من المزدلفة بلیل	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل میں سے کمزور، خواتین کو رات ہی کو مزدلفہ سے منیٰ روانہ کر دیا تھا۔

اور انہیں نصیحت بھی فرمائی۔

لا یرمرا جمرة العقبة حتی تطلع الشمس	طلوع آفتاب سے پہلے جمرہ عقبہ کو رمی نہ کریں۔

(مسند احمد، ۱: ۳۴۴)

ایک مقام پر اپنے بارے میں کہتے ہیں۔

انا ممن قدم النبی صلی اللہ علیه وسلم لیلة المزدلفة فی ضعفة اهله	میں ان لوگوں میں شامل تھا، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدلفہ کی رات اپنے

(البخاری، کتاب الحج) | کمزور اہل کے ساتھ منیٰ روانہ کر دیا تھا۔

دوسرے مقام پر مزدلفہ سے سحری کے وقت چلنے کی تصریح بھی کرتے ہیں۔

بعث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم من جمع بسحر مع ثقلہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدلفہ سے بوقت سحری سامان دے کر مجھے منیٰ بھیج دیا۔

(المسلم، کتاب الحج)

ایک روایت میں اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا چچا عباس

اذھب بضعفائنا ونسائنا فیصلوا الصبح بمنٰی (الطحاوی)	تم کمزور اور خواتین کو لے کر چلے جاؤ اور صبح کی نماز منیٰ میں جا کر ادا کرو۔

الغرض کمزور، عاجز اور ضعیف خواتین کو طلوعِ فجر سے پہلے مزدلفہ سے نکلنے کی اجازت ہے۔

پھر آپ آرام فرما ہوئے

نماز عشاء سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہو گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے

ثم اضطجع رسول اللّٰہ	پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حتی طلع الفجر (المسلم، کتاب الحج)

وسلم طلوعِ فجر تک لیٹ گئے

رات کا قیام ترک فرمایا

اس رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نوافل وغیرہ کے لیے قیام نہ فرمایا حالانکہ راتوں کو بیدار رہنا اور قیام کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا محبوب معمول تھا لیکن منیٰ سے صبح روانگی سے لے کر مزدلفہ کی عشا تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سخت مصروف وقت بسر فرمایا پھر اگلے دن صبح (دس ذوالحج) متعدد کام کرنا تھے مثلاً رمی، تریسٹھ اونٹوں کی قربانی اور طواف زیارت کے لئے مکہ روانگی وغیرہ تو اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آج رات آرام فرمایا یہ بھی حجاج کے لیے شفقت و رحمت ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس رات قیام فرماتے تو امت پر یہ قیام لازم ہو جاتا جو سخت دشوار تھا، کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز تہجد ادا فرمائی تھی لیکن شاہ ولی اللہ دہلوی اور مولانا بحر العلوم نے اس کی تردید کی ہے، مولانا بحر العلوم لکھتے ہیں۔ حدیث میں الفاظ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طلوع فجر تک۔ آرام فرما ہوئے۔

یدل دلالۃ واضحۃ علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یصل صلاۃ اللیل فی تلک

جو واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

اللیلۃ (رسائل الارکان) — اس رات، رات کے نوافل ادا نہیں فرمائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ترک نوافل کی حکمت یوں لکھتے ہیں۔

لانہ کان لا یفعل کثیرا من الاشیاء المستحبۃ فی المجامع لئلا یتخذ ھا الناس سنۃ (حجۃ اللہ البالغہ)

اجتماعات میں بہت سے مستحبات آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے ترک فرما دیتے تھے تاکہ لوگ اسے سنت موکدہ ہی نہ بنا لیں۔

جب فجر طلوع ہوئی

جب دس ذوالحج بروز ہفتہ مزدلفہ میں فجر طلوع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور معمول سے کچھ پہلے نماز فجر ادا فرمائی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

فصلی الفجر حین تبین لہ الصبح باذان واقامۃ (المسلم، کتاب الحج)

جب نماز صبح کا وقت شروع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان واقامت کے ساتھ نماز فجر ادا فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز اپنے وقت پر ہی ادا فرمایا کرتے تھے مگر دو نمازیں۔

جمع بین المغرب والعشاء وصلاۃ الفجر قبل میقاتہا — مغرب وعشاء کا جمع کرنا اور نماز فجر کا وقت سے پہلے ادا کرنا

(البخاری، کتاب الحج)

اس سے بعض لوگوں کو مغالطہ ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدلفہ میں نماز فجر وقت سے پہلے ادا کی حالانکہ تمام روایات میں یہ ثابت ہے کہ طلوع فجر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر ادا فرمائی، اس روایت کا معنی محدثین نے یہ فرمایا ہے کہ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی نماز اپنے سابقہ معمول سے کچھ پہلے ادا فرمائی تھی، نہ کہ وقت سے پہلے۔

حضرت عروہ بن مضرس کی ملاقات

امام شعبی بیان کرتے ہیں مجھے حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ نے بتایا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں مزدلفہ کے مقام پر فجر کے وقت حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ میں "جبل طی" سے حاضر ہوا ہوں میں نے بڑا سفر کیا اور سواری کو تھکا دیا ہے میں ہر پہاڑ پر وقوف کرتا آیا ہوں۔

فہل لی حج؟ — کیا میرا حج ادا ہو جائے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من شہد معنا ھذہ الصلاۃ بجمع ووقف معنا حتی یفیض منہ — جو شخص ہمارے ساتھ مزدلفہ میں اس نماز (فجر) میں شریک ہوا اور واپسی تک ہمارے ساتھ ٹھہرا

وقد اقاض قبل ذلک من عرفات لیلاً او نہاراً فقد اقاض ثم حجہ وقضی تفثہ

اور اس سے پہلے وہ عرفات میں دن یا رات کو ٹھہر چکا تھا اس کا حج ہو جائے گا۔

(ابوداؤد، کتاب المناسک)

دُعا کی قبولیت

جیسے عرفات میں امت کے لئے دعا کے تحت گزر چکا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تھی مگر اس کا ایک حصہ اس شام قبول نہیں ہوا تھا آج صبح پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دوبارہ دعا کی اللہ تعالےٰ نے قبول فرمالی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوب تبسم فرمایا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا و قربان، اللہ تعالےٰ آپ کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔

فما الذی اضحک؟

آج آپ اسقدر کیوں تبسم فرما رہے ہیں؟

شیطان کا سر پہ مٹی ڈالنا

آپ نے فرمایا جب شیطان کو اس بات کا علم ہوا اللہ تعالےٰ نے میری دعا قبول فرما کر میری امت کی مغفرت و بخشش فرمادی ہے تو وہ۔

اخذ التراب فجعل یحثوہ

مٹی اٹھا اٹھا کر اپنے سر پر ڈال

علی رأسه و یدعو بالویل والثبور فاضحکنی ما رأیت من جزعه (ابوداؤد، ابن ماجہ)	رہا ہے اور وہ یہ کہتے ہوئے چیخ و پکار کر رہا ہے میں تو مارا گیا جب میں نے اس کی یہ جزع افزع دیکھی تو ہنس پڑا۔

کچھ روایت کے بارے میں

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ روایت قابلِ ذکر نہیں کیونکہ اسے امام ابن جوزی نے موضوعات میں شامل کیا ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے باقاعدہ اس پر مستقل کتاب لکھی جس کا نام "قوۃ الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج" جس میں انہوں نے سب سے پہلے اسی حدیث پر گفتگو کی ہے، اس کے قابلِ استدلال ہونے دلائل کا ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

وکل ذلک لا یقتضی وضعه بل غایته ان یکون ضعیفا و یعتضد بکثرة طرقه (المواہب اللدنیہ، ۱۱: ۱۴۷)	ان تمام کا تقاضا یہی ہے کہ یہ موضوع نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اس میں ضعف ہے جو کثرتِ طرق سے دور ہو جاتا ہے۔

مزدلفہ میں تلبیہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم مزدلفہ میں تھے میں نے اس ہستی سے سنا جس پہ اس مقام پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو آپ پڑھ رہے تھے لبیک اللھم لبیک
(المسلم، کتاب الحج)

مشعر حرام پر

اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ (البقرہ، ۱۹۸)

جب تم عرفات سے واپس پلٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ تعالٰی کا ذکر کرو۔

مزدلفہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام مشعر حرام ہے جو جبل قزح کے نام سے مشہور ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ فجر سے فارغ ہوئے تو سواری لانے کا حکم دیا، قصوا اونٹنی پر سوار ہوئے حتی اتی المشعر الحرام اور مشعر حرام پر تشریف لائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں جبلِ قزح کا تذکرہ ہے

فلما اصبح صلی اللہ علیہ وسلم بالمزدلفة غدا فوقف علی قزح

مزدلفہ کی صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قزح پہاڑ پر تشریف لائے۔

(المواہب اللدنیہ، ۱۱:۲۶۲)

قبلہ رخ ہو کر دُعا

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قزح پہاڑ پر رخِ انور قبلہ کی طرف کیا۔

فدعا اللّٰہ عزوجل وکبرہ وھللہ ووحدہ	اور اللہ تعالےٰ سے دُعا مانگی اللہ کی بڑھائی، اس کی تسبیح و تہلیل کی۔

کافی دیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں دعا، تکبیر اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے۔

نوٹ:۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس معمول سے واضح ہو جاتا ہے کہ مزدلفہ میں نمازِ فجر کے بعد کا وقت بڑی اہمیت کا حامل ہے لیکن آج حجاج کو اس بات کا علم تک نہیں۔

مزدلفہ سے روانگی

جب خوب سفیدی ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ سوار فرمایا۔ اور مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اذا ضی من المزدلفۃ قبل طلوع الشمس	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے طلوعِ آفتاب سے پہلے روانہ ہوئے۔

(مسند احمد ۱۰:۲۳۲)

لیکن واضح رہے کہ خوب سفیدی ہو چکی تھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قزح پر تشریف فرما رہے۔

حتی اسفر جدًا و دفع قبل ان تطلع الشمس و اردف الفضل بن عباس وراءہ (المسلم، کتاب الحج)

یہاں تک کہ خوب سفیدی ہو گئی تو آپ طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہوئے اور حضرت فضل بن عباس کو ساتھ سوار فرمایا۔

وقوف مزدلفہ کا وقت

پچھلی گفتگو سے وقوفِ مزدلفہ کا وقت بھی متعین ہو چکا کہ حجاج ساری رات مزدلفہ رہیں خصوصًا نماز فجر ادا کر کے دعا و ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوں اور پھر طلوعِ آفتاب سے تھوڑا پہلے وہاں سے روانہ ہوں ہاں کمزور و ضعیف لوگوں کے لیے اجازت ہے وہ پہلے جا سکتے ہیں۔

مشرکین کی مخالفت

مشرکین عرفات سے مزدلفہ غروب آفتاب سے پہلے اور مزدلفہ سے طلوع آفتاب کے بعد منیٰ روانہ ہو جایا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحیح وقت کی نشاندہی فرما دی حضرت مسعود بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے ہے ہمیں مقام عرفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مشرکین عرفات سے غروب آفتاب سے پہلے روانہ ہو جاتے لیکن ہم غروب

آفتاب کے بعد روانہ ہوں گے اور وہ مزدلفہ سے طلوع آفتاب کے بعد چلتے ہم اس سے پہلے روانہ ہوں گے۔
(السنن الکبریٰ، ۵: ۱۲۵)

وادی محسر اور تیزی سے گزر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے وادی محسر تک سواری کو درمیانی چال پر رکھا جب آپ وادی محسر کے پاس پہنچے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

حرک قلیلاً — سواری کو تیز فرمالیا

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

واوضع فی وادی محسر (السنن الکبریٰ، ۵: ۱۲۵) — وادی محسر میں اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیز چلایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مزدلفہ سے واپس وادی محسر پہنچے تو

فقرع ناقتہ حتی جاوز الوادی (السنن الکبریٰ، ۵: ۱۲۶) — سواری کو ضرب لگائی یعنی اسے تیز چلایا حتیٰ کہ وادی سے گزر گئے۔

تیز رفتاری کی وجہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا جس جگہ کسی قوم پر عذاب آیا ہوتا وہاں سے تیز اور عاجزی کے ساتھ گزرتے اور یہ بھی ایک خوف

خدا کی کیفیت ہے محسر میں اصحاب فیل (جو کعبہ کو گرانے آتے تھے) پر عذاب آیا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے تیزی سے گزرے امام نووی اس وادی کے نام کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لان فیل اصحاب الفیل حسر فیہ ای اعی وکل	اس مقام پر اصحاب فیل کے ہاتھی تھک ہار کر عاجز آگئے تھے۔

بعض نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے

لان ابلیس وقف فیہ متحسراً	یہی وہ جگہ تھی یہاں شیطان افسوس کرتے ہوئے چیخا تھا۔

کنکریوں کا حصول

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے یوم نحر (دس ذوالحج) کی صبح کو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔

ھات فالقط لی حصیٰ	ہمارے لئے کنکریاں چن کر لاؤ

میں نے چھوٹی چھوٹی کنکریاں لا کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہاتھ میں لیا اور فرمایا

بامثال ھؤلاء بامثال ھؤلاء	ہاں اس طرح کی کنکریاں ہونی چاہییں۔

غلو سے بچو

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ایاکم والغلو فانما	غلو سے بچو تم سے پہلے
اھلك من كان قبلكم	لوگوں کو دین میں غلو نے
الغلو فی الدین	برباد کر دیا۔

(السنن الکبریٰ، ۱۰ : ۱۲۷)

لوگ بڑے بڑے پتھر مارتے اور اب بھی مارتے ہیں بلکہ جوتے وغیرہ بھی مارتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ ایسی زیادتی نہ کرو بلکہ راہِ اعتدال اختیار کرتے ہوئے چھوٹی کنکریاں مارو، بڑی بڑی کنکریاں مارنے میں یہ نقصان بھی ہے کہ کنکری کسی آدمی کو بھی لگ سکتی ہے اگر بڑی ہو تو پھر شدید نقصان کا خطرہ ہوگا اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر معاملہ میں اعتدال کا حکم دے رکھا ہے۔

کنکریاں لوبیا کے دانہ برابر

یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپ نے کنکریاں مزدلفہ کی صبح حاصل کی تھیں رہا معاملہ یہ کہاں سے حاصل کیں؟ تو اس بارے میں روایات سے یہی پتہ چلتا ہے وہ مقام، وادی محسر کے (مزدلفہ اور منی کے درمیان) قریب ہے، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی محسر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

لوگوں سے فرمایا۔

علیکم بحصی الخذف الذی یرمی بہ الجمرۃ	لوبیا کے دانہ کے برابر کنکریاں حاصل کرو تاکہ جمرہ کو رمی کی جاسکے۔

اور ساتھ یہ بھی بیان کیا۔

ولم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یلبی حتی رمی الجمرۃ (المسلم، کتاب الحج)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تلبیہ جاری رکھے ہوئے تھے یہاں تک کہ رمی کی۔

راستہ میں خاتون کا سوال

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مزدلفہ سے منیٰ تشریف لا رہے تھے تو قبیلہ خثعم کی خاتون صحابیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ بندوں پر حج اللہ تعالٰی کی طرف سے فرض ہے مگر میرے والد اتنے بوڑھے ہیں کہ سواری پر ان کا ٹھہرنا دشوار ہے؟

افا حج عنہ؟	کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں تم کرسکتی ہو۔

(بخاری ومسلم)

ایک مرد کا سوال

اسی طرح ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، میری والدہ بوڑھی ہیں کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتا ہوں فرمایا یہ بتاؤ اگر تمہاری والدہ کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو تم ادا کرو گے؟ عرض کیا ضرور ادا کروں گا فرمایا اللہ تعالٰے کا حق اس سے ادائیگی کا زیادہ حقدار ہے۔

فحج عن امك — لہٰذا تم اپنی والدہ کی طرف سے حج کرو

(النسائی)

منیٰ میں پہلا کام

طلوعِ آفتاب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ پہنچے، درمیانہ راستہ سے سیدھے جمرہ عقبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت جابر سے ہے وادی محسر سے تیز رفتاری سے گزر کر منیٰ میں داخل ہوئے۔

ثم سلك الطريق الوسطى	پھر درمیانہ راستہ پر چلے جو بڑے
التى تخرج على الجمرة	جمرہ کی طرف جاتا تھا یہاں تک
الكبرى حتى اتى الجمرة	کہ اس کے پاس پہنچ گئے اسے
فرماها بسبع حصيات يكبر	سات کنکریاں ماریں ہر کنکری
مع كل حصاة منها مثل	کے ساتھ تکبیر کہتے اور وہ کنکریاں
حصى الخذف	لوبیا کے دانہ برابر تھیں۔

(المسلم، کتاب الحج)

یہ راستہ طریق ضب اور طریق مازمین کے درمیان تھا

چاشت کا وقت

یہ یوم نحر (عید) دس ذوالحج کی صبح کی چاشت کا وقت تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمی فرمائی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رمی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر ضحی رمی بعد ذلک بعد الزوال (البخاری، باب الجہاد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے دن چاشت کے وقت اور باقی دنوں میں زوال کے بعد رمی فرمائی۔

سواری کی حالت میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ رمی حالت سواری میں فرمائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

رمی الجمرۃ جمرۃ العقبۃ یوم النحر راکبًا۔ (مسند احمد، ۱:۲۳۲)

عید کے دن جمرہ عقبہ کو سواری پر رمی فرمائی۔

رمی کے وقت کیفیت

حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطن وادی (پست جگہ) سے جمرہ

عقبہ کو رمی فرمائی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کی کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمرہ عقبہ کے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کھڑے ہوئے کہ

فجعل البیت عن یسارہ	بیت اللہ آپ کے بائیں طرف
و منٰی عن یمینہ و رمی	اور منٰی دائیں طرف تھا پھر
بسبع (بخاری، کتاب الحج)	سات کنکریاں ماریں۔

نوٹ :۔ حجاج منٰی سے اپنی بائیں طرف سے آئیں اور رمی کر کے دائیں طرف سے گزر جائیں تو یہی کیفیت بن جاتی ہے۔

اہم ہدایت

حضرت ام جندب ازدیہ رضی اللہ عنہا سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سواری کی حالت میں رمی کرتے ہوئے دیکھا ہر کنکری کے ساتھ آپ تکبیر کہہ رہے تھے، آپ کے پیچھے ایک آدمی سایہ کر رہا تھا میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا یہ فضل بن عباس ہیں لوگوں نے بھیڑ کر دی تو فرمایا لوگو!

لا یقتل بعضکم بعضاً	ایک دوسرے کو قتل نہ کرو،
اذا رمیتم الجمرۃ فارموہ	جب تم رمی کرو تو لوبیا کے دانہ
بمثل حصی الخذف	کے برابر کنکری سے کرو۔

(ابوداؤد، کتاب المناسک)

تلبیہ کا اختتام

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمرہ عقبہ کے پاس پہنچ کر تلبیہ ختم فرمایا عرفات اور مزدلفہ میں دیگر اذکار اور دعاؤں کے ساتھ تلبیہ کا عمل جاری رہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

رمقت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم یزل یلبی حتی رمی جمرۃ العقبۃ باول حصاۃ	آپ نے تلبیہ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ جمرہ عقبہ کی طرف پہلی کنکری پھینکی

(السنن الکبریٰ، ۵: ۱۳۷)

لیکن حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں آخری کنکری کا ذکر ہے وہ بیان کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلبیہ کا عمل جاری رکھا حتیٰ کہ جمرہ عقبیٰ کی رمی فرمائی۔

یکبر مع کل حصاۃ ثم قطع التلبیۃ مع اخر حصاۃ	تو ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی اور آخری کنکری کے ساتھ تلبیہ بھی ختم کر دیا۔

(السنن الکبریٰ، ۵: ۱۳۷)

ممکن ہے ان کا مقصد یہ ہو کہ جمرہ عقبہ کی رمی کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلبیہ کا عمل ختم فرما دیا کیونکہ ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر کنکری پھینکتے وقت تکبیر کہی جس سے واضح ہو رہا ہے کہ رمی شروع کرتے ہی آپ نے تلبیہ ختم کر دیا اور اسی

موقف کو احناف نے مختار کہا ہے۔

شاید میری تم سے آئندہ ملاقات نہ ہو

چونکہ اس حج کے اکاسی دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو جانا تھا اس لیئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سفر مبارک میں اپنے صحابہ کو اس طرف بھی متوجہ فرما دیا کہ آئندہ میری تمہاری ملاقات نہ ہو گی مجھ سے اچھی طرح حج کا طریقہ سیکھ لو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدلفہ اور منیٰ کے راستہ میں صحابہ کو کنکریاں حاصل کرنے کا کہا تو ساتھ فرمایا۔

خذوا عنی مناسککم	مجھ سے مناسک سیکھ لو
لعلی لا اراکم بعد	شاید اس سال کے بعد میری
عامی ھذا	تمہاری ملاقات نہ ہو۔

(السنن الکبریٰ، ۲۵۱۵)

شاید میں آئندہ حج نہ کر پاؤں

اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالتِ سواری پر رمی فرما رہے تھے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما رہے تھے۔

لتأخذوا مناسککم	اچھی طرح مناسک سیکھ لو
فانی لا ادری لعلی لا حج	شاید میں اس حج کے بعد حج

بعد حجتی ھذہ — نہ کر پاؤں۔

(المسلم، کتاب الحج)

حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں حج کا شرف پایا میں نے حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو دیکھا ایک آپ کی سواری کی نکیل تھامے جبکہ دوسرے آپ کو سایہ کیئے ہوئے تھے عید کا دن تھا آپ حالت سواری میں رمی کرتے ہوئے فرما رہے تھے۔

لتأخذوا مناسککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد حجتی ھذہ	تم اچھی طرح مناسک حاصل کر لو شاید میں آئندہ کوئی حج نہ کر پاؤں۔

(المسلم، کتاب الحج)

شیخ ناصر الدین البانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

فیه اشارۃ الی تودیعھم واعلامھم بقرب وفاته صلی اللہ علیه وآله وسلم وحثھم علی الاعتناء بالاخذ عنه وانتھاز الفرصۃ وتعلم امور الدین وبھذا سمیت حجۃ الوداع	اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو اسی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اب میں تم سے الوداع ہونے والا ہوں، میرے وصال کا وقت قریب آپہنچا ہے اس وقت اور فرصت کے لمحات کو غنیمت جانو مجھ سے امور دین خوب سیکھ لو

(حجۃ النبی، ۸۲) اسی لئے اس حج کا نام حجۃ الوداع ہے۔

نوٹ:۔ سواری پر رمی کا مقصد بھی یہی تھا تاکہ لوگوں کو طریقہ معلوم ہو جائے آج کے دن صرف ایک ہی جمرہ کو رمی کرنا ہوتی ہے

رمی اور طلوع آفتاب

اوپر آپ نے پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے دن رمی چاشت کے وقت فرمائی لہٰذا طلوع آفتاب سے پہلے رمی جائز نہیں، مزدلفہ سے کمزور و ضعیف لوگ پہلے منیٰ آ تو سکتے ہیں مگر رمی طلوع آفتاب کے بعد ہی کریں گے ان روایات پر نظر ڈال لیں سبھی میں یہ تھا منیٰ سے جانے والے لوگ

لا یرموا جمرۃ العقبۃ حتی تطلع الشمس (مسند احمد، ۱: ۳۴۴) جمرہ عقبہ کو طلوع آفتاب سے پہلے رمی نہ کریں۔

قربان گاہ کی طرف

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر قربان گاہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔

ثم انصرف الی المنحر (المسلم، کتاب الحج) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربان گاہ کی طرف پلٹے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے جمرہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمی فرمائی۔

ثم اتی المنحر فقال ھذا المنحر ومنی کلھا منحر (مسند احمد، ۱: ۷۵)

پھر قربان گاہ تشریف لائے اور فرمایا یہ قربان گاہ ہے اور تمام منٰی میں قربانی ذبح کی جاسکتی ہے۔

قربان گاہ کی جگہ

امام ابن التین کی تحقیق کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربان گاہ جمرہ اولیٰ کے پاس تھی

منحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند الجمرۃ الاولی التی تلی المسجد۔ (زرقانی علی المواہب، ۱۱: ۴۳۴)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربان گاہ اس جمرہ اولیٰ کے پاس تھی جو مسجد کے پاس ہے

یاد رہے منٰی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیام گاہ بھی اسی مقام پر تھی۔

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

الاصح ان منحرہ علیہ الصلاۃ والسلام فی منزلہ الذی بقرب مسجد خیف (مرقاۃ المفاتیح، ۵: ۴۴۴)

اصح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربان گاہ آپ کی قیامگاہ کے پاس ہی تھی جو مسجد خیف کے قریب تھی۔

مسجد خیف کی توسیع ہوئی تو وہ مقام مبارک مسجد میں آگیا وہاں الگ جگہ بنی ہوئی تھی سن ۱۹۸۳ء میں بندہ نے خود اس مقام کی زیارت

کی تھی لیکن اب مساجد کی نئی تعمیر میں اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا حالانکہ خادم الحرمین شاہ فہد نے باقاعدہ ہدایات جاری کیں تھیں کہ آثار کو قائم رکھا جائے۔

تریسٹھ اونٹ خود ذبح فرمائے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ سے تریسٹھ اونٹ ساتھ لائے تھے۔ سینتالیس حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے کل تعداد سو تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے تریسٹھ ذبح فرمائے بقیہ کے ذبح کے لیئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

ان جماعة الهدی الذی قدم به علی من الیمن والذی جاء به رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم مائة من الابل وان رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلم نحر بیده الکریمة ثلاثة وستین بدنة۔

(المسلم، کتاب الحج)

قربانی کے لیے جو اونٹ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے لائے اور جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ سے لائے ان کی کل تعداد سو تھی ان میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے تریسٹھ اونٹ ذبح فرمائے۔

عمر شریف کے موافق

امام ابن حبان، امام زرقانی اور دیگر محدثین نے تریسٹھ اونٹ قربانی دینے کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا۔

ذلك مناسب لعمرہ علیہ السلام فانہ کان ثلاثًا وستین	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عمر شریف کے موافق قربانی دی جو تریسٹھ سال ہی ہے،

(البدایہ، حجۃ الوداع)

یعنی ہر سال کے بدلہ میں بطور شکرانہ ایک قربانی پیش کی۔

قربانیوں کا ادب وشوق

صحابہ بیان کرتے ہیں وہ عجیب منظر تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانیاں ذبح فرمانے لگے کیونکہ ہر اونٹ آپ کے سامنے خود لیٹ جاتا بلکہ ہر کوئی اس کوشش میں تھا اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسروں سے پہلے مجھے ذبح فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ اس منظر کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ان قربانیوں میں سے پانچ کا گروپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا ان تمام کی کیفیت یہ تھی۔

فطفقن یزدلفن الیہ بایتہن یبدأ (سبل الہدیٰ، ۸ : ۷۷۰)	ہر کوئی آگے بڑھ کر پیش ہو رہی تھی کہ مجھے پہلے ذبح کیا جائے۔

واقعتاً ان اونٹوں کو جو شرف نصیب ہوا وہ انہی کا حصہ ہے ہمیں امتی ہونے کے ناطے ضرور غور کرنا چاہیئے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ کس قدر محبت و عقیدت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اتباع ہی اللہ تعالےٰ کے ہاں بخشش و قرب کا ذریعہ ہے۔

دو ارشاداتِ عالیہ

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو ارشاداتِ عالیہ کا بھی مطالعہ کرلیں۔

۱:۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا

حتی اکون احب الیہ	یہاں تک کہ میں اسے اس
من والدہ و ولدہ	کے والد، اولاد اور تمام لوگوں
والناس اجمعین۔	سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یاد رہے والدین، اولاد اور لوگوں سے محبت میں برابر نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان سے بڑھ کر محبت لازم و فرض ہے

۲۔ دوسرے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔

حتی یکون ھواہ تبعًا	یہاں تک اس کی تمنائیں اور
لما جئت بہ	آرزوئیں میری تعلیمات کے
	تابع نہیں ہو جاتیں۔

یعنی عقائد و اعمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ہونگے تب بندہ کامیاب ہوگا۔

اس موضوع پر ہماری کتاب "محبت و اطاعتِ نبوی" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

حضرت علی کو ہدایات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا، ان کا چمڑا، گوشت اور ان کے لگام و پلان سب صدقہ کر دیں، ذبح کرنے والے کو ان میں سے بطور اجرت کوئی شی نہ دی جائے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے

امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اقوم علی بدنۃ وان اتصدق بلحومھا وجلودھا واجلتھا وان لا اعطی الجزار منھا شئیا	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قربانیوں پر مقرر کیا اور فرمایا ان کا گوشت، چمڑا اور پلان وغیرہ صدقہ کر دو اور کسی کو ان میں سے بطور اجرت کوئی شی نہ دیں۔

(البخاری، کتاب الحج)

ازواج مطہرات کی طرف سے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف سے ایک ایک گائے

کو ذبح فرمایا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے ہے۔

ذبح عنا صلی اللہ علیہ وسلم یوم حججنا بقرۃ بقرۃ (النسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے موقع پر ہماری طرف سے ایک ایک گائے ذبح فرمائی۔

خود بھی تناول فرمایا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو ہدایات دی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی۔

خذ لنا من کل بعیر جدبۃ من لحم واجعلها فی قدر واحد حتی نا کل من لحمها ونحسو من مرقها ففعل

(مسند احمد، ۱: ۲۶۰)

ہر قربانی میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر اسے ایک جگہ تیار کریں تاکہ گوشت تناول کریں اور شوربا پیئیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے

واخذ من کل بدنۃ بضعتہ فجمعت فی قدر فاکل منها وحسا من مرقها

(مسند احمد، ۱: ۳۱۴)

ہر قربانی سے تھوڑا تھوڑا گوشت حاصل کر کے ہنڈیا میں پکایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تناول فرمایا اور اس کا شوربا بھی پیا۔

صحابہ کو اجازت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بھی اجازت مرحمت کرتے ہوئے فرمایا

کلوا وتزودوا — کھاؤ اور جمع بھی رکھو

کہتے ہیں ہم تین دن منیٰ میں بھی یہ گوشت کھاتے رہے بلکہ

حتی بلغنا بہا المدینۃ — مدینہ طیبہ تک جاتے ہوئے راستہ میں بھی اسے استعمال کرتے رہے۔

(مسند احمد)

سر اقدس کا حلق

قربانی سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اقدس کے بال منڈوائے یعنی حلق کروایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کو رمی فرمائی۔

ثم ذبح ثم حلق — پھر قربانی اور پھر حلق کروایا

(مسند احمد ۱:۲۵۰)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بال مبارک چھوٹے نہیں کرواتے بلکہ استرہ کے ساتھ منڈوا دیتے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے

حلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجتہ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے موقعہ پر تمام بال مبارک منڈوا دیئے۔

(البخاری، کتاب الحج)

مبارک بالوں کی تقسیم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں، اس کے بعد قربانی دے کر اپنے خیمہ میں تشریف لائے حجام کو طلب فرمایا، حجام نے پہلے آپ کے سر اقدس کی دائیں جانب کے بال تراشے

دعا ابا طلحة الانصاری فاعطاہ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ انصاری کو بلا کر وہ مبارک بال عنایت فرمائے

پھر حجام نے بائیں جانب کے بال تراشنے کی سعادت حاصل کی۔

فاعطاہ ابا طلحة فقال اقسمه بين الناس (بخاری ومسلم)	تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو طلحہ کو عطا کیے اور فرمایا انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔

تقسیم کی حکمت، وصال کی طرف اشارہ

محدثین اور اہل سیر نے مبارک بالوں کی تقسیم کی حکمت بھی تحریر کی ہے امام زرقانی رقمطراز ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان موئے مبارک اس لئے تقسیم فرمائے۔

ليكون بركة باقية بينهم وتذكرة لهم وكانه صلى الله عليه وسلم اشار بذلك	تاکہ ان میں برکات باقی رہیں اور یہ آقا کی یاد کا ذریعہ بنیں گویا اس کے ذریعے آپ صلی اللہ

الی اقتراب الاجل (زرقانی علی المواہب" ۱۱: ۳۴۲)	علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال کے قریب ہونے کی طرف اشارہ بھی فرما دیا

حضرت ابو طلحہ اور قبرِ انور

موئے مبارک عطا کرنے اور تقسیم کرنے میں حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو ہی کیوں مخصوص فرمایا اس کی حکمت بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

التفاتاً الی ھذا المعنی لانہ ھو الذی حفر القبر الشریف ولحدلہ وبنی فیہ اللبن (زرقانی، ۱۱: ۳۴۲)	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرما دیا کہ میری قبرِ انور اور لحد شریف بنانے کا شرف انہیں نصیب ہوا۔

صحابہ پر یہ حقیقت اس وقت آشکار ہوئی جب حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو آپ کی قبرِ انور بنانے کا شرف ملا۔

یہاں رک کر سوچیئے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر اپنے مبارک وصال سے آگاہ ہیں۔

۱۔ ترسیٹھ قربانیاں کیں اور واضح کیا میری عمر شریف ترسیٹھ سال ہی ہو گی۔
۲۔ بار بار اعلان فرمایا اب میری تمہاری ملاقات یہاں نہیں ہو گی۔
۳۔ اب میں دوبارہ حج نہ کر پاؤں گا۔

۴۔ صحابہ کو بطور یاد، مبارک بالوں کا تحفہ عنایت فرما دیا۔
۵۔ قبر مبارک بنانے والے کو انمول انعام سے نواز دیا۔
کیا اس کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال سے آگاہ نہ تھے؟ کہنے والا بدنصیب ہی ہوگا۔

مبارک بالوں کے حصول کا خوبصورت منظر

حضرت انس رضی اللہ عنہ بوقت حجامت مبارک بالوں کے حصول کا خوبصورت منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا۔

الحلاق یحلقه وطاف به اصحابه فما یریدون ان تقع شعرة الا فی ید رجل (مسند احمد، ۳ : ۱۳۳)	حجام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حجامت میں مصروف تھا اور صحابہ آپ کے ارد گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بال بھی زمین پر نہ گرنے دے رہے تھے بلکہ انہیں اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیتے۔

یاد رہے صرف ایک دفعہ نہیں بلکہ یہ صحابہ کی زندگی کا معمول تھا۔ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجامت کرواتے وہ اسی طرح ارد گرد بیٹھ جاتے اور بال مبارک حاصل کر لیتے۔

بالوں کی خوشبو کا عالم کیا ہوگا؟

صحابہ کرام کا موئے مبارک کو حاصل کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے درمیان تقسیم فرمانا، حضرت ابوطلحہ انصاری اور ان کی اہلیہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما کو خصوصاً عطا کرنا ان روایات میں متعدد اہل علم کے حوالے سے تطبیق و موافقت بیان کرنے کے بعد مولانا محمد زکریا سہارنپوری رقمطراز ہیں۔

قلت ولعل وجه امره صلی اللہ علیه وسلم ان تجعله فی طیبها ماقی جمع الوسائل بروایة مسلم انه صلی اللہ علیه وآله وسلم نام عندها فعرق تسلفت عرقه فی قاردتها فاستيقظ فقال ماهذا الذی تصنعين یا ام سلیم فقالت هذا عرقك نجعله لطیبنا وهو اطیب الطیب	میں کہتا ہوں شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک پسینہ کو خوشبو میں ملانے کا حکم اس بنا پر دیا ہو جو جمع الوسائل میں مسلم کی روایت سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم انس کے ہاں آرام فرما تھے۔ آپ کو پسینہ آیا تو انہوں نے اپنی شیشی میں اسے جمع کرنا شروع کیا۔ آپ بیدار ہوئے تو پوچھا یہ کیا کر رہی ہو عرض کیا یہ آپ کا پسینہ ہم بطور خوشبو استعمال کریں گے کیونکہ یہ سب سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے۔

اس کے بعد کہتے ہیں۔

ولما کان هذا حال عرقه صلی اللہ علیه وآله وسلم	جب یہ حال وشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینہ کا ہے تو آپ

فرائحة شعره صلى الله عليه وسلم ظاهرة لا تخفى	صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کی خوشبو کا عالم کیا ہوگا؟

(حجۃ الوداع، ۱۶۰)

صرف حج و عمرہ کے موقع پر

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف حج اور عمرہ کے موقع پر حلق کروایا کرتے یعنی تمام بال منڈوا دیتے ورنہ تمام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام منڈواتے نہ تھے بلکہ بال رکھتے تھے۔ امام نبہانی نے اس بات کی تصریح ان الفاظ میں کی ہے۔

لم يرد انه عليه السلام حلق رأسه الشريف غير نسك حج وعمرة فتكون تبقية الشعر في الرأس سنة ومنكرها مع علمه يجب تاديبه	حج اور عمرہ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام بال منڈانا ثابت نہیں لہذا سر پہ بال رکھنا سنت ہے اب جو شخص علم کے باوجود اس کا انکار کرے وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

(الانوار المحمدیہ، ۳۱۴)

مبارک ناخنوں کی تقسیم

اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناخن مبارک بھی ترشوائے اور صحابہ میں تقسیم فرمائے کیونکہ مسند احمد کی روایت میں ساتھ یہ الفاظ بھی ہیں بال مبارک ترشوانے کے بعد

ثم قلموا اظفارہ وقسمہا بین الناس	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناخن ترشوائے اور لوگوں میں تقسیم فرمائے

حضرت محمد بن زید رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا قریشی دوست منیٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ قربانی کا گوشت تقسیم فرما رہے تھے میرے اور میرے دوست کے حصہ میں کوئی شی نہ آئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے موئے مبارک عطا فرمائے اور میرے ساتھی کو مبارک ناخن عطا فرمائے (المواہب، ۱۱: ۴۳۹)

دو روایات میں موافقت

مشہور روایات میں یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال شریف اور ناخن مبارک تقسیم فرما دیئے طبقات ابن سعد کی ایک روایت میں ہے

امر بشعرہ واظفارہ ان تدفن	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال اور ناخنوں کو دفن کرنے کا حکم فرمایا تھا۔
(الطبقات، ۲: ۱۷۴)	

اہل علم نے فرمایا ان روایات کے درمیان کوئی تعارض و اختلاف نہیں

یمکن بانہ صلی اللہ علیہ وسلم امر اولاً بالدفن ثم لما اشتاق اصحابہ الی اخذ الشعور امر بالقسمۃ	ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے انہیں دفن کرنے کا حکم دیا ہو پھر جب صحابہ کا حصولِ شوق دیکھا تو تقسیم فرما دیئے۔
(حجۃ الوداع، ۱۵۹)	

نوٹ :۔ان موضوعات پر تفصیلی گفتگو کے لئے ہماری دو کتب، صحابہ کی وصیتیں اور "صحابہ کرام کے معمولات" کا مطالعہ کیجئے۔

حجامت کا شرف

اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حجامت مبارکہ کا شرف جس صحابی کو نصیب ہوا ان کا اسم گرامی حضرت معمر بن عبداللہ العدوی رضی اللہ عنہ ہے بعض نے حضرت خراش بن امیہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے لیکن انہوں نے اس موقعہ پر نہیں بلکہ عمرۃ القضیہ کے موقعہ پر شرف پایا تھا کیونکہ ان کا اپنا قول ہے۔

انا حلقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند المروۃ فی عمرۃ القضیۃ

میں نے عمرۃ القضیہ کے موقعہ پر مروہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلق کی سعادت حاصل کی تھی۔

(زرقانی علی المواہب، ۲۸:۱۱۴)

اللہ کا نہایت ہی کرم

حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حجۃ الوداع کے موقعہ پر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی خدمت کا موقعہ ملا، منیٰ میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی سے فارغ ہوئے تو فرمایا آؤ میری حجامت کرو میں استرا لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھ کر خوش طبعی فرماتے ہوئے کہا اے

معمر

امکنك رسول الله من شحمة اذنه وفي يدك الموسٰى	اللہ کا رسول اپنا سر تمہارے قابو میں اس حال میں دے رہا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں اُسترا ہے
میں نے عرض کیا۔	
والله یارسول الله ان ذلك لمن نعم الله علی ومنه	یارسول اللہ، اللہ کی قسم یہ مجھ پر اللہ کا نہایت ہی احسان وکرم ہے

(مسند احمد، ۲۷۸۱۵)

حلق والوں کے لئے تین دفعہ دُعا

پیچھے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصر نہیں حلق کروایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دُعا فرمائی۔

اللھم اغفر للمحلقین	اے اللہ حلق کروانے والوں کو معاف فرما دے۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قصر کرنے والوں کے لئے دُعا فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر حلق کروانے والوں کے لئے دعا فرمائی پھر عرض کیا یا رسول اللہ قصر کروانے والوں کے لیے بھی دعا فرمائیں آپ نے تیسری دفعہ بھی حلق والوں کے لئے ہی دعا فرمائی پھر قصر والوں کے لیے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ ان کے دعا فرمائی۔ (بخاری ومسلم)

جب حلق کروانے والوں پر اتنا بڑا انعام ہے کہ اللہ تعالٰے کے حبیب کی تین دفعہ دعا نصیب ہوئی ہے تو پھر ہم اسے ہی حاصل کیوں نہ کریں۔

خواتین کے لئے قصر سنت ہے

حلق صرف مردوں کے لئے ہے خواتین حلق نہیں کروا سکتیں بلکہ ان کے لئے صرف قصر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تحلیق المراۃ راسھا (الترمذی)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو حلق کروانے سے منع فرمایا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خواتین کے لیے حلق نہیں۔

انما علی النساء التقصیر (ابوداؤد)	خواتین کے لیے فقط قصر کروانا ہے۔

ایک پورا کی مقدار

خواتین پر ایک پورے کی مقدار بال کٹوانا لازم ہوتا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواتین قصر کرواتے ہوئے۔

تأخذ قدر انملۃ (سنن سعید بن منصور)	صرف ایک پورا کی مقدار بال کٹوائیں

یاد رہے خواتین کو قصر سے وہی ثواب نصیب ہو جائے گا جو مردوں کو حلق کروانے سے ہوتا ہے۔

لباس پہن لیا

حجامت سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کھول کر لباس پہن لیا، خوشبو لگائی ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتیں ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

یوم النحر قبل ان یطوف بالبیت	عید کے روز طواف زیارت پر روانہ ہونے سے پہلے خوشبو لگائی۔
(المسلم، کتاب الحج)	

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تم نے جمرہ عقبہ کو رمی کر لی تو اب تمہارے لئے بیویوں کے علاوہ احرام کی باقی تمام پابندیاں ختم، تو کسی نے خوشبو کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس موقعہ پر خوشبو لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔ (النسائی، کتاب المناسک)

منیٰ میں ایک اہم اعلان

حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا لوگوں کے درمیان یہ اعلان کر دوان دنوں میں روزہ جائز نہیں

انها ایام اکل و شرب و ذکر اللہ	یہ دن، کھانے، پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔

(مسند احمد، ۳: ۴۱۵)

طوافِ زیارت کے لئے مکہ روانگی

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور مکہ کی طرف طوافِ زیارت کے لیے روانہ ہوئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔

ثم رکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فافاض الی البیت
(المسلم، کتاب الحج)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور بیت اللہ کے طواف کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

افاض یوم النحر ثم رجع فصلی الظھر بمنٰی
(المسلم، کتاب الحج)

یوم نحر میں طواف کے لئے چلے گئے اور منٰی میں واپس آکر ظہر ادا کی۔

حالت سواری میں طواف

طوافِ زیارت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری کی حالت میں طواف فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طاف بالبیت وھو علی بعیرہ (مسند احمد، ۱: ۲۱۴)

نے بیت اللہ کا طواف سوار ہو کر کیا۔

انہی سے ابوداؤد کی روایت میں مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم مکہ تشریف لائے ہم لوگوں کو زمزم پلا رہے تھے

فطاف علی راحلته	آپ نے حالت سواری میں ہی طواف کیا۔

(ابوداؤد، کتاب المناسک)

انہی سے تیسری روایت میں ساتھ سواری پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی ہے۔

قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی راحلته وخلفه اسامة	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر تشریف لائے اور آپ کے پیچھے اسامہ سوار تھے۔

(المسلم، کتاب الحج)

حالت سواری میں طواف کی حکمت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلا طواف پیدل فرمایا جبکہ طوافِ زیارت سواری کی حالت میں فرمایا اس کی حکمت یہی تھی تاکہ ہر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال کو دیکھ سکے اور زیارت بھی کر سکے حافظ ابنِ حجر حکمت لکھتے ہوئے فرماتے ہیں

فللحاجة الی اخذ المناسك عنه	تاکہ ہر کوئی آپ کا طریقہ حج سیکھ سکے

آگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کا مقام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

واحتمل ایضا ان تکون راحلته عصمت من	یہ بھی احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری اس حال میں آپ کی برکت

التلويث حينئذ كرامة — کی وجہ سے بول و براز نہیں کیا کرتی تھی
له صلی الله علیه وآله وسلم — لہٰذا اس پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں
فلا يقاس عليها غيرها — کیا جا سکتا۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

وقد قیل ان ناقته صلی — یہ بھی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
الله علیه وسلم كانت منوقة — وسلم کی سواری اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ای مدربة معلمة فيوعن — تربیت یافتہ اور سیکھی ہوئی تھی اور وہ
منها ما يحذر من التلويث — آپ کو لیے ہوئے بول و براز نہیں کیا
وهي سائرة — کرتی تھی۔

(فتح الباری)

رہا یہ معاملہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلیہ حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا نے بیمار ہونے کی وجہ سے سواری پر طواف کیا (جیسا کہ آگے آ رہا ہے) تو فرماتے ہیں۔

فتحتمل ان یکون بعیر ام — ممکن ہے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہ
سلمة كان كذلك — کی سواری کی بھی (حضور کی اجازت
(فتح الباری) — کی وجہ سے) خصوصیت ہو۔

یعنی سواری پر طواف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی خصوصیت ہے۔

رمل نہیں فرمایا

اس طواف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمل نہیں فرمایا امام ابوداؤد

نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

لم یرمل فی السبع الذی اقاض فیہ	طواف زیارت میں رمل نہیں کیا۔

نوٹ، اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے جب پہلے طواف میں رمل ہو گیا تو دوسرے میں رمل کی ضرورت نہیں ہوتی۔

چھڑی سے استلام

چونکہ اس طواف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سواری کی حالت میں تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چھڑی کے ذریعے حجر اسود کا استلام فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سواری پر طواف فرمایا۔

واستلم الحجر بمحجن کان معہ (مسند احمد، ۱: ۲۱۴)	اور اپنی چھڑی سے حجر اسود کا استلام فرمایا۔

چھڑی کا بوسہ

حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو طواف کرتے ہوئے دیکھا

ویستلم الرکن بمحجن معہ ویقبل المحجن	آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چھڑی حجر اسود کو لگا کر استلام فرماتے

(زرقانی، ۱۱: ۳۸۰) اور چھڑی کو بوسہ دے رہے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹنی پر طواف فرمایا چھڑی حجر اسود کو لگاتے۔

ثم یعطف المحجن ویقبلہ (القریٰ، ۴، ۲۷۴)۔ پھر واپس کر کے چھڑی کو بوسہ دیتے تھے۔

نوٹ:۔ طواف کرنے والے کے لیے کس قدر آسانی ہے اگر بوسہ نہ لیا جاسکے تو ہاتھ لگا لیا جائے اگر وہ بھی مشکل تو دور سے سلام کر لیا جائے۔ امام احمد رضا قادری لکھتے ہیں، ہاتھ نہ پہنچے تو لکڑی سے سنگِ اسود مبارک چھو کر اسے چوم لو، یہ بھی نہ بن پڑے، تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے اسے بوسہ دے دو۔ یہی کیا کم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ رکھنے کی جگہ پر نگاہیں پڑ رہی ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ۱۰، ۷۳۹)

نوافل کے لئے سواری بٹھائی

جب طواف مکمل ہوگیا تو مقامِ ابراہیم کے پاس اونٹنی کو بٹھایا اور دو رکعت نفل ادا فرمائے حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف سے فارغ ہوئے۔

اناخ راحلتہ عند المقام فصلی رکعتین (القریٰ، ۴، ۲۷۴ بحوالہ ابوداؤد) سواری کو مقام ابراہیم کے پاس بٹھایا اور دو نفل ادا فرمائے۔

چشمہ زمزم پر

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چشمہ زمزم پر تشریف لائے وہاں بنو عبد المطلب (آپ کے خاندان کے لوگ) مثلاً حضرت عباس رضی اللہ عنہ لوگوں کو زمزم پلا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمزم طلب فرمایا انہوں نے اپنے بیٹے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ اپنی والدہ کے پاس اور حضور کے لئے کھجور کا مشروب لاؤ آپ نے فرمایا مجھے زمزم دو عرض کیا اس میں لوگوں نے ہاتھ ڈالے ہیں فرمایا کوئی بات نہیں زمزم ہی دو الفاظ روایت ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اتی السقایة فقال اسقونی	چشمہ زمزم پر تشریف فرما ہوئے
فقالوا ان ھذا یخوضہ	فرمایا زمزم لاؤ عرض کیا اس میں لوگ
الناس ولکنا نا تیک بہ من	داخل ہوتے ہیں اس لئے آپ
البیت فقال لا حاجة لی	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے گھر
فیہ اسقونی مما شرب	سے پانی لاتے ہیں فرمایا مجھے اس
الناس (مسند احمد ۱؍۲۱۴)	کی ضرورت نہیں مجھے اسی سے
	پلا دو جس سے لوگ پیتے ہیں۔

زمزم میں تبرک

اس چشمہ زمزم کو یہ شرف بھی حاصل ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منہ میں رکھ کر واپس اس میں بطور تبرک ڈالا تاکہ تا قیامت امت مسلمہ کے لیے برکت حاصل رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم پر تشریف لائے ہم نے زمزم کا ڈول نکال کر پیش کیا۔

فشرب ثم مج فیھا ثم افرغناھا فی زمزم
(مسند احمد، ۱:۲۷۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا، منہ میں پانی لے کر واپس اس میں ڈالا اور اسے ہم نے چشمہ زمزم میں انڈیل دیا۔

نوٹ، ہمیں زمزم پیتے ہوئے یہ تصور بھی کرنا چاہیئے یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبرک بھی ہے۔

کھڑے ہو کر نوش فرمایا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمزم کھڑے ہو کر نوش فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زمزم پیش کیا۔

فشرب وھو قائم
(البخاری، کتاب الحج)

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔

بقیہ اسامہ نے

مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو بقیہ تھا۔

سقی فضلہ اسامۃ
(المسلم، کتاب الحج)

اسے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے پینے کا شرف حاصل کیا۔

آپ کے نوش فرمانے کا معمول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں زمزم کا ڈول پیش کیا گیا آپ نے ڈول کو پکڑا بسم اللہ پڑھی پھر منہ لگا کر خوب پیا پھر سر اقدس اٹھایا اور الحمدللہ کہا پھر بسم اللہ پڑھی اور منہ لگا کر پیا پھر سر اقدس اٹھا کر الحمدللہ کہا پھر بسم اللہ پڑھ کر پیا اور سر اٹھا کر الحمدللہ کہا اور پھر فرمایا ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق یہ ہے۔

لم یشربوا منہا حتی یتضلعوا — وہ اسے خوب پیٹ بھر کر نہیں پیتے۔

(اخبار مکہ، ۲: ۵۷)

میں بھی ڈول نکالتا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زمزم پلانے کی خدمت کو نہایت پسند کیا اور فرمایا اگر یہ خطرہ نہ ہوتا

لولا ان تغلبوا علیہا لنزعت بیدی — لوگ تمہیں پریشان کریں گے تو میں بھی ڈول نکالنے میں تمہارے ساتھ شریک ہو جاتا۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

لولا ان الناس یتخذونہ نسکا لنزعت معکم۔ — اگر لوگوں کے اسے حج کا حصہ بنانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ ڈول نکالتا۔

(مسند احمد، ۱: ۲۷۲)

جب لوگوں کو پتہ چل جائے گا تو ہر کوئی کہے گا میں بھی ڈول نکالوں تو تمہیں پریشانی لاحق ہوگی اس لئے میں اس عمل کو ترک کرتا ہوں۔

اس کے بعد سعی

اس کے بعد حسبِ سابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا و مروہ کی سعی فرمائی لیکن وہ بھی حالت سواری میں تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

ثم خرج نطاف بین الصفا والمروۃ (القریٰ، ۲۰۴ بحوالہ مسند احمد)	پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔

ثم خرج من باب الصفا قال واخذ عبداللہ ابن ام مکتوم بخطام ناقتہ فجعل یرتجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضحک	پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باب الصفا سے باہر نکلے اس حال میں کہ حضرت ابن مکترم نے آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی اور متنغر کہہ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر مسکرائے۔

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالت سواری میں طواف کرتے ہوئے دیکھا آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کا استلام فرما رہے تھے۔

ثم خرج الی الصفاء والمروۃ فطاف سبعًا علی راحلتہ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفا و مروہ کی طرف نکلے آپ نے سواری پر ہی سعی فرمائی۔

(القری، ۲۷۵ بحوالہ ابوداؤد)

یہ ہیں محمد یہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یہ طواف اور سعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت سواری میں فرمائی اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

لیراہ الناس ولیشرف ولیسألوہ فان الناس غشوہ

(المسلم، کتاب الحج)

تاکہ تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف پاسکیں آپ سے اپنے اپنے مسائل عرض کر سکیں کیونکہ پیدل کی صورت میں لوگوں کا جمگھٹ ہو جاتا تھا۔

حالانکہ زیارت کرنے والوں کی صورتِ حال حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ کثر علیہ الناس یقولون ھذا محمد ھذا محمد حتی خرج العواتق من البیوت

(المسلم، کتاب الحج)

کثیر لوگ زیارت کرنے کیلئے حاضر ہو گئے تھے حتی کہ گھروں سے باپردہ خواتین بھی نکل آئی تھیں اور ہر کوئی دوسرے کو دیدار کرواتے ہوئے کہہ رہا تھا یہ ہیں محمد یہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کیا خوش بختی ان لوگوں کی جو حرم کعبہ میں طواف وسعی میں اللہ تعالیٰ

کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کی زیارت کا شرف پا رہے تھے۔

ظہر کہاں پڑھی؟

یہ طواف اور سعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر سے پہلے ادا فرمائی رہا معاملہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن ظہر کی نماز کہاں ادا فرمائی اس بارے میں حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکتی کیونکہ دونوں قسم کی روایات ہیں حضرت جابر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز مکہ میں ہی ادا کی لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ظہر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منیٰ میں واپس جا کر ادا کی۔

جو کچھ ہو طواف اور سعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر سے پہلے مکمل کر لیے یہ دس ذوالحج ہفتہ کا دن تھا

نوٹ :۔ یاد رہے دس کو ہی طواف کر لینا افضل ہے لیکن تین دن (دس، گیارہ ، بارہ) کے اندر اندر کیا جا سکتا ہے۔

منیٰ میں واپسی

دن کے پچھلے پہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ واپس تشریف لے گئے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔

ثم رجع الی منیٰ فمکث پھر منیٰ تشریف لے گئے

بها لیالی ایام التشریق	اور ایام تشریق کی راتیں وہاں بسر کیں۔

منیٰ میں سوال و جواب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان امور سے فارغ ہو کر تشریف فرما ہو گئے تاکہ لوگ مختلف معاملات کے بارے میں آپ سے رہنمائی لے سکیں مؤطا کے الفاظ ہیں۔

وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع للناس بمنیٰ والناس یسألونہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں تشریف فرما ہو گئے اور لوگوں نے آپ سے مختلف سوالات عرض کیے۔

مسلم کے الفاظ ہیں۔

وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنیٰ للناس یسألونہ	لوگوں کے سوالات کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں تشریف فرما ہوئے۔

کوئی حرج نہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں لوگوں کی رہنمائی کے لئے تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے علم نہ تھا۔

فحلقت قبل ان انحر	میں نے ذبح سے پہلے حجامت کروالی ہے۔

فرمایا۔

اذبح ولا حرج	جاؤ قربانی کرو کوئی حرج نہیں

دوسرا شخص آیا اس نے عرض کیا مجھے علم نہ تھا۔

فنحرت قبل ان ارمی	میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ارم ولا حرج	جاؤ رمی کرو کوئی حرج نہیں

صحابی کہتے ہیں اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقدیم وتاخیر کے حوالے سے جو بھی پوچھا گیا آپ نے یہی فرمایا کوئی حرج نہیں۔

فما سئل عن شئی قدم اواخر الاقال افعل ولا حرج (المسلم، کتاب الحج)	کسی شئی کی تقدیم وتاخیر کے بارے میں جو سوال کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فرمایا کوئی حرج نہیں۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

فما سمعته یسئال یومئذ عن امرمما ینسی او یجھل من تقدیم لبعض الامور قبل بعض واشباھھا	اس دن میں نے جو بھی تقدیم و تاخیر کے بارے میں جو سوال سنا کہ مجھ سے بھول ہو گئی یا مجھے علم نہ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

الاقال افعلوا ذلک ولا حرج (المسلم، کتاب الحج) — وسلم نے یہی فرمایا کرلو کوئی حرج نہیں

چار اہم امور

دس ذوالحج (یوم نحر) کو چار اہم امور کی بجا آوری ہوتی ہے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی پھر قربانی پھر حجامت پھر طواف زیارت وسعی ان میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے اگر کسی نے علم ہونے کے باوجود اس ترتیب کو بدل دیا تو اس پر دم لازم آجائے گا۔

معتدل رائے

ترتیب بدلنے سے دم لازم آتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک لازم آتا ہے اور بعض کے نزدیک لازم نہیں آتا لیکن ان روایات کو سامنے رکھتے ہوئے معتدل رائے یہی بنتی ہے کہ اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر اس ترتیب کو بدل ڈالا تو اس پر دم لازم آئے گا اگر کسی کو ترتیب کا علم ہی نہیں تھا یا وہ بھول گیا تو اب دم لازم نہ ہوگا کیونکہ سوال کرنے والے نے عرض کیا۔ مجھے علم نہیں تھا، اسی طرح بیان کرنے والے صحابی نے نسیان اور جہالت کے الفاظ ذکر کیئے ہیں امام قسطلانی، امام طحاوی حنفی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

ظاھر الحدیث یدل علی التوسعة فی تقدیم — ظاہر حدیث بعض کو بعض پر مقدم کرنے کی اجازت دے رہی ہے، البتہ یہ احتمال

لبعض هذه الاشياء على بعض الا انه يحتمل ان يكون قوله لا حرج ای لا اثم فی ذلك الفعل وهو كذلك لمن كان ناسیا اوجاهلا واما من تعمد المخالفة فتجب عليه الفدية (المواہب اللدنیۃ ۱۱؍۴۳۴)	ہے کہ لاحرج کا معنی یہ ہوگا کہ گناہ نہیں اور یہ حکم اس شخص کا ہوگا جو بھول گیا یا اسے علم نہ تھا، لیکن جس نے ایسا دانستہ کیا اس پر دم لازم ہوگا۔

حالت سواری پر

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوالات کا سلسلہ حالت سواری میں ہی ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہیں جوابات ارشاد فرمائے مسلم کے الفاظ ہیں۔

وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی راحلة فطفق ناس یسألونه (المسلم، کتاب الحج)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر تشریف فرما تھے لوگوں نے آپ سے مختلف سوالات پوچھے۔

روایات میں موافقت

کچھ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد سوالات

ہوئے کچھ سے پتہ چلتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لباس پہن لیا تو اس موقعہ پر ہوئے بعض سے پتہ چلتا ہے کہ طواف کے بعد واپسی پر ہوئے لیکن ان میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے تینوں مواقع پر سوالات ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہنمائی فرمادی۔

یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

حضرت حارث بن عمرو السہمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں منیٰ کے مقام پر اپنے کریم آقا علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا لوگ آپ کے اردگرد حلقہ بنائے حاضر تھے میں نے دیکھا

فتجی الاعراب فاذا راؤا وجھہ قالوا ھذا وجہ مبارک

(ابوداؤد، ۱ : ۲۴۳)

جو کوئی آپ کے چہرہ انور کی زیارت کرتا وہ پکار اٹھتا یہ چہرہ اقدس انوار الٰہی کا مظہر اتم ہے۔

امام حسن رضا بریلوی نے کیا خوب کہا۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

(ذوق نعت)

بہت سے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس دیکھ کر ہی مسلمان ہو گئے تھے، حضرت ابو رمثہ التیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا لوگوں نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشاندہی کی جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

کا شرف پایا تو۔

قلت ھذا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	میں پکار اٹھا یہ تو اللہ تعالےٰ کے نبی ہیں۔

(شمائل ترمذی، باب ماجاء فی شیب رسول اللہ)

یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدینہ طیبہ میں یہود کے سب سے بڑے عالم تھے وہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں جب مجھے اس بات کی اطلاع ملی کہ محمد عربی جس نے نبی آخرالزمان ہونے کا دعویٰ کیا ہے مدینہ کی بستی میں ان کی آمد ہو چکی ہے تو میں بھی دوستوں کے ساتھ آپ کو دیکھنے کی غرض سے گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے جب میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر پڑی۔

عرفت ان وجھہ لیس بوجہ کذاب	تو میرے دل نے گواہی دی یہ پُرانوار چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب فضل الصدقہ)

اللہ تعالےٰ ہمیں بھی اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف عطا فرمائے۔

منیٰ کی راتیں

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمی جمار کے لیے منیٰ میں ہی قیام فرمایا اور

یہ اتوار، پیر اور منگل کی راتیں تھیں۔

فمکث بها ليالی ايام التشريق (ابوداؤد، کتاب المناسک)

ایام تشریق کی راتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منیٰ میں ہی بسر کیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے ہمارے پاس کچھ مال تجارت تھا جس کی حفاظت کے لیے ہم سے کوئی نہ کوئی مکہ میں رات بسر کرتا۔

اما رسول الله صلى الله عليه وسلم فبات بمنى (ابوداؤد، کتاب المناسک)

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں ہی راتیں بسر فرمائیں

نوٹ: ان دنوں منیٰ میں ہی رات کا اکثر حصہ بسر کرنا سنت ہے۔

زوال کے بعد رمی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف فرما تھے۔

يرمى الجمرة اذا زالت الشمس

اور جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ (اولیٰ) کو رمی فرمائی۔

یعنی سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے

كنا نتحين زوال الشمس فاذا زالت رمينا (البخاری)

ہم زوال شمس کا انتظار کرتے جب سورج ڈھلتا تو ہم رمی کرتے۔

پہلے اور دوسرے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پہلے جمرہ کی رمی سے فارغ ہوئے تو قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر طویل دعا مانگی پھر دوسرے کو رمی فرمائی اور اس کے بعد طویل دعا مانگی لیکن تیسرے کو رمی فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ رکے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

ویقف عند الاولی	پہلے اور دوسرے جمرہ کو رمی
والثانیۃ فیطیل	کرنے کے بعد آپ صلی اللہ
القیام ویتضرع	علیہ وسلم کافی دیر رکے اور آہ و
ویرمی الثالثۃ لا یقف	زاری کے ساتھ دعا کی پھر تیسرے
عندھا	جمرہ کو رمی فرمائی مگر اس کے بعد
(ابوداؤد، کتاب المناسک)	نہ رکے۔

میں نے رسول اللہ کا یہی معمول دیکھا

حضرت سالم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کرتے ہیں انہوں نے جمرہ اولیٰ کو رمی کی سات کنکریاں ماریں ہر ایک کے ساتھ تکبیر کہی جب فارغ ہوئے تو قبلہ رخ ہو کر کافی دیر تک رکے۔

یدعو ویرفع یدیہ	اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہے

پھر انہوں نے جمرہ وسطیٰ کو رمی کی پھر قبلہ رخ ہو کر کافی دیر تک ہاتھ اٹھائے دعا کرتے رہے اس کے بعد تیسرے جمرہ کو رمی کی لیکن

اس کے بعد کھڑے نہ ہوئے اور فرمانے لگے۔

ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ (البخاری، کتاب المناسک)	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں ہی کرتے ہوئے دیکھا۔

دوسرے کے پاس زیادہ وقت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد پہلے سے زیادہ رکا کرتے۔

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقف عند الثانیۃ اکثر مما وقف عند الجمرۃ الاولٰی (مسند احمد)	میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے جمرہ کے پاس پہلے کے پاس رکنے سے زیادہ رکا کرتے

واضح ہو گیا پہلے دو جمرات کو رمی کرنے کے بعد دعا کے لئے رکا جائے اور تیسرے کے بعد نہ رکا جائے

یہ رمی پیدل فرمائی

پیچھے گزر چکا ہے دس ذوالحج کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کو سواری کی حالت میں رمی فرمائی تھی جبکہ یہ رمی پیدل فرمائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کان اذا رمی الجمار مشی الیھا ذاھبًا و راجعًا	جب رمی فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمرات کی طرف

(الترمذی) پیدل ہی تشریف لے گئے اور واپسی پر بھی پیدل ہی تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول یہ تھا دس کو حالت سواری میں رمی کرتے اور باقی ایام میں پیدل جاتے اور بتلاتے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل ذلک (مسند احمد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی معمول تھا۔

رات کو بیت اللہ کی زیارت کے لئے آمد

دس ذوالحج دن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف کے لئے ظہر سے پہلے منیٰ سے مکہ تشریف لائے اور باقی دنوں میں رات کو بیت اللہ کی زیارت کے لیے تشریف لاتے رہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان یزور البیت فی ایام منی (البخاری، کتاب الحج) منیٰ کے دنوں میں بیت اللہ کی زیارت کے لیے تشریف لاتے رہے۔

بیہقی کی روایت میں رات کا ذکر ہے۔

کان یزور البیت کل لیلۃ مادام بمنی (السنن الکبریٰ، ۲: ۱۴۶) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ کی ہر رات زیارتِ بیت اللہ کے لئے تشریف لاتے رہے۔

حضرت طاؤس سے یہ الفاظ منقول ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

کان یغیض کل لیلۃ یعنی لیالی منیٰ
منیٰ کی ہر رات بیت اللہ میں تشریف لاتے رہے۔

(السنن الکبریٰ، ۲:۱۴۶)

ازواج مطہرات کا طواف

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات نے طواف دن کے بجائے رات کو کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ منیٰ سے مکہ تشریف لائے تھے حافظ ابن حجر شرح منہاج میں نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

اخر طواف نسائہ وخرج معھن
اپنی ازواج کا طواف مؤخر فرمایا اور ان کے ساتھ خود تشریف لائے۔

کچھ لوگوں کو اجازت

پیچھے پڑھ چکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تمام راتیں اور دن منیٰ میں ہی بسر فرمائے اگر طواف کے لیے مکہ تشریف لائے تو طواف سے فارغ ہو کر منیٰ ہی تشریف لے گئے لیکن کچھ لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں رات بسر کرنے کی اجازت دی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محترم چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو زمزم پلانے کی ذمہ داری کی وجہ سے اجازت چاہی کہ میں یہ راتیں مکہ میں رہنا چاہتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دیدے۔

استأذن العباس رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یبیت بمکۃ لیالی منیٰ من اجل سقایتہ فاذن لہ	حضرت عباسؓ نے زمزم پلانے کی وجہ سے منیٰ کی راتیں مکہ میں بسر کرنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت مرحمت فرمادی۔

(ابوداؤد، کتاب المناسک)

پیچھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے گزرا ہم تجارت کرتے تھے ان دنوں

فیأتی احدنا مکۃ فیبیت علی المال	ہم سے کوئی ایک مال کی نگرانی کے لئے مکۃ المکرمہ میں رات بسر کرتا۔

(ابوداؤد، کتاب المناسک)

چرواہوں کو اجازت

اسی طرح اونٹوں کے چرواہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منیٰ سے باہر رات بسر کرنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی حضرت عدی بن عاصم اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

رخص لرعاء الابل فی البیتوتۃ	اونٹوں کے چرواہوں کو منیٰ سے باہر رات بسر کرنے کی اجازت عطا فرمادی۔

(ابوداؤد)

بلکہ چرواہوں کے بارے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمادیا تم یوم نحر کو رمی کرو دوسرے دن بے شک نہ کرو تیسرے

دن دونوں دنوں کی اکٹھی رمی کر لو۔ مسند احمد میں روایت کے الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

رخص للرعاء ان یرموا یوما و یدعوا یوما — چرواہوں کو رخصت دیتے ہوئے فرمایا تم ایک دن رمی کر لو دوسرے دن ترک کر لو

دوسری روایت میں ہے

فیرموا یوم النحر ثم یدعوا یوما ولیلۃ ثم یرموا الغد (مسند احمد، ۵ : ۴۵۰) — وہ یوم نحر میں رمی کر لیں پھر ایک دن اور رات ترک کر دیں پھر آئندہ کل میں دونوں دنوں کی کر لیں۔

اس تمام گفتگو سے واضح ہو گیا کہ مجبور آدمی مثلاً بیمار ہے یا کسی بیمار کے ساتھ ہسپتال رہنا پڑتا ہے وہ منیٰ سے باہر راتیں بسر کر سکتا ہے غور کیجئے اسلام میں کس قدر آسانیاں ہیں اور ہم نے اسے کتنا مشکل بنا رکھا ہے۔

نوٹ، مریض یا کمزور کی جگہ کوئی دوسرا بھی رمی کر سکتا ہے۔

سورۃ النصر کا نزول

گیارہ ذوالحج بروز اتوار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں تشریف فرما تھے تو آپ پر سورۃ النصر (اذا جاء نصر اللہ) کا نزول ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے

نزلت ھذہ السورۃ علی	حجۃ الوداع کے موقعہ پر مقام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	منیٰ میں ایام تشریق کے وسط
بمنیٰ وھو فی اوسط ایام	میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
التشریق فی حجۃ الوداع	پر سورت اذا جاء نصر اللہ کا نزول
اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ والفتح	ہوا تو آپ دنیا سے اپنی رخصتی
فعرف انہ الوداع	سے آگاہ ہو گئے

(مجمع الزوائد، ۳: ۲۶۶)

اس سورۂ مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس ظاہری حیات سے رخصت ہونے کی طرف اشارہ بھی ہے جیسا کہ درج ذیل واقعہ سے بھی اس کی تائید ہو رہی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیگر کبار صحابہ پر بھی ترجیح دیتے تھے۔ جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا یہ قرآن کا علم دوسروں سے زیادہ رکھتے ہیں انہوں نے بطور امتحان سورۃ النصر تلاوت کی اور موجود صحابہ سے اس کا معنی پوچھا تمام نے بیان فرمایا اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو اس کی تفسیر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا۔

ھو اجل رسول اللہ صلی اللہ	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
علیہ وسلم نعی علیہ	کو وصال کی اطلاع دی گئی ہے

گیارہ ذوالحج کو خطبہ

گیارہ کو جب سورۂ مبارکہ کا نزول ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی

عنہا کا بیان ہے

امر بنا حلته القصواء	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرحلت له ثم ركب	قصواء اونٹنی تیار کر دی گئی آپ
فوقف للناس بالعقبة	سوار ہوئے اور لوگوں کو خطاب
فاجتمع اليه ما شاء الله	فرمایا اس وقت جو مسلمان جمع تھے
من المسلمين	ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

(مجمع الزوائد، ۳: ۲۶۶)

خطبہ کی تفصیل

نَضَّرَ اللهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا، ثُمَّ أَدَّاهَا إِلَى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَا فِقْهَ لَهُ وَ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ۔

ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ

إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ

وَالنَّصِيحَةُ لِأُولِي الْأَمْرِ، وَ لُزُومُ الْجَمَاعَةِ، إِنَّ دَعْوَتَهُمْ تَكُوْنُ مِنْ وَرَائِهِ۔

وَمَنْ كَانَ هَمُّهُ الْآخِرَةَ جَمَعَ اللهُ شَمْلَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ۔

وَمَنْ كَانَ هَمُّهُ الدُّنْيَا فَرَّقَ اللهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ۔



اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات کو سنا اور اسے یاد رکھا، پھر ایسے لوگوں تک پہنچایا جنھوں نے اسے نہیں سنا کیونکہ حکمت (فقہ) کے کتنے ہی پیغامبر ایسے ہوتے ہیں جو اس کی اپنی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے اور حکمت کے کتنے ہی پیغامبر ایسے لوگوں تک اسے پہنچاتے ہیں جو خود ان سے زیادہ سمجھ بوجھ کے مالک ہوتے ہیں۔

تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ایماندار آدمی کے دل میں کوئی کینہ پروری راہ نہیں پاتی:

۱۔ خالصۃً اللہ کے لیے (بے لوث) عمل کرنا۔

۲۔ ارباب اقتدار کے لیے (اطاعت، مشورہ، تنقید کی شکل میں) خیر خواہی

۳۔ نظم جماعت کا سر رشتہ تھامے رکھنا۔

ان (یعنی اولی الامر) سے خطاب ان تین تقاضوں کی بنا پر ہونا چاہیے اور جس کی فکر آخرت کے لیے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی خاطر جمع کرتا ہے اور اس کے دل میں بے نیازی پیدا کر دیتا ہے اور دنیا از خود اس کے پاس کھنچی چلی جاتی ہے اور جس کی فکر دنیا کے لیے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے معاملے کو پراگندہ کر دیتا ہے اور اس کی محتاجی کو اس کی آنکھوں کے سامنے بیچ میں لا رکھتا ہے اور اسے دنیا میں بجز اس کے کچھ (حصہ) نہیں ملتا جو اس کے لیے لکھا جا چکا ہے۔

(جمہرۃ الخطب بحوالہ اعجاز القرآن)

ایام تشریق منیٰ میں

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ۔

ان مقررہ دنوں میں اللہ کو خوب یاد کرو جس نے دو دنوں میں جلدی کرلی اس پر کوئی گناہ نہیں اور جس نے تاخیر کرلی اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔

یعنی اگر کوئی شخص گیارہ بارہ ذوالحج دو دن رمی کر کے مکہ آجاتا ہے تو اس کی اجازت ہے اور اگر کوئی تیرہ کو بھی رمی کرتا ہے تو اس کی بھی اجازت ہے

تیرہ ذوالحج تک ٹھہرے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ ذوالحج تک منیٰ میں قیام پذیر رہے اور تیرہ کو زوال کے بعد رمی فرما کر واپس لوٹے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں جب ایام تشریق کا تیسرا دن آیا اور وہ منگل کا دن تھا۔

رکب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والمسلمون معہ فنفر بھم من منیٰ (البدایہ، حجۃ الوداع)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے تمام مسلمان بھی ساتھ تھے اور آپ ان کے ساتھ منیٰ سے روانہ ہوئے۔

یہ روانگی ظہر سے پہلے تھی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روانگی منیٰ سے ظہر سے پہلے ہوئی کیونکہ ظہر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی محصب میں ادا فرمائی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

صلی الظهر والعصر والمغرب والعشاء فی المحصب

ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز وادی محصب میں ادا فرمائی۔

(البخاری، کتاب الحج)

وادی محصب میں رونق افروزی

منیٰ سے روانہ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی محصب میں ٹھہرے اس وادی کو محصب کے علاوہ ابطح، بطحاء اور خیف بنو کنانہ بھی کہا جاتا ہے۔

(المواہب اللدنیہ، ۱ : ۴۶۶)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرض کیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بتائیں آپ نے یوم ترویہ (۸ ذوالحج) کو ظہر کی نماز کہاں ادا کی تھی انہوں نے فرمایا منیٰ میں ادا فرمائی تھی میں نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فاین صلی العصر یوم النفر؟

منیٰ سے روانگی کے دن عصر کہاں ادا فرمائی؟

قال بالابطح

فرمایا مقام ابطح (محصب) پر

(البخاری، کتاب الحج)

چار نمازیں اور آرام

وادی محصب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار نمازیں (ظہر، عصر، مغرب اور عشاء) ادا کیں اور رات کا کچھ حصّہ آرام بھی فرمایا اوپر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار نمازیں ادا فرمائیں۔

ورقد رقدۃ فی المحصب (البخاری، کتاب الحج)	اور وادی محصب میں آرام بھی فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

صلی الظھر والعصر والمغرب والعشاء بالبطحاء ثم ھجع ھجعۃ (مسند احمد، ۲: ۱۲۴)	ظہر، عصر، مغرب اور عشاء مقام بطحاء پر ادا کیں اور وہاں آرام بھی فرمایا۔

صحابہ کا معمول

صحابہ کرام خصوصًا خلفاء راشدین اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم منیٰ سے واپسی پر یہاں قیام کرتے اسی طرح چار نمازیں وہاں ادا کرتے رات آرام کرتے اور پھر مکہ روانہ ہوا کرتے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علیہ وآلہ وسلم وابوبکر وعمر وعثمان ینزلون الابطح	حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وادی البطح (محصب) میں قیام فرمایا کرتے۔
(الترمذی، کتاب الحج)	

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

نزل بالمحصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعمر وابن عمر	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وادی محصب میں ٹھہرا کرتے تھے۔
(البخاری، کتاب الحج)	

یہاں قیام کی حکمت

پیچھے گزر چکا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طوافِ عمرہ سے فارغ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار ذوالحج سے آٹھ ذوالحج تک منیٰ روانہ ہونے سے پہلے مکہ سے باہر قیام فرمایا وہ بھی اسی مقام پر قیام فرمایا اور یاد رہے فتح مکہ کے وقت بھی قیام گاہ یہی مقام تھا اس میں حکمت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام کے لئے اسی جگہ کو منتخب فرمایا۔

مطالعہ احادیث سے حکمت یہ سامنے آتی ہے کہ یہی وہ جگہ تھی جہاں کفار نے جمع ہو کر یہ قسم اٹھائی تھی جب تک حضور کا خاندان بنو ہاشم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے حوالے نہیں کرتا ان کے ساتھ مقاطعہ اور بائیکاٹ کیا جائے گا۔ جب اللہ تعالےٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلبہ و فتح نصیب فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے شکر کا اظہار کرتے ہوئے اسی مقام

کو قیام گاہ بنایا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ سے روانگی سے قبل فرمایا۔

نحن نازلون غداً بخیف بنی کنانۃ حیث تقاسموا علی الکفر	ہم کل خیف بنوکنانہ (محصب) میں اس مقام پر ٹھہریں گے جہاں انہوں نے کفر پر قسم کھائی تھی۔

(البخاری، کتاب الحج)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے حج کے موقعہ پر عرض کیا

یارسول اللہ این تنزل غداً؟	کل آپ کا قیام کہاں ہوگا؟

فرمایا۔

نحن نازلون غداً ان شاء اللہ بخیف بنی کنانۃ حیث قاسمت قریش علی الکفر	انشاءاللہ ہم کل خیف بنوکنانہ میں اس مقام پر ٹھہریں گے جہاں انہوں نے کفر پر حلف اٹھایا تھا

(مسند احمد، ۱/۳۴۱)

بعض روایات سے معلوم ہوا ہے یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے انتظار کی وجہ سے ہوا، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے خروج آسان تھا ان تمام کو سامنے رکھتے ہوئے حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں یہاں ٹھہرنے کی وجہ یہ تھی

انہ علیہ السلام امر الناس ان یکون آخر عہدھم بالبیت وکانوا قبل ذلک ینصرفون من کل وجہ کما قال ابن	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ روانگی سے پہلے آخری عمل حاجی کا طواف ہونا چاہیے حالانکہ اس سے پہلے لوگ اس

عباس فامر الناس ان یکون اخر عہدھم بالبیت یعنی طواف الوداع فاراد علیه السلام ان یطوف ھو ومن معه من المسلمین بالبیت طواف الوداع وقد نفر من منی قریب الزوال فلم یکن یمکنه ان یجئ البیت فی بقیة یومه ویطوف به ویرحل الی ظاھر مکة من جانب المدینة لان ذلك قد یتعذر علی ھذا الجم الغفیر فاحتاج ان یبیت قبل مکة ولم یکن منزل انسب بمبیته من المحصب الذی کانت قریش قد عاقدت بنی کنانة علی بنی ھاشم وبنی المطلب فیه فلم یبرم الله لقریش امرًا بل کبتھم وردھم خائبین واظھر الله دینه ونصر نبیه

عمل سے غافل تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طوافِ وداع کو آخری عمل قرار دے دیا تو خود آپ اور آپ کے صحابہ طوافِ وداع کا ارادہ رکھتے تھے، آپ منیٰ سے زوال کے قریب نکلے تھے اب بقیہ دن میں خانہ کعبہ آنا اور طواف کرنا ممکن نہ تھا اور نہ ہی مدینہ کی طرف روانگی، کیونکہ اس طرف ہجوم ہی بہت تھا، لہذا آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شہر مکّہ سے باہر ہی رات بسر فرمائی اور یہی وہ جگہ تھی یہاں قریش نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف عہد کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیاب نہ ہونے دیا بلکہ انہیں ذلیل وخائب فرما کر اپنے نبی کی مدد فرمائی اور آپ کے دین کو غلبہ عطا فرمایا، آپ کے ذکر کو بلند اور دینِ قویم کو کامل اور صراط مستقیم کو اشعار فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

واعلی کلمتہ واتم لہ الدین القویم واوضح بہ الصراط المستقیم فجع بالناس وبین لھم شرائع اللہ وشعائرہ وقد نفر بعد اکمال المناسک فنزل فی الموضع الذی تقاسمت قریش فیہ علی الظلم والعدوان والقطیعۃ

(البدایہ والنہایہ، حجۃ الوداع)

وسلم نے اس موقعہ پر لوگوں کو ہدایات دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اور شعائر کے بارے میں آگاہ فرمایا۔ جب مناسکِ حج کی ادائیگی کے بعد لوٹے تو اسی جگہ تشریف فرما ہوئے یہاں قریش نے ظلم، زیادتی اور قطع رحم پر حلف اٹھایا تھا۔

حضرت عائشہ کا عمرہ اور مقام تنعیم

وادی محصب میں قیام کے دوران ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ تمام لوگ حج اور عمرہ کرکے جا رہے ہیں مگر میں صرف حج کرکے جا رہی ہوں (پیچھے گزرا تھا آپ ایام مخصوصہ کی وجہ سے عمرہ نہ کر سکیں تھیں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں ان جیسا ثواب مل جائے گا عرض کیا میں عملاً عمرہ کے لیے دوبارہ طواف کرنا چاہتی ہوں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن کو حکم دیا۔

فاعمرہا من التنعیم فاعتمرت بعد الحج ثم اقبلت وذالک لیلۃ الحصبۃ

(المسلم)

انہیں لے جاؤ مقام تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرواؤ انہوں نے حج کے بعد عمرہ کیا اور واپس آئیں اور یہ محصب کی رات تھی۔

خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔

احرمت من التنعیم فدخلت	میں مقام تنعیم سے عمرہ کا
فقضیت عمرتی و انتظر	احرام باندھ کر مکہ داخل ہوئی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	عمرہ ادا کیا رسول اللہ صلی اللہ
وسلم بالا بطح حتی فرغت	علیہ وآلہ وسلم وادی ابطح (محصب)
(ابوداؤد، کتاب المناسک)	میں میری انتظار میں رہے۔

مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا

آج اسی مقام تنعیم پر نہایت ہی خوبصورت اور عظیم مسجد تعمیر کی گئی ہے جو اپنی مثال آپ ہے اس کا نام مسجد عائشہ ہے، یہاں سے ہی اہل مکہ عمرہ کا احرام باندھتے ہیں حجاج کے غسل و وضو کے لئے وہاں بڑا وسیع انتظام ہے۔

طوافِ وداع کیلئے روانگی

جیسے ہی ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عمرہ سے فارغ ہو کر محصب پہنچیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں کو طوافِ وداع کے لئے مکۃ المکرمہ روانگی کا حکم دیدیا ام المؤمنین کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے انتظار میں تھے جب میں عمرہ ادا کر کے پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

امر الناس بالرحیل	لوگوں کو کوچ کا حکم فرمایا۔
(ابوداؤد، کتاب المناسک)	

سحری کا وقت

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی محصب سے مکۃ المکرمہ کی طرف لوگوں کو روانگی کا حکم دیا تو وہ سحری کا وقت تھا ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں میں نے مقام تنعیم سے عمرہ ادا کیا

ثم جئت بسحراً فاذن فی	پھر میں بوقت سحری واپس
اصحابہ بالرحیل فارتحل	پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(البخاری، کتاب المناسک)	نے صحابہ کو روانگی کا حکم دیا
	اور خود بھی روانہ ہوئے۔

نماز سے پہلے طواف

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کی ادائیگی سے پہلے طواف وداع فرمایا اور پھر نماز پڑھائی ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محصب سے حرم کعبہ روانہ ہوئے۔

ثم بالبیت فطاف بہ	بیت اللہ کے پاس پہنچ کر
قبل صلاۃ الصبح	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
(المسلم، کتاب الحج)	نماز فجر سے پہلے طواف ادا کیا

اس وجہ سے شیخ ابن حزم لکھتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

طاف للوداع سحراً قبل	بدھ کے روز طلوع فجر سے پہلے
الصبح یوم الاربعاء	سحری کے وقت طواف وداع
(القریٰ، ۵۵۶)	فرمایا۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر ادا کر کے پھر طواف فرمایا۔

انه علیه السلام لما فرغ من صلوٰة الصبح طاف بالبیت سبعًا

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہوئے تو آپ نے بیت اللہ کا طواف فرمایا۔

(البدایہ، حجۃ الوداع)

لیکن ان کی بنیاد اور دلیل مطالعہ میں نہیں آئی جبکہ نماز فجر سے پہلے طواف کا ذکر مسلم کی روایت میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جیسا کہ اوپر آچکا ہے۔

نماز فجر حرم کعبہ میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چودہ ذوالحج بروز بدھ فجر کی نماز حرم کعبہ میں پڑھائی، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فمر بالبیت قبل صلوٰة الصبح

نماز فجر سے پہلے بیت اللہ میں پہنچ چکے تھے۔

(البخاری، کتاب الحج)

حافظ ابن کثیر اس کے تحت لکھتے ہیں۔

الظاہر انه علیه السلام صلی الصبح یومئذٍ عند الکعبة باصحابه

حتمی بات یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کی نماز فجر صحابہ کو حرم کعبہ میں پڑھائی۔

(البدایہ، حجۃ الوداع)

سورۂ طور کی تلاوت

اس روز فجر کی نماز میں جس سورۂ مبارکہ کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت فرمائی وہ سورۂ طور ہے۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہے میں طواف وداع کر رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یصلی حینئذ الی جنب البیت وھو یقرأ والطور وکتاب مسطور (المسلم، کتاب الحج)	اس وقت بیت اللہ کے پاس نماز پڑھاتے ہوئے سورہ طور کی تلاوت فرما رہے تھے۔

سواری پر طواف

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں طواف وداع کے وقت بیمار ہو گئی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا تو فرمایا۔

طوفی من وراء الناس و انت راکبۃ (المسلم، کتاب الحج)	تم حالت سواری میں لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لو

دوسری روایت کے الفاظ ہیں جب صبح کی جماعت کھڑی ہو جائے

فطوفی علی بعیرک والناس یصلون (البخاری، کتاب الحج)	تم سواری پر اس وقت طواف کر لینا جب لوگ نماز ادا کر رہے ہوں

پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کی برکت سے ان کی سواری کو بھی خصوصی شان نصیب ہو گئی کہ وہ حالتِ طواف میں بول و براز نہیں کرے گی۔

مقام ملتزم پر

طوافِ وداع کے نوافل کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ ملتزم پر تشریف لائے چہرہ اقدس اور سینہ مبارک اس کے ساتھ لگا کر دعا فرمائی حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں،

رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یلزق وجہہ وصدرہ بالملتزم (السنن الکبریٰ، ۵: ۱۶۴)	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ نے چہرہ اور سینہ اقدس ملتزم کے ساتھ لگا رکھا تھا۔

فتح مکہ کے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا حضرت عبدالرحمٰن بن صفوان رضی اللہ عنہ سے ہے جب مکہ فتح ہوا میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کچھ آپ کے صحابہ کعبہ کے اندر سے باہر تشریف لائے۔

وقد استلموا الرکن من الباب الی الحطیم ووضعوا خدودھم علی البیت و رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وسطھم (ابوداؤد، کتاب المناسک)	انہوں نے حطیم کی طرف سے حجر اسود کو بوسہ دیا اور مقام ملتزم پر اپنے رخسار رکھ دیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان تھے۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا تو وہ حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان اس طرح کھڑے ہوئے۔

فوضع صدره ووجهه وذراعيه هكذا وبسطهما بسطاً وقال هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعله	کہ ان کا سینہ، چہرہ اور بازو بیت اللہ کے ساتھ چپکے ہوئے تھے اور بازو کھلے ہوئے تھے اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔
(ابو داؤد، کتاب المناسک)	

حضرت مجاہد تابعی اور دیگر ائمہ مجتہدین کی رائے یہی ہے کہ طوافِ وداع کے بعد مقامِ ملتزم پر جانا مستحب ہے۔

يستحب ان يقف في الملتزم بعد طواف الوداع ويدعو	مستحب یہ ہے کہ مقام ملتزم پر طواف وداع کے بعد جایا جائے اور دعا کی جائے۔
(زاد المعاد، ۱: ۲۴۱)	

حضرت منصور سے منقول ہے میں نے حضرت مجاہد سے حرم کعبہ سے الوداع ہونے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، بیت اللہ کا طواف کرو، مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کرو پھر زمزم پیو۔

ثم تأتي الملتزم فتستلمه ثم تدعو ثم تسأل حاجتك ثم تستلم الحجر وتنصرف	پھر مقام ملتزم پر آکر چمٹ جاؤ پھر دعا مانگتے ہوئے اپنی حاجتیں عرض کرو پھر حجر اسود کا بوسہ لو اور لوٹ جاؤ۔
(حجة الوداع، ۱۸۹)	

امام نووی المناسک میں فرماتے ہیں :۔

الدعاء عند الملتزم بعد طواف الوداع — ملتزم پر دعا طواف وداع کے بعد مستحب ہے۔

حضرت ملا علی قاری طریقہ وداع پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں ،

طواف مکمل کرنے کے بعد دو نوافل پڑھے جائیں پھر زمزم پیا جائے۔

ثم یاتی الملتزم ویاتی باب الکعبۃ فیقبل العتبۃ ویدعو — پھر ملتزم پر حاضری دی جائے، باب کعبہ کی چوکھٹ کو چوما جائے اور دعا مانگی جائے۔

(حجۃ الوداع، ۱۸۹ بحوالہ شرح اللباب)

اہم نوٹ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر معاملہ میں امت کے لئے آسانی فرمائی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمول سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ طواف کے بعد جب بھی موقعہ ملے انسان مقام ملتزم پر حاضری دے سکتا ہے۔

اوپر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں گزرا فتح مکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم دخول کعبہ کے بعد مقام ملتزم پر تشریف لائے، حجۃ الوداع کے موقعہ پر طواف الوداع کے بعد اس مقام پر تشریف فرما ہوئے اسی طرح صحابہ اور صحابیات کا معمول بھی ملتا ہے حضرت محمد بن سائب رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا انہوں نے خدام کو لائٹ کم کرنے کا حکم دیا اور پھر طواف فرمایا میں نے بھی ان کے ساتھ طواف کیا ۔ انہوں نے تین طواف کیئے کلما طافت سبعًا وقفت — جب وہ طواف مکمل فرمائیں تو

بین الحجر والباب	مقام ملتزم پر حاضر رہتیں

سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں بھی یہی منقول ہے طواف کے نوافل ادا کرنے کے بعد مقام ملتزم پر آکر دعا کرتے۔

(القریٰ، ۳۱۶)

حاجی کا آخری عمل

جس حاجی نے حرم کعبہ سے رخصت ہونا ہو وہ طواف وداع کر کے لوٹے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا معمول بھی یہی تھا اور حج یا عمرہ کرنے والے شخص کو اسی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم بھی دی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

من حج ھذا البیت	جو شخص اس مبارک گھر کا حج
او اعتمر فلیکن آخر	کرے یا عمرہ اسے چاہیئے وہ
عھدہ بالبیت	آخر میں اس کا طواف کر کے
(الترمذی)	واپس ہو۔

انہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لا ینفرن احدکم حتی	تم میں سے کوئی واپس نہ ہو
یکون آخر عھدہ بالبیت	جب تک وہ آخر میں بیت اللہ
(المسلم)	کا طواف نہ کر لے۔

حائضہ خاتون کیلئے رخصت

اگر ان دِنوں میں کسی خاتون کے ایام مخصوصہ شروع ہو جائیں تو اس کے لیے رخصت ہے کہ وہ بغیر طواف وداع کیئے لوٹ سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو طواف وداع کا حکم دیتے ہوئے۔

انہ خفف عن الحائض (البخاری) — حائضہ خاتون کو اجازت فرما دی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رخص لھا (البخاری) — نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیض والی خاتون کو طواف وداع سے رخصت عطا فرما دی۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے طواف وداع کے موقع پر ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص ایام شروع ہو گئے کہنے لگیں اب میری وجہ سے تمہیں رکنا پڑ جائے گا کیونکہ میں طواف وداع نہیں کر سکتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی تو فرمایا۔

اطافت یوم النحر ؟ — کیا طواف زیارت کر لیا ہے؟

عرض کیا وہ تو کر لیا تھا فرمایا۔

فانفری (المسلم) — اب تم کوچ کر سکتی ہو!

زمزم کا تبرک

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طوافِ وداع، مقام ملتزم اور نماز فجر سے فارغ ہوئے تو آپ نے ساتھ بطور تبرک لے جانے کے لئے زمزم حاصل فرمایا حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حج و عمرہ سے فارغ ہوئیں۔

کانت تحمل من ماء زمزم	تو وہ ساتھ زمزم لے کر جاتیں۔ اور بتایا کرتیں۔
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحملہ (الترمذی، کتاب الحج)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زمزم ساتھ لے جایا کرتے

مولانا محمد زکریا سہارنپوری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مبارک معمول کے بارے میں لکھتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحملہ وکان یصبہ علی المرضیٰ ولیسقیھم وانہ حنك بہ الحسن والحسین رضی اللہ عنہما (حجۃ الوداع، ۱۹۳)	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمزم ساتھ لے جاتے، اسے بیمار کو پلاتے اور ان کے اوپر چھڑکتے اسی کے ساتھ آپ نے اپنوں نواسوں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو گھٹی عنایت فرمائی تھی۔

مشکیزہ اور زمزم

امام ترمذی، ابن خزیمہ، حاکم اور بیہقی نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا آپ شیشے کی بوتلوں میں زمزم ساتھ لے جایا کرتیں اور ساتھ بتاتیں۔

حملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الاداوی والقرب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مشکیزوں میں زمزم ساتھ لے جاتے۔

(سبل الہدیٰ ۱: ۱۸۳)

رسول اللہ اور حسنین ساتھ لے جاتے

امام طبرانی نے حبیب بن ابی ثابت سے نقل کیا میں نے حضرت عطاء سے زمزم ساتھ لے جانے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا۔

قد حملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحملہ الحسن وحملہ الحسین رضی اللہ عنہما

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما زمزم ساتھ لے جایا کرتے تھے۔

(مجمع الزوائد، ۳: ۲۹۰)

آپ زمزم منگوایا بھی کرتے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمزم کے ساتھ اسقدر پیار تھا کہ آپ مکہ سے

زمزم منگوایا بھی کرتے تھے امام ابن جریج کہتے ہیں مجھے ابن ابی حسین نے بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل بن عمرو کی طرف لکھا اگر میرا پیغام رات کو پہنچے تو صبح نہ کرو اور اگر دن کو پہنچے تو رات کا انتظار نہ کرنا۔

حتی تبعث الی بماء زمزم — میری طرف جلدی زمزم روانہ کرو۔

انہوں نے دو مشکیزے زمزم کے اونٹ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیئے۔

(اخبار مکہ، ۲ : ۵۱)

زمزم تحفہ میں عنایت فرماتے

امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اذا اراد ان یتحف الرجل — جب کسی کو تحفہ دینے کا ارادہ
متحفة سقاہ من ماء زمزم — فرمانے تو اسے زمزم پلایا کرتے

امام صالحی نقل کرتے ہیں

صحح الدمیاطی اسنادہ — امام دمیاطی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

(سبل الہدیٰ، ۱ : ۱۸۲)

بیماروں پر چھڑکتے اور انہیں پلاتے

ام المومنین سے ہی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وکان یصب منه علی المرضیٰ و یسقیھم (سبل الہدیٰ ۱۰: ۱۸۳)	زمزم بیماروں پر چھڑکتے اور انہیں پلاتے۔

مدینہ طیبہ روانگی

چودہ ذوالحج بروز بدھ بوقت صبح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج سے فارغ ہوکر شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف وداع فرمایا۔

ثم خرج الی المدینۃ (المسلم)	پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے

واپسی پر تکبیر و حمد

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہوکر واپس لوٹے تو۔

یبدأ فیکبر ثلاث مرات ثم یقول لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر، آئبون تائبون عابدون ساجدون	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دفعہ تکبیر (اللہ اکبر) کہی پھر پڑھا اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں حکومت اسی کی ہے حمد بھی اسی کے لئے اور وہ ہر شئ

بربنا حامدون صدق اللّٰہ وعدہ ونصر عبدہ (البخاری، کتاب المغازی)

پر قادر ہے ہم رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے، عبادت کرنیوالے سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد کرنیوالے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور لشکروں کو شکست دی۔

یاد رہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی غزوہ سے واپس لوٹتے تو یہی کلمات فرمایا کرتے۔

واپسی باب العمرۃ کی طرف سے

پیچھے گزرا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے لیے مکۃ المکرمہ داخل ہوئے تو بلندی (جنت المعلیٰ کی طرف) سے تشریف لائے اس کا نام حجون بھی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے واپس ہوئے تو آپ نشیبی علاقہ باب الشبیکہ سے واپس ہوئے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دخل مکۃ من اعلاھا و خرج من اسفلھا (البخاری، کتاب الحج)

مکہ میں بلند علاقہ سے داخل ہوئے اور نشیبی علاقہ سے واپس ہوئے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دخل من الثنیۃ العلیا

اس بلند پہاڑ کی طرف سے داخل

التی بالبطحاء وخرج من الثنیۃ السفلی (البخاری، کتاب المناسک)	ہوئے جو محصب کی طرف ہے اور پست علاقہ سے خارج ہوئے

راستہ تبدیل کرنے کی حکمت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول متعدد مقامات پر ملتا ہے مثلاً عید کے لئے جس راستہ پر تشریف لے جاتے واپسی اس پر نہ ہوتی بلکہ دوسرا راستہ سے واپس ہوتے، عرفات جاتے آتے راستہ تبدیل فرمایا اسی طرح یہاں بھی راستہ بدل لیا اس کی متعدد حکمتیں بیان ہوئی ہیں ان میں دو درج ذیل ہیں۔

۱۔ لیتبرک بہ کل من فی طریقیہ	تاکہ دونوں راستہ والے لوگ برکت حاصل کرلیں۔
۲۔ المناسبۃ بجھۃ العلو عند الدخول لما فیہ من تعظیم المکان وعکسہ الاشارۃ الی فراقہ (المواہب اللدنیۃ، ۱۱۰:۴)	داخلہ کے لیے بلند جانب مناسب تھی کیونکہ اس میں مکان کی تعظیم ہے اور نکلنے کیلئے نشیب مناسب تھا کیونکہ اس میں فراق وجدائی کا پہلو ہے۔

مکہ میں کتنے دن قیام رہا؟

مکہ شریف میں اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام دس دن رہا چار ذوالحج بروز اتوار مکہ میں داخل ہوئے اور چودہ ذوالحج بروز بدھ شہر مدینہ کی طرف روانگی ہوگئی اس طرح مکہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ کا کل وقت دس

دن بن جاتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ مدتِ قیام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اقام بمکۃ عشرا — مکہ میں دس دن قیام فرمایا

حضرت عمرو بن دینار کہتے ہیں میں نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا

کم اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ قال عشرا (القری، ۵۵۰) — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدت قیام کتنی تھی؟ فرمایا دس دن۔

مقام غدیر پر حضرت علی کی فضیلت پر خطبہ

واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مقام غدیر پر پہنچے (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ کے قریب ہے) تو وہاں آپ تشریف فرما ہوئے ایک درخت کے نیچے ظہر کی نماز ادا فرمائی اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی فضیلت و شان بیان فرمائی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خم غدیر پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

الستم تعلمون انی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم — کیا تم نہیں جانتے میں اہل ایمان کی جانوں سے بھی ان کا زیادہ حق رکھتا ہوں۔

عرض کیا ہاں آپ رکھتے ہیں پھر فرمایا

الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مؤمن من نفسہ — کیا تم نہیں جانتے میں ہر مومن کی جان سے بھی بڑھ کر اس پر زیادہ حق رکھتا ہوں۔

عرض کیا کیوں نہیں آپ ایسا حق یقیناً رکھتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ	اے اللہ جس کا میں دوست و محبوب ہوں پس علی بھی اس کا دوست و محبوب ہے اے اللہ تو اسے دوست بنا جو علی کو دوست رکھے اور اسے اپنا دشمن بنا جو علی سے دشمنی رکھے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔

اصبحت وامسیت مولیٰ کل مومن و مومنۃ (مشکوٰۃ المصابیح)	آپ تو ہر مومن مرد اور عورت کے دوست اور محبوب کے درجہ پر فائز ہو گئے ہیں۔

اس خطبہ کی وجہ

اس خطبہ کی کیا وجہ تھی؟ اس سلسلہ میں احادیث مبارکہ سے یہ رہنمائی ملتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن میں قاضی اور جج بنا کر بھیجا ہوا تھا ان کے چند فیصلوں کے بارے میں کچھ لوگوں کے ذہن واضح نہ تھے مثلاً حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی میں نے آپ کی طرف سے کچھ زیادتی محسوس کی، واپسی پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی تو میں نے دیکھا آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے فرمایا بریدہ

الست اولی بالمومنین من انفسہم؟ — کیا میں اہلِ ایمان کی جانوں سے سے بڑھ کر ان پر حق نہیں رکھتا

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں۔

آپ نے فرمایا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ (النسائی) — جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔

حافظ ابن کثیر اس خطبہ کی حکمت ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

فبین فیھا اشیاء و ذکر من فضل علی رضی اللہ عنہ و امانتہ وعدلہ وقربہ الیہ ما ازاح بہ ما کان فی نفوس کثیر من الناس منہم (البدایہ) — اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف اشیاء کا تذکرہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت، امانت، عدل اور اپنے ساتھ قرب بیان فرماتے ہوئے ان چیزوں کا ازالہ فرما دیا جو لوگوں کے ذہنوں میں تھیں۔

امام ابن عدی نے حضرت زید بن ارقم اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے خطبہ میں دیگر اشیاء کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

۱:۔ ان الصدقۃ لا تحل لی و لا لاھل بیتی — صدقہ میرے اور میری اہل بیت کے لئے حلال نہیں۔

۲:۔ لعن اللہ من ادعی الی — اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت جس نے

غیر ابیہ	اپنی نسبت غیر والد کی طرف کی۔
۳:۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر	اولاد صاحب نکاح کے لیے اور زانی کے لیئے پتھر
۴:۔ لیس لوارث وصیة	وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔

یہ خطبہ اٹھارہ ذوالحج کو ہوا

یہ مبارک خطبہ بروز اتوار اٹھارہ ذوالحج کو مقام غدیر پہ ہوا یاد رہے مکۃ المکرمہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدھ چودہ ذوالحج کو روانہ ہوئے تھے گویا آج روانہ ہوئے پانچواں دن تھا حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

خطب خطبة عظيمة في اليوم الثامن عشر من ذي الحجة عامئذ وكان يوم الاحد غدير خم تحت شجرة هناك (البدایہ)۔	اٹھارہ ذوالحج درخت کے نیچے مقام خم غدیر پہ عظیم خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ اتوار کا دن تھا۔

مقام روحا پر بچے کے بارے میں سوال

مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام روحا پر پہنچے تو ایک قافلہ والوں سے ملاقات ہوئی آپ نے انہیں سلام فرمایا، ان میں سے ایک خاتون نے بچے

کے بارے میں سوال کیا

الھذا حج ؟	کیا اس کے لیئے حج ہے ؟
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔	
نعم ولک اجر	ہاں اور اس پر تیرے لیے اجر و ثواب ہے۔

تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ بلوغ سے پہلے ادا کیا گیا حج نفلی ہوتا ہے اور اس پر حج کروانے والے کو اجر ملتا ہے۔

یاد رہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے اسی طرح کا بچے کے بارے میں سوال طواف وداع کے موقعہ پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا گیا تھا اور آپ نے یہی جواب عنایت فرمایا، ممکن ہے یہ سوال دو دفعہ ہوا ہو اور یہ بھی امکان ہے واقعہ تو ایک ہی دفعہ ہوا مگر ایک صحابی نے اس کی جگہ کی نشاندہی کرتے ہوئے روحا کا نام لیا ہے جبکہ دوسرے نے صرف اتنا کہا طواف وداع کے بعد یہ سوال ہوا تھا۔

مقام ذوالحلیفہ میں رات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے تو رات ذوالحلیفہ میں بسر فرماتے اور دن کو شہر مدینہ میں داخل ہوتے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الی مکۃ یصلی فی مسجد الشجرۃ و اذا رجع صلی بذی الحلیفۃ	جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی طرف روانہ ہوتے تو شجرہ اختیار فرماتے اور جب واپس لوٹتے تو ذوالحلیفہ میں

ببطن الوادی وبات حتی یصبح	نماز ادا فرماتے اور وہیں رات بسر فرماتے

(البخاری، کتاب المناسک)

خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی ساری زندگی یہی معمول رہا۔

اذا اقبل من مکة فات	جب مکہ سے واپس آئے تو اگر
مر به قبل الصبح ساعة	قبل از صبح یا سحری کے آخری
او من آخر السحر عرس	وقت وہاں سے گزر ہوتا وہاں
حتی یصلی بها الصبح	ہی بقیہ حصہ رات کا بسر کرتے
(البخاری، کتاب الصلاة)	اور فجر کی نماز وہاں ہی ادا کرتے

طریق معرس پر واخلہ

پیچھے گزرا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی طرف شہر مدینہ سے روانہ ہوئے تو طریقِ شجرہ (درخت وال راستہ) اختیار فرمایا تھا۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو طریق معرس (قافلہ کے پڑاؤ والا راستہ) اختیار فرمایا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

کان یخرج من طریق	جب شہر مدینہ سے مکہ تشریف
الشجرة ویدخل من طریق	لے جاتے تو طریق شجرہ اختیار
المعرس	فرماتے اور واپسی پر طریق معرس

(البخاری، کتاب المناسک) اختیار فرماتے۔

دن کو داخلہ

جیسا کہ گزرا رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالحلیفہ کے مقام پر بسر فرمائی اور دن کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر مدینہ میں داخل ہوئے۔

ودخل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینة نہارا من طریق المعرس	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر مدینہ میں طریق معرس سے دن کو داخل ہوئے۔

امام زرقانی اس راستہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وھو اسفل من ذی الحلیفة واقرب الی المدینة منتھا	طریق معرس ذوالحلیفہ سے پستی میں ہے اور وہ مدینہ کے زیادہ قریب ہے۔

اُحد پہاڑ نظر آیا

جیسے ہی احد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ھذا جبل یحبنا ونحبہ	یہ پہاڑ ہم سے پیار کرتا ہے اور ہم اس سے پیار کرتے ہیں۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ خیبر سے واپسی پر بعض میں ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی پر کہا ممکن ہے متعدد دفعہ آپ نے یہ فرمایا ہو حافظ ابن حجر کہتے ہیں

ظهر من روایۃ للبخاری	بخاری کی روایت سے بھی واضح
انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال	ہوتا ہے کہ حج سے واپسی پر آپ
ذلک لما راہ فی حال رجوعہ	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کو
صلی اللہ علیہ وسلم من الحج	دیکھ کر یہ کلمات ارشاد فرمائے

(فتح الباری)

یاد رہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے صرف نافرمان جن اور انس ہی غافل ہیں ورنہ کائنات کی ہر شئی حجر و شجر، پہاڑ، حیوانات اور ذرات اللہ تعالٰی کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانتے پہچانتے اور آپ سے محبت کرتے ہوئے آپ کی طاعت و غلامی کرتے ہیں اس موضوع پر ہماری کتاب "محبت و طاعت نبوی" کا مطالعہ نہایت ہی مفید رہے گا۔

سواری کو تیز فرمایا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا جب کسی سفر سے بھی واپس تشریف لاتے

فابصر جدرات المدینۃ	تو شہر مدینہ کے در و دیوار دیکھتے
اوضع ناقتہ وان کانت	تو اپنی اونٹنی کو تیز فرماتے اور
دابۃ حرکہا	گھوڑا ہوتا تو اسے ایڑی لگاتے

(البخاری، کتاب المناسک)

اسی معمول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہر مدینہ دیکھتے ہی اونٹنی کو تیز فرمایا۔

داخل ہوتے ہوئے کلمات

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر مدینہ داخل ہوتے تو اللہ تعالےٰ کی بڑھائی بیان کرتے ہوئے یہ کلمات پڑھ رہے تھے

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیٔ قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ (البخاری، مایقول اذا رجع من الحج)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں، تمام ملک اس کا ہے، حمد اسی کی ہے اور وہ ہر شئی پر قادر ہے ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے رجوع کرنے والے، اس کی عبادت کرنے والے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے والے اپنے رب کی حمد کرتے والے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا، اپنے بندے کی خوب مدد فرمائی اور ہر مقام پر کفر کے لشکروں کو شکست عطا فرمائی۔

یاد رہے جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ، حج یا کسی غزوہ سے واپس لوٹتے تو شہر مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے یہی کلمات پڑھا کرتے تھے۔

رمضان کا عمرہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لیے لوگ حاضر ہوتے ان میں

ایک خاتون حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا بھی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا۔

ما منعک من الحج ؛	کیا وجہ تم حج پر نہیں گئیں۔

انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے پاس دو سواریاں تھیں ایک پر میرے خاوند حج کرنے کے لیے روانہ ہو گئے اور دوسری زمین میں کاشت و پانی کے لیے مشغول تھی اسی لیے میں نہ جا سکی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ان عمرۃ فی رمضان تقضی حجۃ معی	رمضان میں عمرہ، میرے ساتھ حج ادا کرنے کے برابر ہے

(البخاری، باب حج النساء)

یعنی اس کا ثواب اسقدر ہے یہ مقصد نہیں کہ رمضان میں عمرہ کرنے والے کا حج ادا ہو جائے گا بلکہ اگر استطاعت ہوئی تو فریضہ حج کی ادائیگی اس پر لازم رہے گی امام اسحاق بن راہویہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

ان معنی ھذا الحدیث تظیر ما جاء ان " قل ھو اللہ احد" تعدل ثلث القرآن	اس حدیث کا معنی اسی طرح ہے جیسا فرمایا سورہ اخلاص کی تلاوت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(الترمذی)

امام ابن عربی فرماتے ہیں یہ عمرہ والا فرمان

فضل من اللہ ونعمۃ فقد ادرکت العمرۃ منزلۃ الحج بانضمام رمضان	اللہ تعالٰے کا خصوصی فضل اور نعمت ہے کہ عمرہ نے رمضان کی وجہ سے حج کا درجہ حاصل کر

الیھا لیا۔

امام ابن جوزی نے بہت اچھی بات فرمائی۔

فیہ ان ثواب العمل یزید بزیادۃ شرف الوقت کما یزید بحضور القلب وبخلوص القصد

اس سے واضح ہو رہا ہے کہ وقت کے شرف کی وجہ سے عمل کے ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسے کہ حضورِ دل اور خلوصِ نیت سے اضافہ ہوتا ہے۔

دوست و احباب کی دعوت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر حج سے واپسی پر دعوت کا اہتمام فرمایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لما قدم المدینۃ نحر جزوراً (البخاری، باب الطعام عند القدوم)

جب شہر مدینہ واپس لوٹے تو آپ نے اونٹ ذبح فرما کر دعوت فرمائی۔

اپنے آقا کے
حضور
حاضری کے چالیس آداب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔	اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو وہ آپ کی بارگاہ میں آ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی سفارش کریں تو وہ اللہ کو توبہ قبول فرمانے اور رحم کرنے والا پائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔ (سنن دار قطنی)	جس نے میرے مزار اقدس کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت ثابت ہو گئی۔

انہی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی بھی مروی ہے :-

من جاءنی زائرا لا یعمل لہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعا یوم القیامۃ (المعجم الکبیر للطبرانی، ۲: ۲۹۱)	جو فقط میری زیارت کے لیے آیا اور اس کا اور کوئی مقصد نہ تھا روز قیامت ایسے شخص کی شفاعت مجھ پر لازم ہے۔

کس قدر خوش نصیبی ہے کہ اُمتی کو بیت اللہ کی زیارت و حج کے ساتھ ساتھ اپنے کریم آقا کے حضور، حاضری کی سعادت نصیب ہو رہی ہے، بندہ کی اس موضوع پر مکمل کتاب "درِ رسول کی حاضری" ہے، یہاں ہم امام اہلِ محبت مولانا احمد رضا قادریؒ کے بیان کردہ آداب ذکر کیے دیتے ہیں۔

حاضری کے چالیس آداب

۱۔ زیارت اقدس قریب بواجب ہے۔

۲۔ حاضری میں خاص زیارتِ اقدس کی نیت کرو یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

۳۔ راستہ بھر دُرود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

۴۔ جب حرم مدینہ نظر آئے بہتر یہ کہ پیادہ ہو لو۔ روتے، سر جھکائے، آنکھیں نیچی کیے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو ؎

جائے سراست اینکہ تو پامی نہی　　پائے نہ بینی کہ کجامی نہی

؎ حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

۵۔ جب قبۂ انور پر نگاہ پڑے دُرود و سلام کی کثرت کرو۔

۶۔ جب شہرِ اقدس تک پہنچو جلال و جمالِ محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

۷۔ حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات (جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو) سے جلد فارغ ہو، ان کے سوا کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو۔ وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر، سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر، خوشبو لگاؤ۔

۸۔ اب فوراً آستانۂ اقدس کی طرف نہایت خشوع وخضوع سے متوجہ ہو
رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ، اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی
سنگدلی پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف التجا کرو۔
۹۔ جب درِ مسجد پہ حاضر ہو صلوٰۃ وسلام عرض کرکے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار
سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو۔ بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر
ہمہ تن ادب ہوکر داخل ہو۔
۱۰۔ اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھوں،
کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیالِ غیر سے پاک کرو، مسجد اقدس
کے نقش ونگار تک نہ دیکھو۔
۱۱۔ اگر کوئی ایسا سامنے آجائے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے
کترا جاؤ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو۔ پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔
۱۲۔ ہرگز ہرگز مسجدِ اقدس میں کوئی حرف اونچی آواز سے نہ نکلے۔
۱۳۔ یقین جانو کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم سچی حقیقی، دنیاوی جسمانی
حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے۔ ان
کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق
کے طور پر ایک آن کیلئے ہے، اُن کا انتقال صرف نظرِ عوام سے چھپ جانا
ہے۔

امام محمد ابن الحاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور
ائمۂ دین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں:۔

لافرق بین موتہ وحیاتہ   حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذلک عندہ جلیٌّ لاخفاء بہ۔ (المدخل فصل فی زیارۃ القبور)	کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے احوال اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمہ اللہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسک متوسط اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں :۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم عالمٌ بحضورك وقیامك وسلامك ای بل بجمیع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك (مسلک متقسط مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین)	بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال و احوال و کوچ و مقام سے آگاہ ہیں۔

۱۴۔ اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد و شکرانۂ حاضریِ دربارِ اقدس صرف قُل یا اور قُل سے بہت ہلکی مگر رعایتِ سُنّت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو، پھر سجدۂ شکر میں گرو اور دُعا کرو کہ الٰہی ! اپنے حبیب

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ادب اور ان کا اور اپنا قبول نصیب فرما۔ (آمین)

۱۵۔ اب کمالِ ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلّم کے عفو و کرم کی امید رکھتے حضورِ والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم مزارِ انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں اس سمت سے حاضر ہو کہ حضور کی نگاہِ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لیے دونوں جہان میں کافی ہے۔ والحمد للہ۔

۱۶۔ اب کمالِ ادب و ہیبت و خوف و اُمید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزارِ انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔ لباب و شرح لباب و اختیار شرح مختار، فتاویٰ عالمگیری وغیرہما معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ:

یقف کما فی الصلوٰۃ	حضور کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز
(فتاوی ہندیہ خاتمہ فی زیارت قبر النبی)	میں کھڑا ہوتا ہے۔

یہ عبارت عالمگیری واختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا:

واضعًا یمینہ علیٰ شمالہ	دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پہ
(شرح لباب، باب زیارت)	رکھ کر کھڑا ہو۔

۱۷۔ خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ، یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا اپنے مواجہۂ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہِ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ والحمد للہ

۱۸۔ الحمدللہ اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عزّوجل کے محبوب عظیم الشان صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آرام گاہ ہے نہایت ادب ووقار کے ساتھ باآواز حزیں وصورت دردآگیں، و دل شرمناک وجگر چاک چاک معتدل آواز سے، نہ بلند وسخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں) نہ نہایت نرم وپست (کہ سنّت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیساکہ ابھی تصریحاتِ ائمہ سے گزرا) تسلیم بجا لاؤ اور عرض کرو۔

السّلام علیک ایھا النّبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ السّلام علیک یارسول اللہ۔ السّلام علیک یاخیر خلق اللہ۔ السّلام علیک یاشفیع المذنبین۔ السّلام علیک وعلٰی اٰلک واصحابک واُمّتک اجمعین۔

پیارے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکات ہوں۔ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔ اے مخلوقِ خدا میں سب سے بہتر آپ پر سلام ہو۔ اے گنہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آپ پر سلام ہو۔ آپ پر، آپ کے آل و اصحاب پر اور تمام امت پر سلام ہو۔

۱۹۔ جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال وکسل نہ ہو صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرو۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اپنے لیے اور اپنے ماں باپ، پیر استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لیے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو:۔

اسئلک الشفاعۃ یارسول اللہ

اے اللہ کے رسول آپ سے شفاعت کا سوالی ہوں۔

۲۰ ۔ پھر اگر کسی نے عرضِ سلام کی وصیت کی بجا لاؤ۔ شرعاً اس کا حکم ہے۔ اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس کتاب کو پڑھیں عرض کرتا ہے کہ جب انہیں حاضریِ بارگاہ نصیب ہو فقیر کی زندگی میں یا بعد کم ازکم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگِ خلائق پر احسان فرمائیں۔ اللہ ان کو دونوں جہاں میں جزا بخشے ۔ آمین

الصلوٰة والسّلام علیك یا رسول اللّٰه وعلی آلك و ذرّیتك فی کل اٰنٍ و لحظةٍ عدد کل ذرةٍ الف الف مرّةٍ من عبیدك محمد خان ابن فیروزدین یسألك الشّفاعة فاشفع له و للمسلمین ۔	اے اللہ کے رسُول آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو، آپ کی آل و ذریّت پر بھی ہر ذرہ کے برابر، لاکھوں مرتبہ آپ کے خادم محمد خان قادری ولد فیروزدین پر، اور وہ آپ سے شفاعت کا خواستگار ہے۔ اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمایئے۔

۲۱ ۔ پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کرو :

السّلام علیك یاخلیفة رسول اللّٰه ۔ السّلام علیك یاصاحب رسول اللّٰه فی الغار ورحمة اللّٰه وبرکاته‘ ۔	اے اللہ کے رسُول کے خلیفہ! آپ پر سلام۔ اے رسُول اللہ کے یارِ غار آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکات کا نزول ہو۔

۲۲ ۔ پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رُو برو کھڑے ہوکر عرض کرو ۔

السّلام علیك یا امیر المومنین	اے امیر المومنین آپ پر سلام ۔ اے

السّلام علیک یامتمم الاربعین	چالیس مسلمان پورے فرمانے والے! آپ
السّلام علیک یا عزّ الاسلام	پر سلام۔ اے اسلام اور مسلمانوں کی عزت
والمسلمین ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔	آپ پر سلام اور رحمت اور برکاتِ الٰہی کا نزول ہو۔

۲۳۔ پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق وفاروق کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو:

السلام علیکما یاخلیفتی رسول	اے رسول اللہ کے دونوں خلیفو! تم پر
اللّٰہ۔ السّلام علیکما یاوزیری	سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے دونوں
رسول اللّٰہ۔ السّلام علیکما یا	وزیرو! تم پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ
ضجیعی رسول اللّٰہ ورحمۃ اللّٰہ	کے پہلو میں لیٹنے والو! تم پر سلام اور اللہ
وبرکاتہ۔ اسئلکما الشفاعۃ عند	کی رحمتوں وبرکات کا نزول ہو۔ آپ
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ	دونوں سے درخواست ہے کہ رسول اللہ
وعلیکما وبارک وسلّم۔	صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیکما وبارک وسلّم کی خدمتِ اقدس میں میرے لیے شفاعت کا وسیلہ اور سہارا بنو۔

۲۴۔ یہ سب حاضریاں محل قبولیت ہیں۔ دُعا میں کوشش کرو، دُعائے جامع کرو، دُرود پر قناعت بہتر ہے۔

۲۵۔ پھر منبر اطہر کے قریب دُعا مانگو۔

۲۶۔ پھر روضۂ جنّت میں (یعنی جو جگہ منبر وحجرۂ منوّرہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنّت کی کیاری فرمایا) آ کر دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھ کر دُعا کرو۔

۲۷۔ یونہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو اور دُعا مانگو کہ محلِ برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

۲۸۔ جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس بیکار نہ جائے دو ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو۔ نماز و تلاوت دُرود میں وقت گزارو، دُنیا کی بات کسی مسجد میں نہیں چاہیے نہ کہ یہاں۔

۲۹۔ ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے اعتکاف کی نیت کر لو۔

۳۰۔ مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

۳۱۔ یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو۔ کھانے پینے کی کمی ضرور کرو۔

۳۲۔ قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظمہ میں کر لو۔

۳۳۔ روضۂ انور پر نظر بھی عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآنِ مجید کا دیکھنا تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور دُرود و سلام عرض کرو۔

۳۴۔ پنجگانہ یا کم از کم صبح و شام مواجہہ شریف میں عرضِ سلام کے لیے حاضر رہو۔

۳۵۔ شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ اُدھر منہ کر کے صلوٰۃ و سلام عرض کرو بغیر اس کے ہرگز نہ گزرو کہ خلافِ ادب ہے۔

۳۶۔ ترکِ جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہِ کبیرہ، اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں: جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لیے دوزخ و نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔

۳۷ ۔ قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ پھیرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے ۔

۳۸ ۔ روضۂ انور کا طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو ۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے ۔

۳۹ ۔ بقیع و اُحد و قبا کی زیارت سُنّت ہے ۔ مسجد قبا کی دو رکعت کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے اور چاہو تو یہیں حاضر رہو ۔ سیدی ابن ابی جمرہ قدس سرہٗ جب حاضر ہوتے آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے ۔ ایک دن بقیع وغیرہ کی زیارت کا خیال آیا پھر فرمایا یہ ہے اللہ کا دروازہ بھیک مانگنے والوں کے لیے کھلا ہے اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں ؏

سر ایں جا سجدہ ایں جا بندگی ایں جا قرار ایں جا

۴۰ ۔ وقتِ رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو، اور تمام آداب کہ کعبہ معظمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ رکھو اور سچے دل سے دُعا کرو کہ الٰہی ! ایمان و سنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو ۔ اللّٰھم ارزقنا اٰمین اٰمین یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد واٰلہٖ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کیسے گذارتے؟

مصنف

مفتی محمد خان قادری



جسم و اعضاءِ مصطفوی کا حسن و جمال صحابہ کی نظر میں

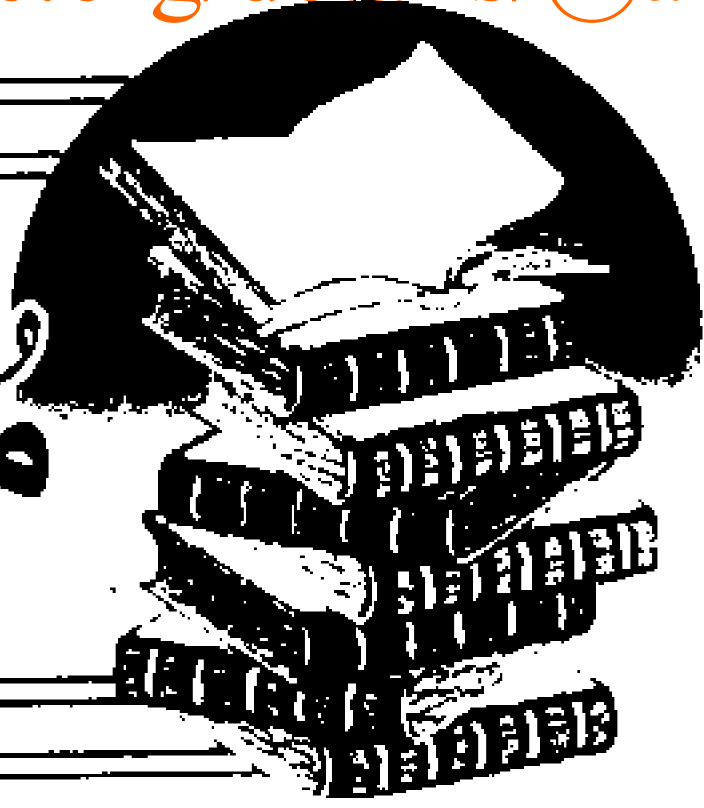
تصنیف: مفتی محمد خاں قادری

شاہکارِ ربوبیت

صفحات ۲۹۶ ۔ ٹائیٹل رنگین با تصویر گنبد خضراء ۔ خوبصورت جلد ،

آپ کے جسم اطہر کی
خصوصیات و امتیازات پر بے مثال کتاب!
سر تا قدم ہر ہر عضو مبارک کے حسن و جمال اور ساخت پر علمی مواد
اور اس موضوع پر احادیث کا عظیم ذخیرہ ۔
بے سکون دلوں کے لیے پیام راحت و سکون ۔
زیارت نبوی کے حصول کے لئے عظیم تحفہ ۔

خود مطالعہ کیجئے اور دوسروں کو بھی برائے مطالعہ دیجئے



امیر کاروانِ اسلام

مفتی محمد خان قادری

کا دینی، علمی اور تحقیقی لٹریچر

- شرح اج سک متراں دی
- حضور ﷺ کے آباء کی شانیں
- والدین مصطفیٰ ﷺ کا زندہ ہو کر ایمان لانا
- علماء نجد کے نام اہم پیغام
- جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
- کیا سگ مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
- ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ
- سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
- صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ﷺ
- محبت اور اطاعت نبوی ﷺ
- نعل پاک حضور ﷺ
- صحابہ اور علم نبوی ﷺ
- امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت ﷺ
- قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا جواب
- خواب کی شرعی حیثیت
- علم نبوی ﷺ اور امور دنیا
- معراج حبیب خدا ﷺ
- محافل میلاد اور شاہ اربل
- حضور ﷺ کی رضاعی مائیں
- ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
- عورت کی امامت کا مسئلہ
- عورت کی کتابت کا مسئلہ

- معارف ...
- ترجمہ فتاویٰ ...
- ترجمہ فتاویٰ ...
- ترجمہ فتاویٰ رضو...
- ترجمہ فتاویٰ رضو...
- ترجمہ فتاویٰ رضو...
- فتاویٰ رضویہ جلد ...
- ترجمہ فتاویٰ جلد ...
- ترجمہ اشعۃ اللمعات ...
- ترجمہ اشعۃ اللمعات ...
- صحابہ اور محافلِ ...
- صحابہ کے معمولا...
- علم نبوی ﷺ اور ...
- حضور ﷺ رمضان کیسے ...
- سدرۃ تیری ...
- منہاج اصول ...
- ذخائر محمدیہ
- مسلک صدیق ...
- شرح سلام ...
- نور خدا سید ...
- اسلام اور ...
- اسلام میں ...
- فضائل ...

- شب ...
- اسلام اور ...
- اسلام اور ...
- والدین ...
- نسب نبوی ...
- وسعت ...
- اسلام اور ...
- اسلام اور ...
- نظام حکومت ...
- فضیلت ...
- شان نبوت ...
- تفسیر سور...
- شاہکار ...
- ایمان والد...
- حضور ...
- امتیاز ...
- در رسول ...
- صحابیک...
- رفعت ...
- مزاج ...
- تبسم نبوی ...
- منہاج ...

... (SAW)

...s?

- کیا رسول اللہ ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرائیں؟
- آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور ﷺ کا
- ... کی حکمتیں مسئلہ ترک
- ... کے والدین کے بارے میں اسلاف کا مذہب
- ... کے بارے میں حضور کا فیصلہ خطا نہیں
- ...

- حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
- نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جائے؟
- حدیث شریک پر اعتراضات کی حقیقت
- احوال و آثار۔ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی
- والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ
- تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تاریخی کامیابی

- ...
- ... اللہ ...
- میلاد النبی ...
- مشتاقان جمال ...
- تفسیر کبیر (آخری ...)
- حضور ﷺ کے ظاہر ...